وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَزَلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ

آیت پڑھو قرآن کی جو ہے مشارالیہ
پھر دیکھو حدیث جو ہے متفق علیہ

وعدہ کیا وہ پورا عزیز و حکیم نے
تفسیر جسکی کی تھی رسول کریم نے

اعلام الناس

حصہ دوم

مصنفہ

مولوی محمد احسن امروہی سابق نزیل بھوپال

پنجاب پریس سیالکوٹ میں غلام قادر فصیح کے اہتمام سے چھپا

حامد نے جس قرآن خبر کا بتادیا
احسن نے نقل کرکے اسے اب بتادیا

اب آخرین ہوویں گے ملحق باولیں
بیشک پیشگو وہ ہی جو ہیں اسکے حاسدیں

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِنَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ أَوْ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُصَلِّیاً وَّحَامِدًا لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَمُسَلِّماً عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ
الطَّاهِرِیْنَ اما بعد یہ حصہ دوم ہے رسالہ اعلام الناس کا جسمین ازالہ ہی اشاعۃ السنۃ نمبر
کے بعض وسواس کا واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ارادہ اس ہیچمدان کا ہرگز نہین تہا کہ جواب رسالہ
اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ مین کلام ظرافت آمیز لاوے یا اشعار اساتذہ برمحل ذکر کرے یا اپنی طرف
سے کچھ تُک بندی کر کر لکہے کیونکہ ایسے مسائل اسلام کی بحث مین یہہ طریقہ مجہکو اچہا نہین معلوم
ہوتا خصوصاً اسوقت سے کہ حضرت اقدس مسیح الزمان سے شرف ارادت حاصل ہوا ہے
مینے اپنی تحریرات مین اس طریقہ کو ترک کر دیا ہے قال اللہ تعالیٰ وَالشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ
فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ مگر جب مینے دیکہا کہ مولوی محمد حسین صاحب
اپنے ملکہ مخفیہ شاعری کو اس رسالہ مین اظہار فرما کر ملک الشعرا بنگئے ہین جسکا ثبوت اشعار سرلوح اشاعۃ السنہ
ہیں لہذا احقر بہی انکی چاشنی مذاق کیواسطے بعض جگہہ کلام ظرافت آمیز مہذبانہ اور اشعار اساتذہ
یا اپنی تُک بندی لے آیا ہے کیونکہ مولوی صاحب کی سی شاعری ہم جیسون سے بہی ہو سکتی
ہے - قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ناظرین اس بارہ مین مجھکو معاف فرماوین اور چونکہ کوئی امثال میرا خالی از کتاب و سنت نہین ہے لہذا میری اس کلام ظرافت آمیز کو ہزل تصور نہ فرماوین اور مقصود لذاتہ کتاب و سنت کو جانین مین مولوی صاحب کا تابع ہون ہرجا کشیدہ برند میرود وبہر رنگ کہ رنگین کنند مے شود قال الفاضل اللاہوری فی اشاعۃ الشبہ صفحہ ۱۳ جلد ۱۴ ؎ آنکس کہ خود زضعف و مرض لاغری کند۔ ہم دعوی مسیحی و پیغمبری کند۔ خوش گفت بذلہ سنج کہن سال روزگار۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند اقول ناظرین منصفین سے انصاف طلب ہے کہ مولوی صاحب کا رسالہ جو بنام اشاعۃ السنہ نامزد ہے ایسے نامی رسالہ کا آیا فرض منصب یہی ہوتا ہے کہ کسی ایسے مسلمان کی نسبت جسکی نظیر اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی مین حسب اقرار خود مولوی صاحب کے پہلے مسلمانون مین بہت ہی کم پائی گئی ہے سرتاپا افترا کیا جاوے بہلا مین دریافت کرتا ہون کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کس جگہ کس کتاب میں دعوی پیغمبری منافی خاتم النبیین ہونے آنحضرت علیہ السلام کے کیا ہے یا دعوی اصیل مسیح ہونیکا کس رسالہ مین درج ہے اگر سچے ہیں تو صحیح نقل آپ پر فرض ہے ورنہ قرآن مجید میں جو وعید ایسے قول و فعل کیواسطے موجود ہے اس سے ڈرنا چاہیئے مولانا صاحب ایڈیٹران اخبار بہی ایسے قول خلاف نفس الامر کے لکہنے سے نہایت اجتناب کرتے ہین اور حتی الوسع خبر کو تحقیق کر کر لکہتے ہیں اور آپ تو بہ تہمم اشاعۃ السنہ کے ہیتے آپ پر تو نہایت ہی ضرور تہا کہ اول اس دعوی کی تحقیق کر لیتے پہر فرماتے جو کچہ کہ فرمایا پس ہم ایسی حالت میں کیونکر نہ کہیں کہ آپکا رسالہ اشاعۃ السنہ اب اشاعۃ الشبہ ہوگیا ہے اگرچہ بحکم الحق مر آپکو تلخ معلوم ہو۔ اور یا گر شاعریت کے شوق و ذوق سے یہہ رباعی تصنیف فرمائی گئی ہے تو اس سے بہتر رنگ ہندی اور بہی موجود ہی لیجیے ؎ ممکن کہ کس زضعف و مرض لاغری کند۔ ہم دعوی مسیحی و پیغمبری کند زیراکہ خود مسیح کہ بیمار و نزار بود۔ ہم دعوی مسیحی و پیغمبری نمود۔ پس قول مدعی ہمہ بطلان دگر نہی است

از خویشتن گم است کرا رہبری کند **قولہ** دعویٰ مسیحائی و خود آپ ہین بیمار کیا خوب خود اپنا ہی
مداوا نہین کرتے کیا فائدہ دعویٰ سے جو خود رہتے ہو بیمار۔ کیون صاف نہین کہتے ہم اچھا
نہین کرتے۔ **اقول** جو اصل مسیحا نہو ہوئے وہ بھی تو بیمار۔ یہہ طعن جو کرتے ہو تم اچھا نہین
کرتے۔ بیمار ہوئے سحر سے وہ ختم رسل بہی۔ یہہ باتین جو تم کرتے ہو دانا نہیں کرتے۔ دیتا ہے
شفا خاص جو شافی ہے حقیقی۔ وہ صاف تو کہتے ہیں ہم اچھا نہیں کرتے۔ ہوتے ہیں وہ بیمار
تو کرتے ہیں مداوا۔ ہے محض غلط یہہ کہ مداوا نہیں کرتے قرآن و خبر بہول گئے تم تو حسد سے
کیون سینون کو کینون سے مصفا نہیں کرتے صفحہ ۳۵۴ **قولہ** قرآن کی ان آیات مین
اشارات ہیں وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (نساء ۲۰) وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا
(زخرف ع ۶) اور احادیث صحیحین وغیرہ مین تصریحات بکثرت ہین ان سب کی تفصیل ریویو
میں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ **اقول** بہلا مولانا صاحب جب قرآن مجید میں آپ کے خیالی نزول
مسیح کی نسبت صرف اشارات ہی ہیں اور احادیث صحیحین وغیرہما کی ابہی نوبت ہی نہین
آئی صرف وعدہ ہی وعدہ ہے کہ ریویو میں آوین گے تو پہر اتنا تشدد آپنے ابہی سے کیون کیا
کہ ایک خط نمبر۱ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے پاس بہیجا اور دوسرا خود حضرت اقدس
مسیح الزمان صاحب کی خدمت مین اور تیسرا اس خادم قدیم کے پاس روانہ کیا وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ
الْقَسْوَرِ مولانا بلا تدبر و تفکر انجام کار آپ حضرت اقدس مسیح الزمان صاحب سے ناحق مباحثہ کرتے ہیں
اور اوسپر علاوہ یہ کہ اشاعہ میں شائع کرنا چاہتے ہین مین دست بستہ آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ
آپکو یہہ اشاعہ مباحثہ انجام کار اچہا نہو گا اب بہی جو کچہہ ہوا سو ہوا آیندہ اس بحث کو آپ جانے دیجئے
ورنہ آپکی خدمت میں اتنا گذارش کئے دیتا ہون کہ ؎ سنبہل کے رکہیو قدم دشت خار پر مجنون
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بہی ہے اول آپنے اشارات قرآن شریف کی طرف رجوع
کر لیا ہوتا اور پہر احادیث صحیحین وغیرہما کی جانب اگر کتاب و سنت نزول خیالی مسیح کیطرف یقیناً اور
قطعاً ہدایت کرتے تب ہی آپنے ایسا کچہہ زور دیا ہوتا ورنہ ہرگز ہرگز آپکو ایسا کرنا سزاوار نہ تہا

خصوصاً ایسے شخص کے مقابلہ میں جسکو آپ اشاعہ میں تمام اولیا و علماء امت سے افضل قرار
دے چکے ہیں* کما مر فی الجزء الاول آپنے یہی سمجھ لیا ہوتا کہ جو اکابر علما و اولیا گذرے ہیں اونکے مسائل متفرد
اکثر منقول ہیں حضرت اقدس مرزا صاحب جو پہلے اولیاء ماسبق سے آپکے نزدیک افضل ہین
اس مسئلہ مین متفرد ہی ہہی مہدی کی نسبت ابن خلدون وغیرہ کا تفرد آپکو معلوم ہی ہے اور وہی مذہب
و مسلک آپکا بہی ہے جو خلاف ہے تمام جمہور کے جب آپکے نزدیک مہدی موعود کوئی نہیں ہوگا
تو عیسیٰ بن مریم کا خیالی نزول اگر واقع ہوا اور بجائے اوسکے مثیل مسیح آوے تو موجب آپکے مذہب کے کیا
استبعاد ہے - اب میں استفسار کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص آیات مندرجہ کے معنے جو آپ اشارۃً نکالتے
ہیں تسلیم نکرے بلکہ وہ معنے اولے جو بمنزلہ ظہور کے ہیں تو بحکم اَلنُّصُوصُ تُحْمَلُ عَلٰی ظَوَاهِرِهَا کے مورد
اعتراض آپ ہونگے یا وہ لَيُؤْمِنُنَّ بِهٖ کا معنے آیت اول کے ظاہر تو یہی ہین کہ ضمیر بہ راجع ہے طرف
عیسیٰ کی اور ضمیر قبل موتہ مین راجع ہے طرف کتابی کی جسپر لفظ اہل کتاب دلالت کرتا ہے علاوہ یہ
کہ اس معنے ظاہری میں ایک خوبی اور یہی ہے کہ موید ہے اوسکو قراءت دوسری جو آئی ہے
اِلَّا لَيُؤْمِنُنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِمْ بِضَمِّ النُّوْنِ اندرینصورت قاعدہ یفسر بعضہ بعضا کا بہی موجود ہے
اب اگر کسی کے نزدیک یہی معنے آیت کے مراد ہون جو بمنزلہ ظاہر کے ہیں اور قراءت دوسری بہی
اوسی کو موید ہے اور آپکی شرح اشارات سے اوسکو شفا نہو وے تو فرمائیے اسپر آپکا کیا تدبیر بہہ ہے اور نیز بوت
اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جائیگا - اور آیت دوم میں تسلیم کیا کہ ضمیر اِنَّهٗ طرف قرآن مجید
یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راجع نہیں حضرت عیسیٰ ہی کیطرف راجع ہے تو اوسکے ظاہری معنے
یہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مفید ہے علم ساعۃ کو یا حضرت عیسیٰ کا مردونکو
زندہ کرنا جو دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے احیاء موتے پر قیامت میں دلیل موجب علم ہو بعث کی

---

* ہمارے پیارے مولانا اشاعۃ آپکو معلوم نہیں مولوی ابو سعید صاحب اب یہ غلط تراش کر کہ اشاعۃ السنہ کو دہوکا ہوگیا تہا
اپنا پیچھا چہوڑانا چاہتے ہین - لیکن وہ خیال نہین کرتے کہ یہ عذر ان کیلئے کس قدر فضیحت کا باعث ہوگا - عنقریب اہل انصاف اس امر کا
تصفیہ کر لینگے کہ مولوی صاحب کا یہ عذر بدتر از جرم کہانتک مسموع ہونے کے قابل ہو سکتا ہے ہمارے رسالہ القول الفصل کا جو جلد شائع ہوگا انتظار کرین ۱۲ ایڈیٹر

نشر قیامت کے وغیرہ وغیرہ۔ ما سبق آیہ میں نزول عنصری حضرت عیسےٰ کا کہان مذکور ہے جس کو آپنے
یا کسی دوسرے مفسر نے مرجع انہ کا قرار دیا ہے یہہ مرجع تو صرف آپکے ہی خیال مین ہے جس کا قرآن شریف
میں کہیں پتا نہیں اور احادیث کی نسبت تو یہچدان اشتہار دیتا ہے کہ اگر کوئی صاحب ملہم ایک حدیث
صحیح مرفوع صریح الدلالت سے صعود و نزول بجسم عنصری حضرت عیسیٰ کا منطوقاً ثابت کر دے تو میں
اوسکو فی حدیث بلیس روپیہ حق اجرت دونگا ورنہ باب اعتقادیات میں ایسے خیالات ظنی کب قبید مسلم و
یقین ہو سکتے ہیں یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانیکا **قولہ** صفحہ ۱۰ سطر ۳ آپ
اگر اس دعوی میں حضرت خضر کیطرح معذور رہیں تو میں اوسکے انکار اور خلاف میں حضرت موسیٰ کیطرح
مجبور ہون الخ **اقول** آپ ہرگز انکار و خلاف میں حضرت موسیٰ کیطرح مجبور نہیں یہ قیاس آپکا قیاس
مع الفارق ہے بچند وجوہ اما اولاً آپکا انکار و خلاف اوس الہام سے ہے جو موید بکتاب و سنت
ہے چنانچہ حصہ اول مین کچھہ ثابت ہو چکا ہے اور آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی ثابت ہوتا رہیگا بخلاف
انکار و خلاف حضرت موسیٰ کے کیونکہ قتل نفس زکیہ بغیر کسی حق ظاہر کے اور توڑنا کشتی وغیرہ کا جسمیں
اندیشہ غرق ہو جانے ایک جماعت کثیرہ کا تہا کسیطرح موافق کسی شریعت کے نہیں ہو سکتا۔ اما ثانیاً
حضرت موسیٰ نے واسطے تحصیل اوس علم کے جو اونکو حاصل نہ تہا ملاقات خضر میں تحمل مشاق اور شدائد
سفر کو اختیار کیا قال اللہ تعالیٰ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا
ایضاً لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا اور آپ کہتے ہیں کہ میں آپسے ملون گا مگر جلد نہیں باوجودیکہ حضرت اقدس
مرزا صاحب آپکو زاد راہ دینے کو بہی موجود ہیں اور شدائد سفر بہی بسبب موجود ہونے سواری ریل
کی کچھہ نہین ہیں اور بعد مسافت بہی کچھہ نہیں کہ قرون تک سفر کرنا پڑے۔ اما ثالثاً حضرت موسیٰ
نہایت ادب اور تواضع سے اور اپنے آپ کو نادان سمجہہ کر واسطے پیروی و اتباع کے کہتے ہیں
هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا اور یہہ بہی اقرار کرتے ہیں کہ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا اور آپ کہتے ہیں کہ رسائل توضیح المرام اور ازالہ الاوہام میرے خلاف کو نہیں
روکیں گے حالانکہ ازالہ الاوہام آپنے ابہی تک دیکہا بہی نہیں معہذا رجماً بالغیب اوسپر مستزاد

آپ یہ فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ نقلی یا عقلی دلائل سے آپ اور آپکے حواریین آپکا مسیح موعود ہونا ثابت نکر سکیں گے مولانا اس آیہ کو بھی تو یاد رکھو وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا اما حضرت خضر حضرت موسیٰ سے کہتے ہیں فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْئَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا اور حضرت اقدس مرزا صاحب بخطاب معترضین فرماتے ہیں اور اشتہار دیتے ہیں کہ فَاسْئَلُوْنِيْ الْاٰنَ اَلْبِضَاعَةَ يَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ قَبْلَ اَنْ اُحْدِثَ لَكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا فِي اِزَالَةِ الْاَوْهَامِ

واما خامساً حضرت خضر صرف دو اعتراضوں پر عتاباً ارشاد کرتے ہیں اِنْ سَئَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ وَهٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ — اور حضرت اقدس مرزا صاحب معترضین کی نصح و خیر خواہی کیواسطے ارشاد فرماتے ہیں ؎ اے حسرت این گروہ عزیزان مرا نذید۔ وقتے بہ بینیدم کہ ازین خاک بگذرم۔ گر خون شد است دل زغم درد شان چہ شد ہست آرزو کہ سر برود ہم دریں سرم ✲ ہر شب ہزار غم بمن آید ز درد قوم۔ یارب نجات بخش ازیں روز پر شرم یارب بآب چشم من ایں کسل شان بشو۔ کامروز تر شدہ است ازیں درد بستم ۔ اب ناظرین کو ثابت ہوا ہوگا کہ یہ دونوں قیاس مولوی صاحب کے قیاس مع الفارق ہیں بوجوہ مذکورہ و نیز غیر مذکورہ ؎ مانی نے روی و زلف میں ہستی تمام کی۔ تصویر کھینچ سکی نہ سحر کی نہ شام کی یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہوجانیکا **قولہ** صفحہ ۲۰۰ حسن ظنی کی ایک حد مقرر ہونی چاہیے کیا اگر کوئی مسلمان یہہ دعوے کرے کہ میں نبی آخر الزمان ہوں یا مجھے الہام میں شراب کی اجازت ہوگئی ہے تو ہم اور آپ اوسکے حق میں حسن ظنی کرینگے ہرگز نہیں الخ ۱ **قول** مولوی صاحب نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے اس قول کیطرف مطلق توجہ نفرمائی کہ اس مسئلہ کو اصل اور لب اسلام سے کچھ تعلق اور مطلب نہیں اور حسن ظنی کی تو وہی حد ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہے مگر یہ دعوی حضرت اقدس مرزا صاحب کا ہرگز ایسا عظیم نہیں جیسا کہ آپکے خیال میں آگیا ہے ایک دعوی تو اونکا یہہ ہے کہ عیسی بن مریم متوفی ہو چکے لہذا اونکا نزول بوجود عنصری آسمان سے نہیں ہوگا بلکہ مثیل مسیح آئیگا دوسرا دعوی یہہ ہے کہ جس مسیح کے آنیکی نسبت احادیث

صحیح مین پیشین گوئی واقع ہے اوسکا مصداق میں ہون جو روحانی طور پر مسیح بن مریم سے مشابہت
تام رکہتا ہون دعوی اول تو کتاب اللہ سے ثابت ہے اگرچہ اوسکی بحث مفصل تو تب ہی
کیجاویگی جب آپ ریویو میں کچھ لکہیں گے یہانپر واسطے تسکین ناظرین کے مختصرا عرض کرتا ہوں
قَالَ اللہُ تَعَالیٰ یَا عِیْسیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ الخ اس امر کو تو آپ بہی تسلیم کرتے ہون گے
کہ بلا وجہہ وجیہہ کلمات قرآن مجید کو تقدیم تاخیر کر کر معنے ظاہری سے صرف کرنا ہرگز مناسب نہیں
کیونکہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب مرادی کے موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر مانند سلک جواہر
کے منظوم اور منسلک ہیں جسکی وجہ سے وہ طرف اعلی بلاغت حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے۔ پہر ہم کو کونسی
ضرورت واقع ہوئی ہے کہ اوسکو طرف اعلے حد بلاغت سے گرا کر تقدیم و تاخیر کے قائل ہون اور اگر
آپ کے نزدیک کوئی ضرورت ہو تو بیان فرمائی جاوے مگر وہ ضرورت محققانہ بکتاب و سنت
بیان کیجاوے نہ مقلدانہ بنقل اقوال مفسرین و شارحین - اور جب کہ متوفی ہونا حضرت عیسی کا
ثابت ہو گیا تو داخل ہونا جنت میں بہی آپکو مسلم ہوگا کیونکہ وہ نبی برگزیدہ تہے قال اللہ تعالی قِیْلَ
اُدْخُلِ الْجَنَّۃَ وادخلی جنتی اور یہہ عقیدہ بہی آپکو مسلم ہوگا کہ مقدس لوگ بعد موت کے بہشت میں داخل ہو کر
نکالے نہیں جاتے اور اگر مسلم نہو تو یہہ آیات تسلیم کرانیوالی موجود ہیں۔ وَمَا ہُمْ مِنْہَا بِمُخْرَجِیْنَ
ایضاً قَالَ اللہُ تَعَالیٰ تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَہَا مَا کَسَبَتْ قَالَ فِی الْبَیْضَاوِیْ یَعْنِیْ اِبْرَاہِیْمَ وَیَعْقُوْبَ
وَبَنِیْہِمَا اِلیٰ اٰخِرِہٖ۔ ایضاً قَالَ تَعَالیٰ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ قَالَ
فِی الْبَیْضَاوِیْ اَیْ مَا ہُوَ اِلَّا رَسُوْلٌ کَالرُّسُلِ قَبْلَہٗ خَصَّہُ اللہُ تَعَالیٰ بِاٰیَاتٍ کَمَا خَصَّہُمْ بِہَا فَاِنْ اَحْیَی
الْمَوْتیٰ عَلیٰ یَدِہٖ فَقَدْ اَحْیَی الْعَصَا وَجَعَلَہَا حَیَّۃً تَسْعیٰ عَلیٰ یَدِ مُوْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَہُوَ
اَعْجَبُ وَاِنْ خَلَقَہٗ مِنْ غَیْرِ اَبٍ فَقَدْ خَلَقَ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ غَیْرِ اَبٍ وَاُمٍّ وَہُوَ اَغْرَبُ
وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ کَسَائِرِ النِّسَاءِ اللَّاتِیْ یُلَازِمْنَ الصِّدْقَ اَوْ یُصَدِّقْنَ الْاَنْبِیَاءَ کَانَا یَاْکُلَانِ
الطَّعَامَ وَیَفْتَقِرَانِ اِلَیْہِ افْتِقَارَ الْحَیَوَانَاتِ وَفِیْ حَاشِیَۃٍ قَوْلُہٗ کَانَا یَاْکُلَانِ الخ اِشَارَۃٌ
اِلیٰ اَنَّہُمَا کَانَا مُحْتَاجَیْنِ اِلَی الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَاِلیٰ مَخْرَجٍ یَخْرُجُ مِنْہُ الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

صاحب جب حاضر ہوتے تو بطور لغیمہ کے ایک معما ہیں مبادا کسی کی نظر سے سہرتی ہیں ایک شیخ معا نظر
آویں لہذا عرض کیا جاتا ہے آپ تو امید ہے سابقہ ولاحقہ کو یاد دلاتے ہیں اور میں بصد افسوس یہی کہتا
ہوں سہ عاشق ہوئے ہیں یار کے ہم اس امید پر۔ جز آہ نارسا کوئی امید ہی نہیں ۔ بہرحال تو ضیحاً
توجہ ہیں کرونگا تحریر سمی تبلی حاضر ہے (۱) براہین احمدیہ میں تکذیب اس دعوی کے موجود نہیں
ہے مسیح موعود کا جسمانی طور پر آنا جیسا کہ خیالات میں بسا ہوا ہے مذکور ہے اس مذکور کا غایۃ الامر یہہ ہے
کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا خیال تہی اوس وقت تک یہی ہو اس خیال کو انہوں نے کہیں الہامی قرار
نہیں دیا اور ظاہر ہے کہ خیال کسی کا مبنیات الہام کا مکذب نہیں ہو سکتا البتہ الہام خیال کا مکذب ہو سکتا
ہے خصوصاً جبکہ شواہد کتاب و سنت اوس الہام کے مصدق و مؤید موجود ہوں علاوہ یہہ کہ دعوی سابق
گویا کہ مرتبہ اجمال میں تہا اب اوس کا بیان ہوگیا اور وہ بہی الہام سے ۔ پہر کوئی عاقل یہہ کہہ سکتا ہے
کہ بیان یا مبین اجمال یا مجمل کا مکذب ہوا کرتا ہے خصوصاً وہ بیان جو الہامی ہو (۲) اور جبکہ یہہ الہام حضرت
اقدس مرزا صاحب کا آپنے تسلیم کر لیا ہے یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کیونکہ حامی شکر اوسکی تفسیر کی ہے اگر تسلیم نہوتا تو حامیانہ
تفسیر کیوں کیجاتی پس میری مختصر تحریر سابق کا یہہ مطلب ہے کہ یہہ تسلیم آپکی بوجوہ مستلزم ہے تسلیم اس
دعوی جدید کو بہی کیونکہ اَلشَّیْءُ اِذَا ثَبَتَ ثَبَتَ بِلَوَازِمِہٖ مقدمہ مسلمہ ہی میں پوچہتا ہوں کہ
اگر یہہ مثیل مسیح وہی مسیح موعود آپکے نزدیک نہیں تہا تو آپنے یہہ الہام کیوں تسلیم کیا کہ جَاعِلُ
الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کیونکہ یہہ صفت الی یوم القیامہ
متبوع کذائی ہونیکے اوسی مسیح موعود کی ہو سکتی ہے نہ دوسرے کی الحاصل یا تو آپ یہہ
فرماویں کہ وہ تصدیق مینے اشاعۃ میں غلطی سے کی تہی اوس غلطی سے مینے اب رجوع کیا یا
کوئی اور مفر پیدا کریں ورنہ تصدیق دعوی جدید ایسے مرتبہ پر ہو جیسا کہ ملزوم کیواسطے لازم کی تصدیق
(۳) اولاً کسی شے کے ایمان یا اذعان کیواسطے رویت ہرگز شرط نہیں یہہ کیا معما آپنے لکہا
ثانیاً مجہکو آپکی رویت حاصل ہے اور آپکو حضرت اقدس مرزا صاحب کی رویت حاصل ہیں یا بواسطہ

رویت ہی حاصل ہوئی اور یہ احتمال کہ بوقت تحریر نمبر ۱۰ جلد ہفتم کے حضرت اقدس مرزا صاحب مقدس اور ملہم تھے اور اب غیر مقدس اور غیر ملہم ہوگئے اگر اس کا ثبوت کسی جرح مفصل سے آپ کر سکیں تو بیان فرمائیے ورنہ اس قسم کا خیال و احتمال آپکی نسبت بھی ممکن ہے پھر اگر قاعدہ اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کو آپ پیش کریں تو اپنی کانشنس اور تمیز موجود ہے ثالثاً آپ کا خادم قدیم بسبب قدامت خدمت کے گستاخانہ عرض کرتا ہے کہ یہہ بھی ممکن ہے نزدیکان۔ بے بصر دور و دوران با بصر در حضور دم، تَسْمَعُ بِالْمُعَیْدِیِّ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَرَاہُ جرح مبہم ہر جو ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی (۵) اشاعۃ میں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ملہم ہیں اب اگر اوسکا نقیض ثابت ہوگا تو اجتماع النقیضین ہے ایسے اجتماع کا حال تو ہر شخص پر واضح ہے حاجت توضیح یا تلویح کی ہی نہیں اور اگر یہاں پر بھی قاعدہ مذکورہ اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کو پیش کروگے تو پھر اپنا تجربہ اور تمیز پیش کیجاویگی۔ انتہیٰ موضع الحاجۃ۔ اس خط کا جواب جو مولوی صاحب نے لکھا ہے اوسکو میں ابھی نقل کرنا نہیں چاہتا کیونکہ ناظرین پر ابھی سے مولوی صاحب کا علوم و فنون میں کمال و تبحر ظاہر ہو جاویگا اور مجھکو ابھی یہہ امر منظور نہیں ہاں البتہ اس شعر کے پڑھنے پر مجبور ہوں ؎ زائل بہار حسن ہوئی خط یار سے۔ اس باغ میں خزان نظر آئی بہار سے آئندہ وہ خط بھی انشاء اللہ تعالیٰ کسیوقت مناسب میں پیش کش ناظرین کیا جاویگا یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانیکا **قولہ** صفحہ ۳۵۹ بیشک میں اس مدح سے ناراض ہوں مولانا و شیخنا و شیخ الکل کے معلومات سے میری معلومات کو وہ نسبت ہی جو جو بادشاہ کو ایک گداسی ہے اس تفضیل معلومات کی مقابلہ میں میرے کلام لایق شمار نہیں ہیں۔ **اقول** مولانا جیسے آپکے معلومات ہیں اسقدر آپکو ظاہر کرنے ہی ہوتے ہیں پہر تو پہر آپنے سب سے پہلے مخالفت پر کیوں کمر باندہی ہے کیونکہ مولانا ممدوح تو مقام توقف میں کہڑے معلوم ہوتے ہیں کوئی تحریر مخالفانہ انہوں نے ابھی تک شایع نہیں کی چنانچہ مینے ایک پوسٹ کارڈ بدریافت حال حضرت اقدس مرزا صاحب کی بخدمت مولانا ممدوح بہیجا تہا اوسکے جواب میں توقف فرمایا واللہ اعلم بالصواب پہر آپنے بھی توقف ہی کیا ہوتا خصوصاً تا شایع ہونے ازالۃ الاوہام کے آپ پر توقف ضروری تہا وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ **قولہ** صفحہ ۳۵۹ اس حدیث صحیح کا جسکی طرف آپ اشارہ کرتے ہیں یہہ مطلب نہیں کہ خلاف شریعت

پر سکوت کیا جاوے اور نہ قرآن میں یہہ اشارہ ہے اسکی تفصیل ہی ریویو مین ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
اقول سلمنا لیکن حضرت اقدس مرزا صاحب کا یہہ دعویٰ خلاف شریعت ہرگز نہیں ہے کما مرو
سیاتی **قولہ** صفحہ ۳۵۹ ایضاح کو مینے دیکہا اس نے میری مخالفت رائے کو اور پختہ کر دیا اور مجہے
امید ہے کہ جو مخالف مضامین فتح اسلام اسکو دیکہیگا وہ اس مخالفت مین اور پختہ ہوگا **اقول**
شکوہ فتح اسلام اور توضیح مرام کا جب تک کہ دلائل مندرجہ اونکی کو توڑا نجاوے آپ جیسے فاضل سے
نہایت بعید ہے اور عبث۔ اس مخالفت رائے کا پختہ ہونا صرف آپکی طبیعت ذاتیہ کا تقاضا ہے
رسائل کا کچھ قصور نہیں ؎ رَسَائِلُ اِخْوَانِ الصَّفَا ءِ کَثِیْرَۃٌ ٭ وَلٰکِنَّ اِخْوَانُ الصَّفَا قَلِیْلٌ
؎ گل گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر۔ تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث **قولہ** صفحہ ۳۶ اس خط
سے خاصکر خاکسار سے گفتگو کرنے سے مرزا صاحب کا انکار شروع ہوا ہے **اقول** جب آپکی حرارت
مخالفت کا تھرمامیٹر نقطہ انتہائے درجہ ارتفاع پر چڑہا ہوا ہے تو اب حضرت اقدس مرزا صاحب انکار
نکریں تو کیا کریں یہہ حدیث بہی تو اونکی پیش نظر ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلعم مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُجَارِیَ
بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِیُمَارِیَ بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْ لِیَصْرِفَ بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَیْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ رواہ الترمذی ورواہ
ابْنُ مَاجَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ **قولہ** مجہے آنحضرت کا یہہ ارشاد کہ لایکلم بکلام تعتذر منہ غدا اکثر
اوقات پیش نظر رہتا ہے اور مجہے خدا تعالے سے قوی امید ہے کہ آپکے خطاب میں کوئی ایسی بات
نہ لکہون گا جو آپکی کلام کے متعلق یا قطعی مفہوم سے ثابت نہو اور مین اس جواب میں حسن ظنی کو ہاتہ
سے ندونگا اور سوء ظنی سے کام نہ لونگا اور مین کوئی کلمہ توہین و تحقیر کا آپکے حق میں نہ لکہون گا
الخ **اقول** اس عبارت مین جو جو اقرار آپنے کئے ہیں اونکو آپنے خوب نباہا ہے کہیں تو حضرت اقدس مرزا
صاحب کی تحریر کو آپ مغالطہ قرار دیتے ہیں اور کہیں فرماتے ہیں کہ آپ مسلمانوں سے ہزارہا روپیہ
وصول کر چکے ہیں اور کہیں کہتے ہو کہ اس چال کو ناظرین دیکہیں اور کہیں لکہتے ہو کہ نیچریت اور ملحدیت
کا دروازہ کہولدیا اور کسی جگہ ارشاد کرتے ہو کہ نیچریوں کی بہی کان کاٹے بلکہ آریہ اور برہمو سماج کے اصول
اختیار کئے وغیرہ وغیرہ مولانا صاحب جب ایک دو صفحہ کی تحریر مین آپکے ایسے جرح اللسان موجود ہیں

تو آیندہ دیکھئے کیسا دروازہ تہنیت کا کھلتا ہے۔ مصحفی ہم تو یہہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم تیرے سینہ میں
بہت کام رفو کا نکلا۔ یہہ بھی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشب ہو جانیکا **قولہ** نوٹ صفحہ ۳۶۴
اس وعدہ کو آج ایک مہینہ کامل گذر گیا۔ ہے وعدہ ۲۳ فروری کا تہا آج ۲۳ مارچ ہے **اقول** مولویصاحب
آپ کا رسالہ دو جزو کا جسکا وعدہ اشتہاری ماہوار کا ہے اور اکثر خریداروں سے قیمت بہی اسی وعدہ پر آپ
پیشگی لے لیتے ہیں مہینہ چہہ چہہ ماہ کی تاخیر بلکہ زائد ہو جاتی ہے پہر حضرت اقدس پر آپ اس نوٹ دینے
کے کب مستحق ہیں باوجودیکہ نہ آپنے اوسکی قیمت پیشگی ادا کی ہے اور نہ آیندہ قیمت دینے کا ارادہ ہے
مفت سے لینے کا قصد ہے اور وہ رسالہ بہی تیس جزو سے زیادہ ہوگیا ہے اور آئندہ نہیں معلوم کہ کسقدر
موافق شکوک و شبہات معترضین کے اور بڑہ جاوے یہہ وعدہ فرمانا حضرت اقدس کا صرف بنظر
ظاہری تہا علاوہ یہہ کہ طبع کرنا اوسکا باختیار اہل مطبع کے کوئی کل مطبع کے حضرت اقدس کے یہاں
جاری نہیں پہر بنظر امور مذکورہ جسقدر تاخیر واقع ہو جاوے تو اس تاخیر پر آپ ایسے نوٹ دینے کے
کب مستحق ہیں **قولہ** صفحہ ۳۶۶ جو امکان میں ریویو میں بیان کر چکا ہوں اس کا اب بہی قایل ہوں
قولہ آپ ان عبارات کو میرے سامنے پیش کرنیکے بغیر اُنسے استشہاد کرینگے تو آپ نقصان اٹہاوینگے
بہتر ہے کہ آپ میری کلام کو مجہے دکہا کر شایع کریں صاحب البیت ادری بما فیہ **اقول** مولانا شاید آپکو اُس
مراسلت سے جو فیمابین احقر و جناب کے ہوئی تہی ذہول ہوگیا ہے تو آپکے اقرار کو جو نسبت وقوع
و فعلیت کے اشاعۃ السنہ میں مندرج ہے ثابت کر دیا تہا جسکے جواب میں آپنے بحث سے معافی
طلب کی تہی اب آپنے بحث کے ٹلانیکے واسطے پہر بمطلب حضرت اقدس مرزا صاحب وہی انکار کرنا
شروع کیا باوجودیکہ آپ کو حد اقرار تک پہونچا دیا تہا یعنے ساکت کر دیا تہا اور یہہ خیال فرمایا کہ اگر
مرزا صاحب بحکم والذین ہم عن اللغو معرضون کے ایسی بحث کیطرف توجہ نفرماوینگے تو یہہ خاکسار
احسن المناظرین آموجود ہوگا سہ جاؤ تم تنہا کہیں ایسا تو ہو سکتا نہیں ۔ اور نہ میں پہونچوں وہیں
ایسا تو ہو سکتا نہیں اب میں بعض خطوط کا خلاصہ نقل کر کر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں کہ یہہ انکار آپکا پیش
نجا سکے تنبیہ ان خطوط میں مطلق الہامات کی تصدیق جو مولویصاحب نے کی ہے بیان کی گئی ہے

آئندہ انشاء اللہ تعالے جو تصدیق نسبت الہام خاص یعنے مسیح موعود ہونے کی مولویصاحب
کی ہے آتی ہے فانتظرہ خلاصۃ خطوط موسومہ جناب محررہ دوم رمضان ۱۳۰۶ھ مع نقل اون عبارات
کے جنکا حوالہ بقید صفحہ خط مذکور میں دیا گیا ہے عنایت فرمایئم تمام ریویو سے بطور مفہوم کے اثبات ہوتا
ہے اوس امر کا جس کا آپ انکار فرماتے ہیں لیکن میں اس بارہ یعنے بحث مفہوم میں بسبب لزوم طول
لاطائل کی آویزش نہیں کرتا صرف وہ عبارت جس میں آپنے وقوع اور فعلیت کو بطور منطوق لکھدیا ہے
پیش کرتا ہوں وہو ہذا۔
صفحہ ۱۰۵ نمبر ۹ جلد ۷۔ ماہ صیام میں جبکہ میں شملہ پر تھا ایک بابو صاحب برہم سماج کے لکچرار و پریسیٹ
(جو میری ہمسایہ تھے) مجھسے قانون قدرت (جسکو لوگوں نے قانون سمجھہ رکھا ہے اور درحقیقت
وہ خدا کی قدرت کا قانون نہیں ہے دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۴ میں مضمون النیچر کے تغیر و تبدل
میں ہم کلام ہوئے جب مینے یہہ ثابت کردیا اور انسے تسلیم کرالیا کہ خدا کی قدرت انہی حالات و اتفاقات
مین جو ہم دیکھ رہے ہیں محصور و محدود نہیں ہے بلکہ وہ اس سے فوق الفوق اور وراء الوراء
وسعت رکھتی ہے اور ممکن ہے کہ خدا تعالے ان اسباب و موجودات سے وہ کام لے جو اسوقت تک
ان سے نہیں لئے گئے یا ہمنے نہیں دیکھے تو وہ صاحب بولے کہ امر ممکن تو ہے اور بنظر قدرت
وسیع و غیر محدود خداوندی ہم اس امکان کو مانتے ہیں پر ہم اسکی فعلیت (و وقوع) کو کیونکر مان لین
جبتک اسکا مشاہدہ نکرلیں اس پر مینے مولف براہین احمدیہ کے الہامات انگریزی زبان کو پیش کیا اور
یہہ کہا کہ ایک شخص کا انگریزی زبان سے امی و اجنبی محض ہوکر جسکو ہم روزمرہ کے مشاہدہ و تجربے
سے بخوبی جانتے ہیں اور دوسرے کو ثابت و معلوم کرا سکتے ہیں بلا تعلیم و تعلم اس زبان میں
ایسی باتیں بیان کرنا جسکا بیان انسانی طاقت سے خارج ہو تمہارے تجویزی قانون قدرت
کے مخالف نہیں تو کیا ہے یہہ سنکر بابو صاحب موصوف نے سکوت کیا اور یہہ فرمایا کہ ایسے شخص
کو میں بہی دیکھنا چاہتا ہوں انتہا بلفظہ مولانا اور سب امور سے قطع نظر فرمائی صرف کتاب کی نسبت
صفحہ ۱۶۹ میں جو آپنے لکھا ہے ملاحظہ فرمائی وہو ہذا ہماری رائے میں یہہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ

حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہی جسکی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور اس کا مولف بہی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے - اور عبارت مندرجہ صفحہ ۲۸۳ پر بہی غور فرمایا جاوے وہو ہذا یہی جواب ہم الہامات مولف براہین کیطرف دیسکتے ہیں یون کہہ سکتے ہیں کہ شیطان اپنی ان دوستون کے پاس آتے ہیں اور اونکو (انگریزی خواہ عربی مین) کچھ پہونچاتے ہیں جو شیطان کے مثل فاسق وبدکار اور جہوٹے و دوکاندار ہیں اور مولف براہین احمدیہ مخالف وموافق کے تجربے اور مشاہدے کے روسے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قایم وپرہیزگار اور صداقت شعار ہین اور نیز شیطانی القا اکثر جہوٹ نکلتے ہیں اور الہامات مولف براہین سے انگریزی میں ہون خواہ ہندی وعربی وغیرہ آجتک ایک بہی جہوٹ نہیں نکلا چنانچہ اونکے مشاہدہ کرنیوالون کا بیان ہے گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا پہر وہ القا شیطانی کیونکر ہو سکتے ہیں کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بہی یہہ قوت مذہبی ہے کہ وہ انبیا وملائکہ کیطرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے اور اوسکی کوئی خبر غیب صدق سے خالی نجاوے حاشا وکلا - **اقول** یہ جو آپنے تحریر فرمایا کہ گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپکو اس کا علم بہی نہیں ہوسکتا کیونکہ حصول علم تجربہ پر ہی موقوف نہیں اسباب علم اور بہی بہت ہیں ورنہ لازم آوے کہ آپکے نزدیک معجزات نبویہ بہی ثابت نہون کہ تجربہ تو اونکا بہی آپکو نہیں ہوا اور صفحہ ۱۲ میں آپ لکہتے ہیں خصوصاً ایسے شخص کے الہامات وکرامات جو اونکو اپنے نبی کی نبوت کی تائید وشہادت میں پیش کرے اور منکرین الہام نبے کو اوسکی نظائر دیکہاوے اور بصد زبان یہہ سکہے کہ یہہ سب برکات میرے نبی افضل الرسل کے متبع اور خادم ہونیکا صدقہ ہے اور اسی کی کرامات ومعجزات چنانچہ مولف براہین احمدیہ سے واقع ہوا ہے صفحہ ۲۱۸ حاشیہ میں آپ لکہتے ہیں اس کی کتاب کا صفحہ ۲۴۳ وصفحہ ۴۸۸ وصفحہ ۴۹۹ وصفحہ ۵۱۲ وصفحہ ۵۵۸ وغیرہ کو ملاحظہ میں لاؤ اور قیامت کو حساب کو ایمان کو قرآن کو پیش چشم رکہکر خلاف واقعہ سوء ظن سے باز آؤ انتہی اور صفحہ ۲۸۸ میں ملاحظہ فرمایا جاوے مگر جب وہ انصاف سے کام لینگے اور ان اسباب کو کہ مولف

براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا۔ اے۔ بی۔ سی کی صورت تک نہیں
پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کرینگے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار غیب کو
رجنپر کوئی بشر بذات خود قادر نہیں انصاف کی نظر سے دیکہیں گے تو انصاف اونکو ان الہامات
کی تسلیم پر مجبور کردیگا اور صفحہ ۱۶۹ میں لکہا ہے ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجہے
تو سمجہو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا وے جسمین جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج
سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے
جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اوٹہالیا ہو
اور مخالفین اسلام او منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتہہ یہہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام
کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کرلے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ
بہی چکہا دیا ہو مگر افسوس صد افسوس سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و بحق اسلام نفع رسانی کو
بعض مسلمانوں ہی نے انکار کیا ہے اور برطبق اتجعلون رزقکم انکم تکذبون اس احسان
مولف کے مقابلہ میں کفران کرکے دکہا دیا اور صفحہ ۲۸۹ حاشیہ میں آپ لکہتے ہیں اسلئے خدا تعالےٰ نے
انگریزی خوانوں پر (جو عربی سے محض ناآشنا ہیں اور سماعی باتوں پر ایمان نہیں لاتے) دین محمدی
اور قرآن کا صدق ظاہر کرنا چاہا تو آنحضرت کے امتیوں اور خادموں میں سے ایک شخص کو انگریزی
الہامات سے جو انگریزی خوانوں کے افحام یا افہام کا باعث ہوں ممتاز فرمایا اور صفحہ ۲۹۱ میں آپ
لکہتے ہیں جناب مولف اس شہر بٹالہ میں جہاں میں اب ہوں تشریف لائے اور آپکی ملاقات
کا اتفاق ہوا تو میں نے آپ سے پوچہا کہ انگریزی الہامات آپکو کس طور پر ہوتے ہیں انگریزی حروف
دکہلائے جاتے ہیں یا فارسی حروف میں انگریزی فقرات لکہے ہوئے دکہائے جاتے ہیں انہوں نے
جواب میں فرمایا کہ فارسی حروف میں انگریزی فقرات مکتوب دکہائے جاتے ہیں جس سے مجہے
اپنی تجویز کا یقین ہوا اور معلوم ہوا کہ یہہ غلطی ہی تو مولف کے فہم کی غلطی ہے جنہوں نے وہٹ کو
ویٹ پڑہا اصل الہام کی غلطی نہیں اور ایسی غلطی فہم یا تعبیر (جس سے کوئی گمراہی پیدا نہو اور

نہ اوس رست صدق ملہم یا الہام میں فرق آوے) ایسے الہام مشتبہ یا مبہم میں کوئی نئی بات
نہیں اور نہ محل تعجب وانکار ہے اس قسم کی غلطیاں پہلے ملہمین مسلم الالہام سے بھی ہو چکی ہین
اور یہہ اون کے الہام میں خلل انداز نہیں سمجھی گئیں صفحہ ۳۰۴ میں آپ تحریر فرماتے ہیں اور ان سے
خاصکر الہامات براہین احمدیہ کا منجانب شیطان ہونا ثابت کیا گیا ہے اور اسی صفحہ کے حاشیہ
میں آپ لکھتے ہیں ۔ اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ الہامات براہین احمدیہ شیطان کیطرف سے نہیں اس کا
نتیجہ یہہ کہ ایسے الہامات شیطانی الہامات ہوہی نہیں سکتے انتہی موضع الحاجت ۔ ناظرین کو اب
معلوم ہوا ہوگا کہ مولوی صاحب کا انکار وہی انکار ہے جو اس آیۃ میں مذکور ہے وجحدوا بہا
واستیقنتہا انفسہم ظلماً وعلواً مولوی صاحب میرے اس طول سے آپ ملول ہوں میں
اظہار حق میں مجبور ہوں ؎ میری آہ وفغاں سے بیزہ ہو تو نہ اسے گلو گیر جاتا ہے اک
حسن گل میں شور بلبل سے ۔ اس خط کا جواب مولانا صاحب نے نہایت مختصر طور پہ
بمصداق ما قل ودل بذریعہ پوسٹ کارڈ یوں ادا فرمایا کہ عبارات منقولہ میں فعلی شہادت ہے
نصی دلالت نہیں ہے بس ۔ اسکے جواب میں احقر نے پھر بذریعہ خط مورخہ دوازدہم رمضان ۱۳۰۶ھ
کے عرض کیا کہ یہہ ارشاد آپکا اور بھی باعث تعجب ہے کیونکہ مراد آپکی نصی دلالت سے اگر عبارۃ النص ہے
تو اندرینصورت بپاس خاطر جناب نہ بلحاظ نفس الامر اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ فعلی شہادت
عبارات منقولہ سے بطور عبارۃ النص ثابت نہیں ہوتی ہے تو کیا آپکے نزدیک استدلال
وثبوت حکم صرف عبارۃ النص پر ہی منحصر اور موقوف ہے جیسا کہ سابق میں آپکی تقریر سے یہہ
مفہوم ہوتا تھا کہ اسباب علم صرف تجربہ ہی ہے ۔ مولانا اوسکا کوئی متکلم یا اصولی قائل نہیں ہے
اور اگر نصی دلالت سے کچھ اور مراد ہے تو بیان فرمایا جاوے انتہی موضع الحاجت ۔ یہہ ہی بیان
متعلق الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی تصدیق کا لیکن بیان تصدیق خاص ہونے الہام مثیل مسیح
ہونیکا آگے آتا ہے فانتظرہ واصبر صبراً جمیلاً بعد اللتیا والتی مولانا صاحب نے نہایت
عاجز ہوکر بحث سے معافی طلب فرمائی اور نصیحت شیخ پر عمل کیا ۔ نہ ہر جائے مرکب توان تاختن

کہ جاہا سپر باید انداختن سو ہوگیا پہنچا میرے جلوہ سے رنگ روئے گل۔ بے نمک نالہ سے میرے شور بلبل ہوگیا۔ یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہوجانے کا اور اسیوجہ سے مولانا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جبتک اونکی عبارات حضرت مرزا صاحب جیسے شخص آپکے روبرو پیش نکرلین تب تک اونکا مطلب اونکی سمجھ مین نہ آویگا اور بغیر انہی کے روبرو مولانا صاحب کے وہ نقصان اوٹھاوینگے۔ ایصاحب اگر ایسے ہی آپ صاحب البیت ادری بما فیہ ہین توپھر اپنے بیت سے تن تنہا باہر اوسکو کیون نکالتے ہیں اب آئندہ سے آپ اوسکو بالضرور خانہ نشین کیجیئے ورنہ آپکو اوسکے ساتھ ہر جگہ جانا پڑا کرے گا وہی مثل ہے کہ لکھیں موسیٰ پڑہیں خودآ ۔ اندرینصورت بغیر آپکے ساتھ گئے ہوئے اوس کی اشاعت کا نتیجہ اور فایدہ ہی کیا ہوا۔

اب ناظرین پر واضح ہوا ہوگا کہ مولویصاحب نے جس مغالطہ کو حضرت اقدس کیطرف نسبت کیا ہے وہ محض مغالطہ خود حضرت مولوی صاحب کا ہے۔ **قولہ** صفحہ ۲۱۱۔ مگر جن کی ہو تو سمجھ میں آوے **اقول** مولانا کلمہ تو یہہ بالضرور سخت ہے اگرچہ تاویل بعید کر کر اس سختی سے آپ کو انکار ہو مگر سہ ساتھہ انکا سکے پردہ میں کچھ اقرار ہی ہے **قولہ** صفحہ ۲۷۸۔ اور اگر آپ سچے ہون گے تو پھر بخاری و مسلم وغیرہ کتب صحاح مہمل و بیکار ہو جاوینگی بلکہ دین اسلام کے اکثر اصول وامہات مسائل بے اعتبار ہو جاوینگے اعاذنا اللہ من ذالک **اقول** مولانا پیشین گوئی کے مصداق واقع ہونے سے کتب حدیث کیونکر مہمل اور بیکار ہو جاوینگی۔ اور اگر آپ کہیں کہ جب کوئی پیشین گوئی اپنی ظاہری معنے کے طور پر واقع نہوئی بلکہ روحانی طور پر واقع ہوئی اور استعارہ کی ضرورت پڑی تو بدینوجہ بے اعتبار ہونگے تو اس کا جواب یہہ ہے کہ پیشین گوئی کی بنا تو اکثر استعارات اور کنایات پر ہی ہوتی ہے اجمال وابہام اکثر اوسمین رہتا ہے کما صرح فی الجزء الاول کچھ احکامات فرائض شرعیہ تو ہیں ہی نہین جو قولاً ہی شرح میں کئے جاتے ہیں اور اونکو فعل مین لاکر بہی دکہلایا جاتا ہے ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزارون مرتبہ اونکو عمل مین لاکر سمجھایا

جاتا ہے یہیں وجہ اونکو اپنے ظاہر سے مصروف کرنا بالضرور الحاد و زندقہ ہے۔
اندریںصورت دین اسلام کے اکثر اصول و امہات مسائل کیون بے اعتبار ہوجاوینگے بخلاف
پیشینگوئیون کے جن کو تمثیلوں سے بھی بیان کیا جاتا ہے اور اوسکی عبارات ذوالوجوہ بھی
ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ - اور حکمت اسمین وہی ہے جو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حکیم امت نے
بیان فرمائی ہے کہ۔ و در امثال اینصورت امتحان مخلصان و منافقان درمیان می آید۔ اسکے
شواہد حصہ اول مین بیان ہوچکے ہیں وہ بھی کتب حدیث میں ہی مندرج ہیں آپکے مسلک پہ
لازم آتا ہے کہ اونکے اندراج سے بھی کتب حدیث مہمل او ربیکار ہوجاوین۔ ماھو جوابکم
فھو جوابنا اور دیکھو حضرت یوسفؑ نے گیارہ ستارے اور چاند سورج کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا
حالانکہ مصداق اوسکا گیارہ بھائی اور ماں باپ تھے معہذا حضرت یوسفؑ نے اس مصداق تاویلی
کی نسبت بڑی خوشی اور وجد سے لفظ حق ارشاد فرمایا ھذا تاویل رویای قد جعلہا ربی حقا
اللہ تعالےٰ نے تمام اس قصہ کو سورہ یوسف مین مفصلا بیان فرمایا ہے تو کیا قرآن مجید آپکے نزدیک
نعوذ باللہ مہمل او ربیکار ہے۔ یاد رہے کہ یہہ مسلک آپکو نہایت مضر ہوگا اور آپ ہرگز ہرگز کامیاب نہونگے
اس مسلک کو آپ احکام فرائض واجبات اور سنن وغیرہ میں ہی مقصور رکھیں ۔ چاہئے
حد سے زیادہ نہ بشر چل نکلے ۔ چلئے چال ایسی کہ کچھ کام ظفر چل سکلے - اور اگر آپ کہیں کہ یہہ
از قسم عالم رویا ہے وحی نہیں ہے تو یہہ گذارش ہے کہ خواب انبیا کا وحی ہی ہوتا ہے بخاری شریف
میں سب ابواب سے اول جو مقدمۃ الابواب منعقد کیا ہے اوسمیں دیکھو حضرت عائشہ سے روایت ہے
اول ما بدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری
رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح اور یہہ تو آپکو بھی مسلم ہوگا کہ اکثر رویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ
اپنی ظاہری معنے پر واقع نہیں ہوئیں بلکہ بتاویل اونکے مصداق کو معنی حقیقی سے مناسبت پیدا کیجاتی
ہے اور معنے کنائی یا بطور استعارہ و مجاز کے اونسے مراد ہوتی ہیں تو آپ کے مسلک سے
لازم آتا ہے کہ کتاب الرویا کے کتب حدیث میں مندرج ہونے سے کتب حدیث مہمل و بیکار

ہوجاوین فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور آپ کیا جواب دیوینگے اون پیشین گوئیون کی نسبت
جو حصہ اول میں مندرج ہو چکی ہیں اگر آپ بضد و اصرار ثابت کرینگے کہ وہ بہی اپنے ظاہری معنے پر محمول
ہیں تو نعوذ باللہ تکذیب مخبر صادق نبی علیہ السلام کی لازم آویگی واللازم باطل فالملزوم مثلہ
مسیح بن مریم کا لفظ جو احادیث صحیحہ میں ہے اوس سے مثیل مسیح بن مریم مراد لینے میں کچھ بہی استبعاد
نہیں علم معانی و بیان میں واسطے اظہار شابہت شدیدہ کے حرف تشبیہ کو حذف کر کر ہزاروں
جگہ مشبہ بہ کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے کتب فن بلاغت موجود ہیں اونہیں ملاحظہ فرمایا جاوے ورنہ
یہہ ہیچمدان تو کسی وقت میں یہہ بحث تشبیہ و استعارہ وغیرہ بہی پیش کرنیکو مستعد و آمادہ ہے
صرف آپکے ریویو کا انتظار ہے۔ اور کسیقدر رفع استبعاد آپکا اس حصہ دوم میں بہی آتا ہے
فانتظروا واصبر صبرا جمیلا ۔ اور اگر آپکی مراد یہہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب میں وہ اوصاف
نہیں پائے جاتے جو احادیث صحاح میں واسطے مسیح موعود کے آئے ہیں اندرینصورت
اگر حضرت اقدس مرزا صاحب کو مسیح موعود قرار دیا جاوے گا تو وہ احادیث مہمل اور بیکار ہو جاوینگی
تو اس کا جواب اندکے از بسیار و مشتے نمونہ از خروارے حصہ اول میں مذکور ہو چکا ہے اور جب کوئی
وصف ایسا آپ حدیث صحیح سے ثابت کرینگے کہ اسکا صدق آپکے زعم میں مرزا صاحب میں محالات
سے ہوگا تو بروقت پیش ہونے ایسے وصف کے اوسمیں گفتگو کیجاویگی یار باقی صحبت باقی حالت
منتظرہ صرف اسقدر ہے کہ آپکے ریویو سے وصل میسر ہوجاوے ؎ مجھکو اپنے دلربا کا دہیان ہے
جو ہے سو ہے ۔ اور دلمین وصل کا ارمان ہے جو ہے سو ہے اور ابہی تو یہہ زمانہ ابتدائے حضرت مسیح الزمان
کا ہے قال مسیح الزمان سلمہ الرحمٰن ؎ اے قوم من بگفتہ من تنگدل مباش ۔ زاول چنین مجوش
ببین تا باختتام ۔ پس اس ابتدائے وقت میں جملہ آثار اور علامات اور اوصاف کا بحیثیت مجموعی جمع
ہو جانا کیونکر ممکن الوقوع ہے تمام انبیاء اور رسل کے احوال بعثت اور سوانح عمری پر غور کرو خود
حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ ابتدائی کو دیکہو کہ اوس ابتدائے زمانہ میں وہ تمام
اوصاف و علامات جو کتب سابقہ میں مندرج ہے دفعتاً کب موجود ہوگئی تہی لیکن معہذا جو سعید ازلی تہے

اونہون نے اول ہی سے تصدیق کیا اور جنکو نصیب ہیں وہ سعادت تصدیق نہ تہی وہ آخر تک کذب ہی رہے اور ابتک مکذب ہیں پہر حضرت اقدس مسیح الزمان مرزا صاحب کیواسطے وہ تمام اوصاف مندرجہ کل احادیث زمانہ ابتدائی میں بحیثیت مجموعی دفعتاً کیونکر مجتمع ہوسکتی ہیں - حدیث ہرقل اور ورقہ بن نوفل کی جو صحیح بخاری کے ابواب میں مقدمۃ الابواب ہے اور بہت طویل ہے اوسکو دیکہو اور جو قواعد تصدیق کے ہرقل نے اوس حدیث میں بیان فرمائی ہیں اونکو اپنا دستور العمل اس تصدیق مین بہی کرو - اس حدیث کو معہ کسیقدر شرح اور فوائد کے انشاء اللہ تعالی یہہ احقر ہیچمدان کسی آئندہ حصہ میں لکہے گا - یہہ ہے اور ثبوت اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانیکا اور اسیطرح اس قسم کے ثبوت آئندہ آتے رہیں گے - فلیتامل -

قولہ صفحہ ۲۶۸ - اگر آپ تاریخ سے اطلاع دیتے تو میں امرتسر یا بٹالہ میں آپکو ملتا **اقول** حضرت اقدس مرزا صاحب خط سابق میں فرما چکے ہیں کہ اس صورت میں بالفعل ملاقات مشکل معلوم ہوتی ہے لہذا اطلاعاً آپکی خدمت مین لکہتا ہون کہ اس عاجز کے لئے بٹالہ مین تشریف نہ لاوین - پہر حضرت اقدس مرزا صاحب اپنی روانگی کی تاریخ سے آپکو کیوں اطلاع دیتے اور پہر جبکہ حضرت اقدس آپکے کرایہ ریلوے کے بہی متکفل ہو چکے ہیں تو آپ لدہیانہ میں ہی پہونچ جائیے - ایہا الناظرین یہہ بہی ایک اعجاز کمال تبحر علمی مولانا صاحب کا ہے - کہ ایسے مباحثہ دقیقہ کو چاہتے ہیں کہ اسٹیشن وغیرہ پر کہڑے کہڑے مثل سرعت رفتار ریلوے کی طے کرلیں اور طول دیں تو ایسا جس سے ناظرین کو بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ مدت عمر نوح میں بہی مولانا صاحب اس مسئلہ کو طے نفرما سکین گے ؎ گر چنین نباید و گہ ضد این - جز کہ حیرانی نباشد کار دین ؎ ولنعم ما قیل این کار از تو آید و مردان چنین کنند - مولانا مجہکو یقین ہے کہ یہہ سب آپکے عذرات باردہ ہیں جو واسطے ملانے جلسہ عام کے کئے جاتے ہیں **قولہ** صفحہ ۲۷۰ حاشیہ نمبر ۱ - مگر مزاج میں فطرتی تیزی ہے اوائل عمر میں معقولات کے پڑہنے کا اثر ہے اور اپنے مخالفین اعتقاد پر ترش روئی کی عادت ہے **اقول** آپ اونکو کیون نہیں نصیحت کرتے اگر ہدایات کتاب و سنت واسطے ہنی ایسی تیزی

اور رشد کے اُن کو معلوم نہیں ہیں تو یہہ رباعی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی اونکو سنا دیجیئے ؎
شنیدم کہ مردان راہ خدا ۔ دل دشمنان ہم نکردند تنگ ۔ ترا کے میسر شود این مقام ۔ کہ بادوستانت
خلاف است و جنگ بموجب فرمانے شیخ علیہ الرحمۃ کے یہہ لوگ ہمکو ہرگز ہرگز الہامی نہیں معلوم ہوتے

قولہ صفحہ ۲۷۲ حاشیہ نمبر ۲ پہلے تو یہ خیال تہا اب مرزا صاحب کے آخری خط اور اشتہار ۲۶ مارچ نے مجھے
مدعی بنا دیا ہے الخ **اقول** اب تو آپ ذمہ وار ہوچکے اور جو شرایط متعلق مجمع عام کے ہون اونہیں آپ
تسلیم کیجئے اور اوروں سے بہی تسلیم کرائیے کیونکہ اب تو آپ مدعی بہی ہو گئے مگر ہم خوب جانتے ہیں
کہ یہہ آپکی دہمکی ہی دہمکی ہے دگر ہیچ **قولہ** صفحہ ۲۷۲ ۔ اگر آپ اس خاکسار ناچیز کو اپنی دعاوی
تسلیم کرا دینگے اور اُنکو نصوص حدیثیہ سے مطابق کرکے دکہا دینگے تو میں مولوی عبد الجبار
صاحب و مولوی عبد الرحمن صاحب کو گو آپکے تابع اور موافق نکرسکون گا مگر خاموش اور غیر معارض
و غیر معترض تو ضرور کردون گا الے قولہ تو مجہے اجازت دین کہ میں اونپر شرعی بحث و کلام
کرون **اقول** حضرت اقدس مرزا صاحب کے اختیار میں کب ہے کہ اپنے دعاوے آپکو تسلیم
کرا دیوین انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء وارد ہے
ہان البتہ اپنے دعاوے کو نصوص حدیثیہ کے مطابق کرنا یا غیر مخالف ثابت کرنا اونکا فرض منصب
ہے جو توضیح المرام اور فتح الاسلام میں نہایت خوبی سے کیا گیا ہے اور ازالہ اوہام میں سب
شکوک اور وساوس کا ازالہ کیا جاویگا انشاء اللہ تعالے ۔ اور جبکہ آپنے مخالفت کا بیڑا اوٹہا
لیا ہے اور خلاف کرنیکا عزم بالجزم کرلیا ہے تو اب حضرت اقدس مرزا صاحب سے آپ کیا
اجازت چاہتے ہیں جبکہ آپ تا شیوع ازالہ اوہام صبر نہیں کرسکتے تو بسم اللہ کیجیئے آپ دونون
رسالونپر شوق سے شرعی بحث و کلام کرین کیونکہ اسصورت مین اشاعۃ السنہ کی گرم بازاری
خوب ہوگی مگر یاد رکہیئے انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی دنیا
یصیبہا او الی امرأۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ یہہ تحریری گفتگو اس انداز سے
چلتی رہے گی جس انداز سے اب تک میری اور آپکی مراسلت ہو رہی ہے **اقول** بیشک

چلتی کا نام گاڑی ہے سے علت غائی تو سب اس گفتگو اور بحث کذائی سے یہی ہے کہ گاڑی
اشاعۃ السنہ کے جو ایک مدت سے تھم گئی تھی چلتی رہے کیونکہ دارومدار سب اصراف کا صرف
اسی گاڑی کے چلنے پر ہے مگر اس شعر کو یاد رکھئے ؎ الجھے ہیچ وتاب کھاوے موج دریا پر کہاں
کر سکے اوس آستین پر شکن پر اعتراض لان العاقبۃ للمتقین قولہ صفحہ ۳۷ حاشیہ
نمبرا۔ آپکی یہہ حالت جو کئی سال سے ہے آپکے دعوی مثیل مسیح ہونیکو توڑ رہی ہے مثل اور مثیل
ہونے کے لئے بہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے الخ اقول اس کے کیا معنے کہ
سینکڑوں برس تک حضرت عیسیٰ کی غیبت کبریٰ بیماروں اور دکھیاروں سے تو اونکے دعوے
مسیح کو نہ توڑے اور دو تین سال کی بیماری حقیت مثیل کو توڑ دے ان ھذا لشئی عجاب آگے
یہی مماثلت یا مشابہت تامہ سومشبہ او ومشبہ بہ میں کبھی بھی تامہ مشابہت ہو مغائرت فی الجملہ کا
ہونا تو آپ بھی تسلیم کرتے ہی ہونگے پھر اگر حضرت عیسیٰ دو چار مردونکو زندہ کر کر صدہا برس گذر گئے
کہ آسمان پر جا بیٹھے اور مثیل مسیح نے صدہا مردہ دلوں کو وہ جاودانی بخشی جسکے ساتھ پروردگار
جل وعلا نے اپنی کلام پاک میں امتنان فرمایا ہے تو کونسا استحالہ اس تشبیہ وتمثیل میں بموجب
محاورات عرب کے لازم آتا ہے بینوا توجروا فرمایا اللہ تعالی نے یا ایھا الذین امنوا استجیبوا
للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم الصا لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی
من حی عن بینۃ بلکہ ہماری دانست میں اور نیز سب عقلا کے نزدیک یہہ حیات
جاودانی اس حیات فانی سے بدرجہا افضل و بہتر ہے ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق *
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما۔ حضرت اقدس مرزا صاحب بعض اپنی تحریرات قلمی میں ارشاد
فرماتے ہیں (۴) پھر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اوسکی روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اوسمیں محفوظ
چلی آتی ہیں یعنے یہہ کہ اوسکی پیروی کرنے والے قبولیت الہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں
اور مکالمات الہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں خدا تعالے اونکی دعاؤں کو سنتا اور اونہیں
محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں کیطرح اونکو مطلع فرماتا

ہے اور اپنی تائید اور نصرت کے نشانوں سے دوسری مخلوقات سے اونہیں ممتاز کرتا ہے
یہہ بھی ایسا نشان ہے جو قیامت تک امت محمدیہ میں قائم رہیگا اور ہمیشہ ظاہر ہوتا چلا آیا ہے
اور اب بھی موجود اور متحقق الوجود ہے مسلمانوں میں سے ایسے لوگ اب بھی دنیا میں پائے
جاتے ہیں کہ جنکو اللہ جل شانہ اپنی تائیدات خاصہ سے موید فرماکر الہامات غیبیہ سے سرفراز فرماتا
ہے اور باطل فرقوں کے لوگ گو وہ اپنی قوموں کے پیشوا ہوں اونکی صحبت میں آکر اپنی ذلت
اور رسوائی اور اپنی مردودیت اور مخذولیت پر متنبہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر کوئی شخص معارضہ اور
اور مقابلہ کی نیت سے ان مقبول بندوں کے پاس آوے تو اوس پر صاف کہل جائے گا
کہ یہہ لوگ خدا تعالے کے خاص پیارے ہیں اور یہہ شخص معارضہ کنندہ مردودوں میں سے
ہے جسکے مقابلہ میں اونکی کوئی دعا سنی جاتی ہے اور نہ نصرت اور قبولیت اور تائید الٰہی کا اسکو
کوئی الہام ہوتا ہے اور نہ اسرار خاصہ حضرت احدیت پر اوسکو مطلع کیا جاتا ہے اس معجزہ کا ثبوت
دینے کے لیے بھی ہم ہی ذمہ وار ہیں اگر کوئی عیسائی سچا طالب بنکر حاضر ہووے تو میں امید رکہتا
ہوں کہ عنایت الٰہیہ بہت جلد اوسپر کہولدیوے کہ تمام قبولیت اور محبوبیت اور خدا تعالے
کا مقرب ہونا اور اوسکا پیارہ بندہ بن جانا صرف اسی بات پر موقوف ہے کہ انسان اس پاک دین
میں داخل ہو جاوے اور اس پاک اور برگزیدہ کی پیروی کرے جسکی پیروی سے یہہ نور حاصل
ہوتا ہے اور ہم اسجگہ بھی تمام پادری صاحبوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ کیوں وہ ناحق کا بخل
کرتے ہیں اور بغض ظاہر کر رہے ہیں اگر انہیں حق کی طلب ہے تو جیسا کہ ہم اشتہارات میں شایع
کر چکے ہیں کوئی نامی اور معزز اونمیں سے جسکی شہادت پر اوسکی قوم کو اعتبار ہو سکے ایک برس کے
لیے ہمارے پاس آجاوے اگر اس عرصہ میں ہم اپنے دعوی متذکرہ بالا میں دروغگو نکلیں تو حساب
دوسو روپیہ ماہوار کے اوسکا خرچہ اوسکو دیا جاویگا اور اگر ہم سچے نکلیں تو بجز اس بات کے اور کچھ نہیں
چاہتے کہ وہ عیسائیت سے سچی توبہ کرکے اور ایک بندہ عاجز کو جو مسیح ہے حقیقت میں بندہ ہی سمجھکر
مشرف باسلام ہو جاوے اب اے حق کے طالبو اور سچے نشانوں کے بہوکو اور پیاسو انصاف سے دیکہو

اور ذرہ پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانوں کا خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس
اعلیٰ درجہ کے نشان ہیں اور کیسے ہر زمانہ کے لیئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبیونکے
معجزات کا اب نام و نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں خدا جانے اونکی اصلیت کہانتک درست
ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلوں میں لکھے ہیں باوجود قصوں اور کہانیوں کے رنگ
میں ہونیکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو اونمیں پائے جاتے ہیں ایسے تشکوک و شبہات
اونپر وارد ہوتے ہیں کہ جنسے اونہیں بکلی صاف و پاک کرکے دکھلانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم فرض
کے طور پر تسلیم ہی کرلیں کہ جو کچھ اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا ہے کہ لولے
اور لنگڑے اور مفلوج اور اندہے وغیرہ بیمار اونکے چہونے سے اچھے ہوتے تھے یہہ تمام بیان بلا مبالغہ
ہے اور بظاہر یہ ہی محمول ہے کوئی اور معنے اسکے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتوں سے
کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اول تو اونہیں دنوں میں ایک تالاب ہی ایسا تہا کہ اوس میں
ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرضیں فی الفور دور ہو جاتی تہیں جیسا کہ خود
انجیل میں مذکور ہے۔ پہر سوا اسکے زمانہ دراز کی تحقیقاتوں نے اس بات کو ثابت کردیا ہے
کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جسکے اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے
ہیں جسمیں شدت توجہ اور دماغی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی مشق
درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اسکے لئے ضروری نہیں اور
قدیم سے یہہ علم رائج ہوتا چلا آتا ہے مسلمانوں میں بھی بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب
فصوص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں ایسے کہ اونکے وقت
میں اونکے نظیر پائے نہیں گئے بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کامل توجہ سے باذنہ تعالیٰ
ایسے گذرے ہیں کہ تازہ مردوں سے باتیں کرکے دکھلا دیتے تھے اور دو دو تین تین سو بیمار کو
اپنے داہنے بائیں بٹھلا کر ایک ہی نظر سے تندرست کردیتے تھے اور بعض جو اس مشق میں کچھ
کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر یا بیمار کے کسی کپڑہ کو چہو کر شفا بخشتے تھے اس مشق میں عامل عمل کے وقت میں

کس مرض کی ہیں دوا یہہ لب جان بخش ترے۔ جان بحق ہو گئی از اربجہ ... ت والے - یا بقول دیگرے
تیرا بیمار نہ سنبہلا ہو سنبہالا لیکر - چپکے ہی بیٹھے رہے دم کو سنبہالا لیکر - اور یہہ قول بسبب مشتہر ہونے
السی اذلخلا من مقصود کا لغی خصوصاً آپ کے مسلک پر کہ تین چار برس کی تاخیر ... من ...
وغیرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے منکر و مکذب ہو گئے ہیں اور اسی تاخیر کو ایک سبب اثبات تکذیب
سے قرار دیتے ہیں - پہر اگر کوئی شخص بوجہ تاخیر اٹھارہ سو اکیانوے برس کے اون کے نزول بوجود عنصری
من السماء کا منکر ہو جاوے تو آپ اُس کو کیونکر ملزم کر سکتے ہیں علی الخصوص اس حالت میں کہ کتاب اللہ
و سنت صحیحہ و عقل سلیم و سُنَّتُ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ بہی اوس انکار کے موید ہوں - اور پہر یہہ
عرض ہے کہ اب تو مدت سے قتل یہود کا بہی خوف نہیں ہے کیونکہ اونکی نسبت تو یہہ حکم قطعاً ہو چکا وَ
ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاؤُ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ - ایضاً فرمایا - ضربت علیہم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ
وحبل من الناس وباؤ بغضب من اللہ وضربت علیہم المسکنۃ ذلک بانہم کانو یکفرون
بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق اور پہر یہہ عرض ہے کہ اونکو خوف ہی کیوں ہے آپکی
مسلک کے بموجب اللہ تعالیٰ نے اونکا پورا اطمینان قطعی کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا عیسیٰ انی متوفیک
ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ
پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے اون کے دشمنوں یعنی یہود کو الی یوم القیامہ ایسا ذلیل و خوار کر دیا جو مذکور ہوا اور
اون کو ایسا مطمئن کر دیا کہ کوئی دشمن تمکو ضرر نہ پہونچا سکے گا اور تمہارے متبعین قیامت تک کفار
مخالفین پر غالب رہیں گے اور یہہ دونوں امر بطفیل کوشش جہاد حضرت خادم النبیین اور خلفاء
اون کے حاصل ہو گئے تو اب اونکو کسی طرح کا خوف بہی نہیں رہا پہر کیوں نہیں تشریف لاتے - اور
اگر کہا جاوے کہ ابہی تک اونکو امر الہی نہیں ہے اور ابہی تک اونکو مہلت و آسایش دی گئی ہے
جب حکم الہی ہوگا تب آوینگے تو یہہ گذارش ہے کہ حضرت آدم سے لیکر تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کسی نبی کو ... ... اور ... ... اور رہبنیت کبریٰ کی اجازت نہیں ہوئی بلکہ دقت

اور ذرہ پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانون کا خدا تعالی نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس اعلی درجہ کے نشان ہیں اور کیسے ہر زمانہ کے لئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبیونکے معجزات کا اب نام و نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں خدا جانے اونکی اصلیت کھانتک درست ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلون میں لکھے ہیں باوجود قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں ہونیکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو اونمیں پائے جاتے ہیں ایسے شکوک و شبہات اونپر وارد ہوتے ہیں کہ جنسے اونہیں بکلی صاف و پاک کرکے دکھلانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم فرض کے طور پر تسلیم ہی کر لیں کہ جو کچھ اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا ہے کہ لولے اور رنگڑے اور مفلوج اور اندہے وغیرہ بیمار اونکے چہونے سے اچھے ہوتے تھے یہہ تمام بیان بلا مبالغہ ہے اور ظاہر پر ہی محمول ہے کوئی اور معنے اسکے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتون سے کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اول تو اونہیں دنوں میں ایک تالاب ہی ایسا تہا کہ اوس مین ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرضیں فی الفور دور ہوجاتی تہیں جیسا کہ خود انجیل مین مذکور ہے ۔ پہر سوا اسکے زمانہ دراز کی تحقیقاتون نے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جسکو اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے ہیں جنمیں شدت توجہ اور دماغی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی مشق درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اسکے لئے ضروری نہیں اور قدیم سے یہہ علم رائج ہوتا چلا آتا ہے مسلمانونمیں بھی بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب فصوص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں ایسے کہ اونکے وقت میں اونکے نظیر پائے نہیں گئے بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کامل توجہ سے باذنہ تعالی ایسے گذرے ہیں کہ تازہ مردون سے باتیں کرکے دکھلا دیتے تھے اور دو دو تین تین سو بیمار کو اپنے دائیں بائیں بٹھلا کر ایک ہی نظر سے تندرست کر دیتے تھے اور بعض جو اس مشق میں کچھ کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر یا بیمار کے کسی کپڑہ کو چہو کر شفا بخشتے تھے اس مشق مین عامل عمل کیوقت میں

کس مرض کی ہیں دوا یہ لب جان بخش تیرے جان بحق ہوگئے از ار محبت والے - یا بقول دیگرے

تیرا بیمار نہ سنبہلا جو سنبہالا لیکر - چپکے ہی بیٹھے رہے دم کو مسیحا لیکر - اور یہہ مقولہ عربیہ بہی مشہور ہے

السعی اذا خلا من مقصودہ لغی خصوصاً آپ کے مسلک پر کہ تین چار برس کی تاخیر طبع براہین احمدیہ

وغیرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے منکر و مکذب ہوگئے ہیں اور اسی تاخیر کو ایک سبب اثبات تکذیب

سے قرار دیتے ہیں - پہر اگر کوئی شخص بوجہ تاخیر اٹھارہ سو اکیانوے برس کے اون کے نزول بوجود عنصری

من السماء کا منکر ہو جاوے تو آپ اوس کو کیونکر ملزم کر سکتے ہیں علی الخصوص اوس حالت میں کہ کتاب اللہ

و سنت صحیحہ و عقل سلیم و سُنَّتُ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ بہی اوس انکار کے موید ہوں - اور پہر یہہ

عرض ہے کہ اب تو مدت سے قتل یہود کا بہی خوف نہیں ہے کیونکہ اونکی نسبت تو یہہ حکم قطعاً ہو چکا کہ

ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ وَبَاؤُ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ

وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ - ایضاً فرمایا - ضربت علیھم الذلة این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ

وحبلٍ من الناس وباؤ بغضب من اللہ وضربت علیھم المسکنة ذلك بانھم کانو یکفرون

بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق اور پہر یہہ عرض ہے کہ اونکو خوف ہی کیوں ہے آپکی

مسلک کے بموجب اللہ تعالیٰ نے اونکا پورا اطمینان قطعی کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا عیسیٰ انی متوفیک

ورافعك الی ومطھرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة

پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے اون کے دشمنوں یعنے یہود کو الی یوم القیامہ ایسا ذلیل و خوار کر دیا جو انکو رہو اور

اون کو ایسا مطمئن کر دیا کہ کوئی دشمن تمکو ضرر نہ پونہچا سکے گا اور تمہارے متبعین قیامت تک کفار

مخالفین پر غالب رہیں گے اور یہہ دونوں امر بطفیل کوشش جہاد حضرت خادم النبیین و خلفاء

اون کے حاصل ہوگئے تو اب اونکو کسی طرح کا خوف بہی نہیں رہا پہر کیوں نہیں تشریف لاتے - اور

اگر کہا جاوے کہ ابہی تک اونکو امر الہی نہیں ہوا اور ابہی تک اونکو مہلت و آسایش دی گئی ہے

جب حکم الہی ہوگا تب آوینگے تو یہہ گذارش ہے کہ حضرت آدم سے لیکر تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

کسی نبی کو اس قدر مہلت طویلہ اور رخصت دراز اور غیبت کبریٰ کی اجازت نہیں ہوئی بلکہ وقت

بعثت سے تا آخر وفات تمام اعمار اونکی دعوت اسلام اور مجاہدات و ریاضات شاقہ میں صرف
ہوئیں اور ایذائیں اور مشقتیں فی سبیل اللہ اوٹھاتے رہے کسیکو ایک دم مارنے کی بھی مہلت
نہیں ملی چہ جائیکہ اٹھارہ سو اکیا نوے برس یا زیادہ کی کسیکو مہلت دی گئی ہو فرمایا اللہ تعالے
نے وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا
وما استکانوا واللہ یحب الصابرین - اور عقل بھی تجویز نہیں کرتی کہ تمام انبیا و رسل میں سے
صرف حضرت عیسی ہی کو یہہ مہلت دراز اور رخصت قریب دو ہزار برس کے دیجاوے اور
کسی نبی کو باوجود اوٹھانے مشقتوں شاقہ اور مصیبتوں سخت کے ایک برس و ن کی رخصت
بھی نہ دیجاوے ہاں مجھے یاد آیا کہ صرف شیعوں کے امام مہدی کو اسقدر رخصت درازدیگئی
ہے مگر کسی نبی کو نہیں دیگئی - اور اہل سنت تو شیعوں کے امام مہدی سے بھی بہت تنگ
ہوگئے ہیں اور اون کی امامت کی نسبت کہتے ہیں - کہ ایں امامت نشد قیامت شد
پھر حضرت عیسی کی اس قدر تاخیر سے باوجود حیات کے کب راضی ہوں گے - اور پھر یہہ
عرض ہے کہ اگر ایسی مہلت دراز اور رخصت طویلہ کے مستحق تھے تو حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا آپکے خلفاء راشدین کیونکہ اونہوں نے وہ کارنمایاں جہاد فی سبیل اللہ
میں کی تھیں کہ کسی نبی نے نہیں کیں اگر اس صلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا خلفاء
راشدین کو یہہ مہلت و رخصت دیجاتی تو عقل کے نزدیک مستحسن تھا - اگر کہو کہ یہہ بات متعلق
نقل سے ہے نہ عقل سے تو یہہ گذارش ہے کہ کوئی منقل حکم اور رخصت نامہ کتاب اللہ اور سنت
صحیحہ سے ہی آپ پیش کریں دانی لکم ھذا پھر ہم ایسی بات خلاف عقل و نقل کیونکر
تسلیم کرسکتے ہیں - اور پھر یہہ عرض ہے کہ اسوقت میں تو اوترنا اونکا نہایت ہی ضروری ہے
کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے دعوی مسیح موعود ہونیکا خلاف و جھوٹا کیا ہے اور اونکا منصب
غصب کرنا چاہا ہے اور تمام اقالیم میں یہہ دعوی اونکا پھیلتا جاتا ہے اسوقت میں اگر وہ اوترے
تو اونکا منصب مرزا صاحب کے حصہ میں آتا ہوا نظر آتا ہے - اور ابھی ایسا کچھ زور نشو بھی حضرت

مرزا صاحب کا نہیں ہوا جب تمام اقالیم و بلاد میں یہہ دعوی اونکا شائع ہو جائیگا اور اکثر لوگ
قبول کرلیں گے تو بڑی دقت ہوگی لہذا آپ کے مسیحا کا اوترنا آجکل نہایت ہی ضروری ہے
ورنہ اس شعر کا مصداق کہیں واقع نہو جاوے ؎ سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل۔ چو پر شد نشاید
گذشتن بہ پیل۔ اور اگر کہا جاوے کہ حضرت عیسیٰ کے ابھی نہ اوترنے میں کوئی حکمت ہوگی جو
اللہ تعالےٰ کے علم میں ہے اور ہمکو اوسکی خبر نہیں تو یہہ گذارش ہے کہ یہہ جواب ہر ایک شخص
کے افعال خلاف عقل و نقل میں دے سکتے ہیں فرق باطلہ مثل یہود بعض فرقہ اہل اسلام مثل
اہل تشیع کے نزدیک جو صاحب موعود و منتظر ہیں اونکی نسبت وہ وہی کہتے ہیں تم اونکو
کیوں نہیں تسلیم کرتے ما هو جوابکم فهو جوابنا۔ اور پھر آپکا اعتراض اوپر تاخیر ہونے طبع
براہین احمدیہ کے جو صرف تین چار برس کی تاخیر ہوئی ہے کیونکر ہے یہہ اعتراض تو سرتا پا
اس تقریر سے ہباءً منثورا ہوگیا۔ میرے عزیز دوست ثبت العرش ثم انقش پہلے حضرت
عیسیٰ بن مریم کیواسطے وفات نہ پانا اور زندہ بوجود عنصری رہنا اور آسمان پر صعود بجسم عنصری
نقل صحیح مرفوع سے ثابت کریں بعد اوسکے نزول بجسم خاکی آسمان سے پایہ ثبوت کو پہنچاویں
اور یہہ سب امور ظواہر کتاب و سنت صحیحہ مرفوعہ منطوقہ سے ثابت کئے جاویں نہ تقلید مجتہدین و
مفسرین وغیرہم سے کہ اُس کو تو آپ اور یہہ مدت سے چھوڑے بیٹھے ہیں یہانتک کہ فہم صحابی
کو بھی حجت نہیں گردانتے پھر بعد ان مراتب معروضہ کے جو امور خلاف سنت اللہ التی قد
خلت فی عبادہٖ کے مصداق ہیں اونہیں مرزا صاحب سے مناظرہ کا نام لیں ورنہ ہرگز
ہرگز مرزا صاحب کو محل اعتراض آپ نہ بنا سکینگے بلکہ صدہا اعتراضوں کے مورد آپ
ہی رہینگے ؎ لاکھ پیچ و تاب کھائے موج دریا پر کہاں۔ کر سکے اوس آستیں پر شکن پر
اعتراض۔ ناظرین کو ملاحظہ حاشیہ نمبر ۱ مندرجہ صفحہ ۲۷ وغیرہ اشاعہ سے بخوبی ثابت ہوگیا ہوگا
کہ مولانا صاحب کو جلسہ عام مناظرہ کا منعقد کرنا منظور نہیں پس تبحر علمی حضرت مولانا صاحب
کا اسی سے مفہوم و معلوم ہوگیا اس بارہ میں زیادہ توضیح و تلویح کی ضرورت نہیں۔ قولہ

اسے قولہ ۔ صفحہ ۱۴۳ ۔ جسکے عوض میں آپ مسلمانوں سے ہزارہا روپیہ وصول کر چکے ہیں
اقول ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ۔ عیب نماید ہنرش در نظر ۔ آپنے وصول کرنے پر تو نظر کی
لیکن جو مسلمانوں کے واسطے وہاں ہزاروں روپیہ صرف کیا گیا اور کیا جاتا ہے اوسکو ندیکھا باوجودیکہ
آپ اقرار کر چکے ہیں کہ نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی وغیرہ میں حضرت مرزا صاحب بے
نظیر ہیں ؎ لا یدرک الواصف المطری خصائصہ وان یک سابقاً فی کل ما وصفا مولانا
آپکو ایسی بات فرمانی نہیں چاہئے تھی اور المرء یؤخذ باقرارہ کے مواخذہ کا خیال فرمایا ہوتا اور
اگر اس اقرار کو بھول گئے تھے تو صفحہ ۴۷ و ۴۸ وغیرہ فتح اسلام کو دیکھ لیا ہوتا مگر حسد کیونکر دیکھنے
دے جب تک کہ آپ حسد سے باہر نہ ہو وینگے حضرت مرزا صاحب کی نصرت مالی کو جو اہل اسلام
کیواسطے کر رہے ہیں کیونکر آپ دیکھ سکتے ہیں ستّ ہفتاد و دو فرقِ حسد کی عدد سے ہیں اپنا
ہی یہ طریق کہ باہر حد سے ہیں ۔ اور مرزا صاحب کب مدعی اس بات کے ہیں کہ آسمانی
نشان میں اپنے اختیار سے دکھلا سکتا ہوں یا امراض کو اپنے اختیار سے زائل کر سکتا ہوں حاشا
و کلا تمام انبیا اولیا ایسے امور میں محض بے اختیار ہیں اور کہتے ہیں کہ اذا مرضت فھو یشفین
اور حضرت مسیح تو بالکل ہی نشان دکھلانے سے انکار کرتے ہیں مرقس ۸ باب گیارہ میں
لکھا ہے فریسیوں نے مسیح سے نشانات طلب کیئے اوسنے آہ کھینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ
کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہیں دکھایا
جاویگا ۔ ایضاً اور فرمایا اللہ تعالے نے قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یھلک
المسیح بن مریم و امہ و من فی الارض جمیعا ۔ ایضاً فرمایا قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا
الا ما شاء اللہ ایضاً فرمایا وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو ۔ تمام قرآن شریف
سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ رنج و غم سے نجات دینا اور دشمنوں پر نصرت دینا بیمار کو تندرستی
بخشنا مشکل کو آسان کرنا اللہ تعالیٰ کی شان ہے نہ کسی نبی و ولی و فرشتہ کی نہ حضرت عیسیٰ
کی نہ مثیل مسیح کی پھر نذر خضور عیسیٰ علیٰ ہذا آپ اصل مسیح سے سچ ہونیکے دعوے کی غلطی کا اشتہا ۔

دلوائیں پھر حضرت مرزا صاحب بھی اپنے مثیل مسیح ہونے کی غلطی کا اشتہار دیدیجیے
ایہا الناظرین یہہ ہی فضیلت علمی مولانا صاحب ابوسعید کی۔ سلمنا کہ مماثلت کیواسطے مشابہت
تامہ شرط ہے لیکن مشبہ اور مشبہ بہ میں مغایرت فی الجملہ کا ہونا بھی تو شرط ہے۔ مولانا
آپ کو یہہ بات یاد رہے کہ جسقدر آپ مرزا صاحب پر بلاوجہ اعتراض کرینگے اوسیقدر آپ
خود مورد اعتراض بنیں گے۔ اور آپ کا کلام نہایت گرا ہوا درجہ اعتبار سے اور معاندانہ اور
ساقط الاعتبار عند اولی الابصار ٹھہریگا ۔ ہوا پر ہوا امیر کا انداز نصیب ٭ زور نیاروں
نے بہت روز غزلیں مارا **قولہ** صفحہ ۳۷۳-آپ خاصے اور پکے نیچری ہیں اور برہمو اور
آریہ سماج کے بھائی ہیں الخ **اقول** مولانا مرا یاد و ترا فراموش۔ حضرت مرزا صاحب وہی ہیں
جسکی نسبت آپ اقرار کر چکے ہیں۔ اولاً تو وہ اقرار دیکھو جو صفحہ ۱۷۶ جلد ہفتم نمبر ۶ میں موجود
ہے وہو ہذا مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں ہمارے
معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے مولف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل
عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب۔ اوس زمانہ سے آجتک
ہم میں اونمیں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہہ
کہنا کہ ہم اون کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق
ہے۔ انتہی بلفظہ اور بعد اوسکے اس اقرار پر نظر ثانی کرو جو صفحہ ۱۶۹ جلد ہفتم میں موجود ہے
اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم
نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ اور پھر یہہ بھی آپکا اقرار ہے کہ جس
زور و شور سے فرقہ آریہ و برہمو سماج کا رد و مقابلہ حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے ایسا کسی نے نہیں کیا
اور پھر یہہ بھی آپکا اقرار ہے دیکھو صفحہ ۱۷۰ حاشیہ میں جلیل القدر مسلمان اور وہاں کے مسلمان
آپ کی فیض زیارت اور شرف صحبت سے مشرف ہوتے آپ کی برکات و اثر صحبت کو دیکھکر
اکثر چندہ دینے والے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے الخ اور صفحہ ۲۹۴ پر مکرر نظر کرو مولف براہین احمدیہ مخالف

وموافق کے تجربہ اور مشاہدہ کے رو سے رضی اللہ حسیبہ شریعت محمدی پر قایم دپرہیزگار اور صداقت شعار ہیں انتہی میری محب فی اللہ اور راضی اللہ مولف قول فصیح نے کیا عمدہ بات لکھی ہے جس کو میں اس مقام پر نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں وھو ہذا ۔ اس بڑی پکی ناقابل شکست خطابی دلیل کو خود خداوند عالم بھی ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اثبات نبوت میں پیش کرتا ہے فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون یعنی میں تم لوگوں میں عمر کا ایک بڑا حصہ چالیس سال کا رہ چکا ہوں تم غور نہیں کرتے کیا اس عرصہ میں تمنے میری صداقت میری امانت میرے ہر قسم کے معاملات کی درستی کا امتحان نہیں لیا جب میں گذشتہ لائف میں بے عیب ثابت ہو چکا ہوں اور کبھی بھی بندے کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولا اور ہمیشہ ہر معاملہ میں قومی بھلائی میرے پیش نظر رہی ہے تو کیا اب ہی اتنے بڑے معاملہ میں اللہ پر افترا باندھنا جائز رکھوں گا انتہی اب مولانا خدمت عالی میں یہہ عرض ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کس تحریر میں معجزات مندرجہ قرآن مجید احیاء موتے وابراء اکمہ وابرص وغیرہ میں معنی ظاہری کو بالکل ترک کر کر صرف تاویل نیچریانہ کی ہے جو آپ ایسے الفاظ لکھکر ایک اہل اللہ کا دل دکھاتے ہیں ذرہ اس وعید سے بھی تو ڈرنا چاہئے من اٰذی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب ادہر تو آپ مرزا صاحب کو بلاوجہ وجیہہ نیچری وہری لکھ رہے ہیں اور ادہر اکثر اہل حدیث آپ کو نیچری کا خطاب دے رہے ہیں عجیب حال ہے ؎ صوفی و رند ہیں دونوں تیرے غمزہ سے تباہ خانقہ گرچہ ہے ویران تو خرابات خراب **قولہ** صفحہ ۳ حاشیہ ۔ اور قرآن مجید اور محاورات عرب کیطرف رجوع فرما کر یہہ امر اپنے خیال میں لاویں کہ مماثلت کے لئے مشابہت تامہ کا ہونا شرط ہے الخ **اقول** مولانا صاحب نے کسی کتاب میں لغت فارسی میں مثل غیاث اللغات وغیرہ کے دیکھکر قطعی یہہ رائے قایم کر دی کہ مثل اور مثیل یا لفظ مماثلت کیواسطے یہہ ضرور ہے کہ ایک شئے کا دوسری شئے میں شریک ہونا ضروری ہے اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے حالانکہ یہہ رائے جس کو لغت میں کچھ دخل نہیں ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ حکایتاً عن الکفار قالوا ان انتم الا بشر مثلنا اس مماثلت کو جو بلفظ مثل بیان ہوئی ہے انبیاء علیہم السلام نے مسلم رکھا ہے

اور نفی نکیا بلکہ فرمایا قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ
اگر لفظ مثل کیواسطے جمیع صفات و وجوہ میں مشارکت شرط ہوتی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں تو یہ
تسلیم غلط ہوجاتی ۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالے نے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الہ واحد
یہاں پر خود پروردگار جل و علا نے بصیغہ امر جو اصل میں وجوب کیواسطے ہے ارشاد فرمایا کہ اس
مماثلت کو تو خود ظاہر فرمادے ایضاً فرمایا فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما نراک الا بشرا
مثلنا یہاں پر بھی اس مماثلت کی نفی نہیں کی گئی معلوم ہوا کہ یہہ مماثلت مسلم ہے ایضاً فرمایا
فقالوا انؤمن لبشرین مثلنا وقومھما لنا عابدون ایضاً فرمایا ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح
مثلہ اس آیت میں مولویصاحب ثابت کریں کہ جو زخم مسلمانوں کو پہونچے تھے وہ جمیع وجوہ
وصفات میں برابر اون زخموں کے تھے جو کفار کو پہنچے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ الذی خلق
سبع سموات ومن الارض مثلھن مولویصاحب ثابت کریں کہ زمینیں بہمہ وجوہ اور جمیع صفات
میں آسمانوں کے برابر ہیں وانی لک ھذا ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ایضاً فرمایا ومامن
دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم وغیر ذالک من الآیات الکثیرۃ الی حاصل
قرآن مجید کے محاورہ میں ہرگز ہرگز لفظ مثل کیواسطے مشابہت تامہ اور بہمہ وجوہ مشابہت
ومشارکت شرط نہیں ہے ۔ ایہا الناظرین اب آپکو ثابت ہوا ہوگا کہ حضرت مولانا صاحب
کو علم تفسیر ومحاورات قرآن مجید میں کمال درجہ کا تبحر ہے اب ہم رجوع کرتے ہیں حدیث کیطرف
چونکہ لفظ مثل کا احادیث میں بہت کثرت سے واقع ہوا ہے لہذا صرف دو تین حدیثوں کی
ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ فی البخاری قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشجر شجرۃ لا یسقط ورقھا وانھا
مثل المسلم فحدثونی ما ہی الی ان قال ہی النخلۃ مولانا انسان اور حیوان کا تو ذکر ہی کیا ہے ۔
حدیث میں نباتات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل یا مثل مسلم کی قرار دیا پھر آپ کی
مشابہت تامہ اور بہمہ وجوہ اشتراک کہاں باقی رہا مجمع البحار میں لکہا ہے وجہ نبی اللہ لہ
مثلہ ای مثل المسجد فی القدر والمسافۃ ولا کنہ الفس منہ بزیادات کثیرۃ اور نیز اوسمیں لکھا ہے

وللخازن مثل ذالک ای فی اصل الاجرۃ فی القدر فانہ قد یکون للخازن اکثر ایہا الناظرین
یہہ ہی محاورہ دانی مولانا صاحب کی علم حدیث میں اب ہم لغت کیطرف رجوع کرتے ہیں
قال فی عیون المفردات والثانی عبارۃ عن مشابہۃ لغیرہ فی معنی من المعانی ای معنی کان وھو
اعم الالفاظ الموضوعۃ للمشابہۃ وذالک ان الند یقال فیما یشارک فی الجوھر فقط والشبہ
یقال فیما یشارکہ فی الکیفیۃ فقط والمساوی یقال فیما یشارکہ فی الکمیۃ فقط والشکل یقال فیما یشارکہ
فی القدر والمسافۃ فقط والمثل عام فی جمیع ذالک ولھذا لما اراد اللہ تعالےٰ نفی الشبہ من کل
وجہ خصہ بالذکر فقال لیس کمثلہ شیء واما الجمع بین الکاف والمثل فقد قیل ذالک لتاکید النفی
تنبیہا علی انہ لا یصح استعمال المثل ولا الکاف فنفی بلیس الامرین جمیعا۔ الخ یہہ ہی واقفیت
حضرت مولانا صاحب کی لغات قرآن مجید اور لغات عرب میں پہر اب ہم علم بیان کیطرف
مراجعت کرتے ہیں قال فی المطول واداتہ ای اداۃ التشبیہ الکاف وکان ومثل وما فی معناہ
کسائر ما یشتق من المماثلۃ والمشابہۃ والمضاھات وما یودی معنا ھا۔ الحاصل یہانپر لفظ
مثل اور اسکی مشتقات کو صرف اداۃ تشبیہ قرار دیا اور لفظ مشابہت اور مضاہات کو اوس کا
ہم معنی رکھا اور کوئی زیادت مشابہت تامہ اور مشارکت بہمہ وجوہ کی لفظ مثل اور مماثلت
میں اعتبار نہیں کی پہر مولویصاحب کونسے علم اور محاورہ کے رو سے فرماتے ہیں کہ لفظ مثل
اور مثیل اور مماثلت میں مشابہت تامہ اور بہمہ وجوہ مشارکت کا ہونا شرط ہے۔ اب ہم اپنی زبان
اردو کیطرف بھی رجوع کرتے ہیں ذوق لکھتا ہے ؎ شور بلبل بھی یہہ رکھتا ہے نمک آج کہ گل
بنگیا کثرت شبنم سے نمکداں کی مثال۔ شعر میں اگرچہ لفظ مثال کا ہے مگر مطول سے اوپر
ثابت ہو چکا ہے کہ جو مشتقات لفظ مثل کے ہیں وہ سب اداۃ تشبیہ سے ہیں اونمیں کچھہ
فرق بین معتد بہ نہیں ہے ایضاً ؎ واہ وا کیا معتدل ہے باغ عالم میں ہوا۔ مثل نبض صاحب
صحت ہے ہر موج صبا۔ یہانپر موج صبا مشبہ اور نبض صاحب صحت مشبہ بہ ہے لیکن بہمہ
وجوہ مشبہ کو مشبہ بہ سے پوری مشابہت اور بہمہ وجوہ مشارکت نہیں ہے۔ ایضاً

ذوق لکھتا ہے ؎ کیا تماشا ہے کہ مثل مہ نو اپنا فروغ - جانتے اپنی حقارت اوپہ [illegible] ولے - یہاں پر یہہ وجوہ مشابہت تامہ کا تو ذکر ہی کیا ہے بلکہ اپنی حقارت کو - پ مشابہت سمجھنا فی الجملہ نہایت مستبعد ہے البتہ اوس کا امکان و توہم تشبیہ [illegible] واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ لفظ مثل اور اوسکے مشتقات میں چونکہ [illegible] اور یہہ وجوہ مشارکت کا ہونا شرط نہیں ہے اس واسطے حضرت مسیح الزمان [illegible] تصریح کرنے کے ساتھ لفظ تامہ کے واقع ہوئی ہے - ہاں البتہ یہہ مسئلہ علم بیان کا ہے کہ اگر اداۃ تشبیہ کو معہ مشبہ کے حذف کر دیا جاوے تو وہ تشبیہ موکد ہو جاوے گی جیسا اسد فی مقام الاخبار عن زید کذا فی المطول بناءً علی ھذا یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ مخبر صادق کو کلام میں مسیح بن مریم بحذف اداۃ تشبیہ و حذف مشبہ ذکر کیا گیا ہو یعنی تشبیہ موکد سوا لسان عرب کی دیگر زبانوں میں بھی شائع و ذائع ہے حتی کہ زبان اردو میں بھی بہت وارد ہوا ہے خواہ مشبہ مذکور ہو یا نہو ذوق لکھتا ہے ؎ وہ مسیحا دم و یوسف رخ داؤد الحان وہ سلیمان وش و موسی کف و صالح اعمال چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا [illegible] کان عطا بحر نوال - ایضاً ؎ او مسیحا جیز لی تو نے - وہ جو بیمار تھا لے [illegible] ہی گیا - ایضاً ؎ شاخ آہو میں بھنویں چشم ہے چشم آہو - مشک نافہ تھا اگر ناف میں اک تل ہوتا - ایہا الناظر یہہ ہے فضیلت علمی فاضل لاہوری کی جملہ علوم مروجہ درسیہ میں -

فائدہ جلیلہ - مرزا غلام احمد بن غلام مرتضی مسیح بن مریم کیونکر ہو سکتے ہیں - یا مسیح بن مریم ہے جنکا آنا وقت کثرت شرور و شیوع فتن کی احادیث میں مذکور ہے - غلام احمد بن غلام مرتضی کیونکر مراد ہو سکتے ہیں -

الجواب اس استعمال میں کسی طرح کا استبعاد نہیں ہے چنانچہ خود حضرت فاضل لاہولی نے نمبر ۱۱ جلد ۱۴ اشاعۃ السنہ میں مسٹر کوئلیم صاحب کو جو پہلے عیسائی تھے اور اب اسلام لے آئے ہیں مولانا شیخ کلیم اللہ تجویز فرمایا اور اوسکی وجہ بطور استعارہ

حاشیہ براہین میں لکھی ہے کہ کلیم اللہ کہنے کی یہی وجہ ہے کہ چونکہ وہ خود بخود بغیر کسی کی تعلیم و تربیت
کے تفہیم الٰہی سے مشرف باسلام ہوئے ہیں لہٰذا وہ روحانی طور پر خدا کے ہمکلام ہیں اور لفظ کلیم
اللہ کو کلیم سے ملتا ہوا ہے انتہٰی بالفاظہٖ پس جبکہ خود غیرت مولانا صاحب نے ایک شخص عیسائی
کو صرف مشرف باسلام ہونیکی وجہ سے بمناسبت اسکے کہ روحانی طور پر اللہ تعالےٰ کا ہمکلام ہو
مولانا کلیم اللہ نام رکھدیا صرف اس مناسبت سے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے مناسبت و مشابہت
روحانی رکھتا ہے تو پھر اگر ایسا مسلمان قدیمی جسکی نظیر اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی
و حالی و قالی میں حسب اقرار خود مولوی صاحب کے پچھلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے
بنام مسیح بن مریم نامزد ہو تو کیا استبعاد ہے خصوصاً جبکہ مولوی صاحب نے الہام ذیل کو معہ دیگر
الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کو تصدیق و تسلیم کرلیا ہے وھو ہذا اردت ان استخلف فخلقت
آدم انی جاعل فی الارض خلیفہ اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد اور
ہدایت کے لئے اللہ و بین الخلق واسطہ ہوا ہے قولہ بلکہ یہہ محض روحانی مراتب
اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابوالبشر ہے مراد نہیں بلکہ
ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد
ڈالی جاوے گویا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے اور یہہ ایک
عظیم الشان پیشین گوئی ہے جس میں روحانی سلسلہ کے قائم ہونیکی طرف اشارہ کیا گیا
ہے ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہیں رہا تھا انتہٰی من اشاعۃ مولوی صاحب
نے اپنے ریویو میں اسپر کوئی جرح نہیں کیا جو باعتبار لکھنے ریویو کے اونکا فرض منصبی تھا بلکہ اس
عبارت مفسرانہ الہام سے توافق نبکر اپنے دعوے پر استشہاد و استدلال کیا ہے - اور
جبکہ بحکم الاسماء تتنزل من السماء کے اس قسم کے اسماء کا نزول آسمان سے ہوتا ہے تو یہہ
کیا انصاف کی بات ہے کہ ایسے اسماء کا اطلاق اہل لسان بطور استعارات یا تشبیہ موکد کے
اپنے لسان میں استعمال کریں اور خالق اللسان کی نسبت یہہ استعمال ناجائز سمجھیں حالانکہ

اپنے محل پر علم معانی وبیان میں ثابت ہوچکا ہے کہ تمام الہامات اور وحییں اوسی محاورہ اہل لسان
کے مطابق وموافق نازل ہوتی رہی ہیں اسمیں کوئی عاقل شک نہیں کرسکتا اور یہی مطلب
ہے اس رباعی کا جو حضرت مسیح الزمان کو الہام ہوئی ہے ۔ رباعی کیا شک ہے ماننے میں تمہیں
اوس مسیح کے جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا ۔ حاذق طبیب پاتے ہیں تمسے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تمنے مسیحا بنا دیا ۔ یعنے جبکہ خود تمہارے محاورہ میں خواہ کوئی زبان ہو اطلاق لفظ
مسیح کا اوپر طبیب حاذق کے بوجہ مناسبت شفا مرض کے مستعمل ومروج ہے اور محبوب
ومعشوق پر بھی بوجہ اس کے کہ زندگی عاشق کی اوس سے متصور ہے لفظ مسیحا کا اطلاق کرتے
ہو تو خدا اور رسول نے اگر کسی شخص مقبول کو اپنے رسول کی امت میں سے بوجہ مناسبت تامہ و
کاملہ ہونیکی مسیح بن مریم یا عیسی بن مریم نام رکھکر یاد فرمایا تو اوس کے ماننے میں تمکو کیا شک
ہے بڑی بے انصافی ہے کہ تمہاری کلام میں تو یہ استعارات شائع وذائع ہوں اور جب
خدا ورسول بموجب اوسی محاورہ کے اونہیں استعاروں مبینہ علم بیان کے ساتھ متکلم ہو
تو تم اوسکو نہ مانو تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ ۔ شفا قاضی عیاض میں لکھا ہے کتسمیۃ اسحاق
واسمٰعیل بعلیم وحلیم وابراھیم بحلیم ونوحا بشکور وعیسی ویحیٰی ببر وموسی بکلیم وقوی و
یوسف بحفیظ وعلیم وایوب بصابر واسمٰعیل بصادق الوعد کما نطق بذلک الکتاب العزیز
من مواضع ذکرھم ۔ دوسری جگہ اوسی شفا میں لکھا ہے وسمی اللّٰہ امتہ فی کتب انبیاءہ بالحمادین
اور اوسی میں لکھا ہے ومعنی قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لی خمسۃ اسماء قیل انہا موجودۃ فی الکتب
المتقدمۃ وعند اولی العلم من امم السالفۃ واللّٰہ اعلم ۔ ایضًا وقد قال فی صفتہ منہا
ھو حمتہ دمد ۔ لی منہا فی کتب اللّٰہ المتقدمۃ وکتب انبیاءہ واحادیث رسولہ و
اطلاق الامۃ جملۃ شافیۃ کتسمیۃ بالمصطفی والمجتبی وابی القاسم والحبیب ورسول
رب العالمین والشفیع المشفع والمتقی والمصلح والطاہر والمہیمن والصادق والمصدوق
والہادی وسید ولد آدم وسید المرسلین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین حبیب اللّٰہ

وخلیل الرحمن وصاحب الحوض المورود والشفاعہ الی قولہ وروح الحق وھو معنی البارقلیط فی الانجیل وقال ثعلب البارقلیط یفرق بین الحق والباطل ومن اسمائہ فی الکتب السالفہ ماد ماد معنا و طیب طیب الی قولہ اسمہ ایضا فی التوراۃ احید ذکی ذلک عن بن سیرین وغیرہ وغیرہ۔ اس سب بیان سے ثابت ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ ہے کہ اپنے برگزیدوں اور مقبولوں کا نام بلحاظ بعض صفات حمیدہ کے جو اونمیں غالب ہوتی ہیں اون صفات کے ساتھ خود نام تجویز فرماکر موسوم فرماتا ہے قال اللہ تعالیٰ سماکم المسلمین من قبل و فی ھذا اور اکثر وہ اسما اون اسما سے علاوہ ہوتے ہیں جو اون کے ماباپ نے رکھے ہوتے ہیں القاب صدیق فاروق ذوالنورین مرتضے وغیرہ کو دیکھو الحاصل اگر رسول کریم نے اپنی امت میں سے کسی شخص انسان کامل کا نام اپنی کلام الہامی میں بسبب مناسبات روحانی کے مسیح بن مریم رکھا تو اوسمیں کونسی قباحت لازم آئی خصوصاً اوس حالت میں کہ فرمادیا کہ وہ مسیح بن مریم ایک امام تمھیں سے پیدا ہوگا جسکا حلیہ پہلے مسیح سے مختلف ہے یعنی پہلا سرخ رنگ بال گھنگروالے اور دوسرا جو تم میں سے پیدا ہوگا وہ گندمی رنگ اور بال اوسکے گنگروالے نہیں بلکہ سیدھے کندھوں اور کانوں کی لو کے درمیان لٹکتے ہوئے باوجود ان تصریحات مندرجہ احادیث اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے اس استعارہ مین کونسا استبعاد باقی رہا اور کونسا مقام شک وریب کا ہے اور جس حدیث کا حاصل یہاں لکھا گیا اوس حدیث کی شرح حصہ اول میں کسیقدر گذرچکی ہے اوسمیں جملہ اماکم منکم جو واقع ہے یا معطوف ہے پہلے جملہ پر بعطف تفسیری یا صفت ہے ابن مریم کی تبوسط حرف عطف واسطے تاکید مصدوق کے اور یا حال ہے فاعل نزل سے اسکی تفصیل بھی کسی حصہ آئندہ میں انشاء اللہ تعالیٰ علم بلاغت ومعانی سے ہم بیان کرینگے **قولہ** صفحہ ۱۴۳ اس صورت میں جلسہ عام میں گفتگو کرنیکا کیون دعوی کرتے ہیں الخ | **اقول**۔ جلسہ عام میں گفتگو کرنیکے فوائد جو ہیں وہ تو ہر شخص پر ظاہر وباہر ہیں صرف آپ پر ہی مخفی ہیں اور آئندہ کو بھی

آپ پر مخفی رہیں گے زیرا آنکہ مطالب سعدی دیگر است منجملہ اون فوائد کے ایک یہہ بھی
فائدہ ہے کہ آپکا ساکت و خاموش ہو جانا ہر کہ ومہ پر ثابت ہو جاویگا۔ اور اغلب ہے کہ اسی
خوف سے آپ پرائیویٹ گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جلسہ عام کو پسند نہیں کرتے اور یہہ جو
آپ فرماتے ہیں کہ یہہ جلسہ خاص بعد مشتہر ہو جانیکے جلسہ عام کے حکم میں ہو جائیگا سو اسکی نسبت
یہہ گذارش ہے کہ آپنے اس نمبر بارہ میں کچھ اپنے خطوط لایعنی کو درج کیا اور حضرت اقدس مرزا
صاحب کے خطوط کی نقل کی اور کچھ اپنے حواشی قدیمہ و جدیدہ اون پر چڑھائے اسطرح نمبر بارہ
پورا ہو گیا اور آپکے پو بارہ ہو گئے آیندہ ریویو میں دیکھئے کیا ریویو ہوتا ہے جسکا ناظرین کو اشتیاق
دلا دیا گیا ہے میں استفسار کرتا ہوں کہ ان پرائیویٹ خطوط کے نقل کرنیکی آپکو کیا ضرورت
پیش آئی تھی جن کو آپنے ایک مسئلہ کی تحقیق میں نقل کر کر ناظرین کو اسقدر اولجھا دیا ہے
ع ظفر نے قصہ زلف دراز جانا تکو۔ کیا بیان تو کیا کیا بیان میں اولجھا۔ اگر کل خطوط
کو جمع کر کر اونکا خلاصہ لکھا جاوے تو تمام مضمون متعلق مسئلہ متنازعہ فیہا کا تین چار
سطر میں سما جاوے پھر میں نہیں جانتا کہ اس طول لایعنی سے جو بحکم من حسن اسلام المرء
ترکہ ما لا یعنیہ کے آپکو ہرگز لائق نہ تھا آپکا کیا مطلب ہے۔ میری دانست میں تو
وہی دو تین باتیں جو حضرت اقدس مرزا صاحب سے متعلق مسئلہ کہی تھیں یعنی
حضرت اقدس مرزا صاحب جو اوسکا جواب دیتے وہی جواب سوال اس نمبر میں چھاپ
دیتے تو بھی یہہ تحریر پرائیویٹ بعد چھپنے اور مشتہر ہونیکے حکم عام میں ہو جاتی یہہ گورکھ دہندا
نقل خطوط اشاعہ میں طبع کرنا کسواسطے شروع کیا گیا۔ اگر فرماویں کہ نمبر بارہ کے پورا کرنیکے واسطے
تو اوس کی نسبت آپنے جیسے ارشاد کیا ہوتا اعلام الناس کا مضمون آپ کے رسالہ کے پورا
ہونے کے لیے بھیج سکتا تھا آپ اکثر اپنے احباب کے مضامین کو واسطے پورا کرنے نمبر رسالہ
کے بھرتی کیا کرتے ہیں میں تو آپ کا خادم قدیم ہوں جسوقت کہ اشاعۃ السنہ جاری ہوا
تھا مصباح الادلہ آپکا پیشکار رہا تھا سو جو کی شیر بھی میں نے ہی لا یا تھا میں ہی وشت طلبیا تہا زینہ یا

میں ہی کو بچپن میں ہی قسمیں تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ۔ اور واضح خاطر عاطر ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہی کہ ایسے مجالس کا انعقاد عام جلسوں میں کیا کرتے تھے نہ بطور پرائیوٹ اور اخفا کے قال اللہ تعالیٰ حکایتاً عن موسیٰ علیہ السلام قال موعدکم یوم الزینۃ وان یحشر الناس ضحی **قولہ** ۔ صفحہ ۷ ۔ اس چال کو ناظرین دیکھیں کہ کہیں مباحثہ سے انکار ہی کہیں تحدی و اقرار اور تعجب کی بات یہہ ہے کہ خلوت اور دوستانہ گفتگو کیطرف بلایا جاتا ہے تو ضعف و بیماری کے عذر سے انکار کیا جاتا ہے اور مجلس عام میں مباحثہ کرنیکو مستعدی ظاہر کیجاتی ہے الخ **اقول** ۔ ناظرین آپکی چال بھی دیکھ رہے ہیں اور حضرت اقدس مسیح الزمان کا اقتدا بسنت انبیا کا بھی ملاحظہ کر رہے ہیں دونوں چالوں میں فرق بین معلوم ہوتا ہے ۔ جو مابہ الامتیاز دونوں مراسلت خطوط میں ہے اوسکا انصاف ناظرین پر چھوڑا جاتا ہے عیان را چہ بیان اور اگر آپکو پرائیوٹ تحریری گفتگو کرنی ہو تو بشرط نہ مکدر ہونے آپکے یہہ عاجز حاضر و موجود ہے ؎ تو مکدر نہو تو عشق میں ہم ۔ ایک آدھ ہی ہیں خاک اوڑا نیکو ۔ اور شرط گفتگو تحریری کی اسواسطے ہے کہ آپ کی تقریر زبانی مجھکو پسند نہیں نہایت خفت اور طیش سے ہوتی ہے اور مثل رفتار ریلوے کی اوسمیں عجلت اور سرعت ہے ۔ **قولہ** ۔ صفحہ ۷ ۔ حاشیہ ۔ یہہ الفاظ اگر سچے دل سے ہوتے اور تواضعاً لکھے جاتے تو یہہ آپکی فضیلت اور کمال ثابت کرتے مگر ان الفاظ کا دل سے لکھا جانا لوگ تب مانتے جبکہ مولوی اسمٰعیل صاحب ساکن علیگڈہ کے حامی ڈاکٹر جمال الدین نامی کے آپکے حق میں استقدر لکھنے پر کہ آپ علمی لیاقت نہیں رکھتے اور اپنی عجز بیانی اور خوف امتحانی کی وجہ سے علیگڈہ میں وعظ کہنے سے انکار کیا تھا آپ ناخوش نہوتے **اقول** ۔ مولانا صاحب حضرت مسیح الزماں کی مخالفت میں آپ تمام طرق مناظرہ اور آداب مباحثہ سے بیخبر ہو گئے ؎ خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی ۔ نہ وہ میں رہا نہ وہ تو رہا جو رہی سو بیخبری رہی ۔ مولانا کیا بمقابلہ خصم کے اوسکے خیالات اور

مسلمات کے بموجب کلام نہیں کیا جاتا چونکہ آپ اپنے خیال میں اپنے آپ کو سب
علما ہند سے اعلم تر سمجھ رہے ہیں اور حضرت مسیح الزمان کو مقابل اپنے محض ایک جاہل
اور ایسا امی محض تصور کر رہے ہو کہ آپکے رسالہ اشاعۃ السنہ کی اردو عبارت بہی بغیر آپکے
سمجہائے ہوئے ان کی سمجہہ میں نہیں آسکتی پس کلام حضرت مسیح الزمان کا اسجگہ آپ کے
اس خیال غلط کے مطابق ہے اور جو کلام حضرت اقدس کا بمقابلہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
کے ہے وہ مطابق نفس الامر کے کیا گیا ہے اس میں کونسا حرج ہے - اور پہر یہہ گذارش ہے
کہ احوال اولیاء اللہ کا مختلف ہوتا ہے کیا آپ کو ضرب المثل گلستان کی بہی یاد نہیں رہی
ے یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند - کہ اے روشن گہر پیر خردمند - ز مصرش بوئے
پیراہن شنیدی - چرا در چاہ کنعانش ندیدی - بگفت احوال ما برق جہانست - دمے
پیدا و دیگر دم نہانست - گہے بر طارم اعلے نشینیم - گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم
اگر درویش بر حالے بماندے - سر و دست از دو عالم بر فشاندے - یہ مثل مشہور ہے
مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار - مولانا جیسی نکتہ چینیاں آپنے حضرت مسیح الزمان
کے پرائیویٹ خطوط میں جو ہمیشہ سرسری طور پہ لکہے جایا کرتے ہیں کی ہیں اگر یہہ عاجز
آپکے رسائل اشاعہ میں کرنا چاہے و باوجودیکہ آپ اوس رسالہ دو جزئی کو چہہ چہہ ماہ
میں بڑی محنت و جانفشانی سے حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور وغیرہ کی
کتابوں سے تلخیص کر کر محرر و مہذب کرتے ہیں تو دفاتر کے دفاتر تالیف ہو جاویں
مگر میں اس کو ایک نزاع لفظی سمجہتا ہوں جو محض لایعنی ہے اور لغو و فضول اور یہہ جو
ہیچمدان نے اظہار خوشہ چینی آپکے رسالہ کا حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور وغیرہ
کی کتابوں سے کیا آپ خفا ہو کر طیش و غضب نفرماویں ورنہ آپ کے رسالہ کی تمام
قلعی کہولدیجاویگی - اور یہہ جو بعض نکتہ چینیاں جو ان چند سطور محررہ جناب میں باتباع
جناب ہینے کیں ہیں میں انکو بہی لایعنی سمجہتا ہوں مگر علت غائی میری اس سے

یہہ ہے کہ آپ متنبہ ہوں اور حقیقت اپنے رسالہ اشاعۃ الشیعہ کی معلوم کریں
ورنہ آپ کیا اور آپ کا رسالہ کیا کفیٰ باللہ شہیداً سوائی اون نمبروں کے جس میں
آپنے مضامین متعلق حضرت مسیح الزمان کے لکھے ہیں جو بینے کسی نمبر کو تمام و کمال
بغور و امعان نظر دیکھا بھی ہو اور مجھکو ایسا مضامین اڈیٹرانہ کے دیکھنے کی فرصت ہی
کب ہوتی ہے ۔ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب علیگڈہ ناکردہ گناہ اور معصوم کیوں کر
ہو گئے انہوں نے تو بلا تحقیق و تفتیش حال کے ڈاکٹر جمال الدین صاحب سے یہہ
روائیت بیان کر دی کہ درحقیقت حضرت اقدس مرزا صاحب کے پاس آلات نجوم
موجود ہیں وہ اونسے کام لیتے ہیں اور اس حدیث کا کچھ خیال نہ کیا کہ کفی بالمرء کذباً ان
یحدث بکل ما سمع کیا اس حدیث کے مکلف مولوی صاحب ممدوح نہیں ہیں ۔ جو
ایسا افترا کیا اور حضرت مرزا صاحب کو نجومی اور پنڈت بنا دیا اے مولانا کجا آلات
رصد و نجوم اور کجا الہامات حضرت مسیح الزمان قال اللہ تعالیٰ ھل یستوی الذین یعلمون
والذین لا یعلمون سہ شتان بین مشرق و مغرب سہ ہو وے میرے آنسو کے
برابر قطرہ نیساں ۔ اگر وہ گوہر شاہوار ہو جاوے تو ہو جاوے ولنعم ما قیل ماانجی اللہ
والرسول معلمین لسان الوحی فکیف انا **قولہ** صفحہ ۳۷۶ فی الحاشیہ نمبر ا کافی نہیں
بلکہ لازمی اور ضروری تہا کہ اگر آپ اس الہام کو الہام سمجھتی تہی تو اوس کو اپنے خاص
حواریوں پر ظاہر فرماتے نہ یہہ کہ اردو زبان میں چھاپ کر تمام جہان میں شائع کرتے
اہل اللہ پر جو ایسے معارف اور حقائق کھلتے ہیں جنپر ظاہر شریعت کی شہادت
نہیں ہوتی تو وہ اونکو عامہ معتقدین شریعت پر ظاہر نہیں کیا کرتے کبھی کسینے
نہ سنا ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنے ایسے مکاشفات کا
اشتہار دیا ہو الخ ۔ **اقول** یہہ قاعدہ آپنے کہاں سے نکالا کہ ایسے الہامات موید
بکتاب و سنت کا اخفا ملہم کو لازم اور ضروری ہے آیات فاصدع بما تؤمر اور فان لم

تفعل فما بلغت رسالتہ وغیرہ تو اوس کے اعلان کا حکم نافذ کر رہے ہیں درصورتیکہ
حضرت اقدس مرزا صاحب کے الہامات کو آپ الہام ہی جانتے ہیں پھر اوسکی
اخفا کے کیا معنے اس مقام پر میں اپنے ایک خط کا نقل کرنا جو بخدمت حافظ
محمد یعقوب خان صاحب امام مسجد وزیرہ ودون لکہا ہے مناسب سمجہتا ہوں کہ
الہام وغیرہ کی بحث میں یہ بہت مفید ہوگا انشاء اللہ تعالے وھو ہذا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم - محبی فے اللہ حافظ محمد یعقوب
خانصاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ محبت نامہ نے صادر ہوکر مضامین مندرجہ
سے مطلع کیا اور اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جو آپنے اعتراضات اور سوالات
نسبت حضرت مرزا صاحب کے کئے ہیں وہ نہایت عمدہ یعنے ضرور قابل استفسار
اور لائق سوال کرنے کے ہیں میرے پاس جو بعض خطوط علماء وقت کے آئے تو اون
خطوط میں بجز طوفان بے تمیزی کے اور کچھ بھی نہیں تہا انا للہ وانا الیہ راجعون ط
واضح ہو کہ ہیچمدان نے اپنی اور بعض اپنے احباب کی تسکین کے واسطے ایک رسالہ
مسمی باعلام الناس تالیف کیا ہے جنمیں اون اعتراضوں کا جواب بہی تفصیلاً لکہا گیا ہے
اور دیگر ابحاث شریفہ بہی اوس میں درج ہیں اوس کے چند حصص ہوں گے حصہ اول
انشاء اللہ تعالے عنقریب آپ صاحبوں کی خدمت میں پہونچیگا اطمینان رکہئے اور
اور صبر فرمائیے - ان اللہ مع الصابرین - اور میرا یہہ رسالہ کیا چیز ہے خود حضرت مسیح الزمان
مجدد الوقت مہدی ہذا الاوان نے قصد فرمایا ہے کہ تمام اوہام کا ازالہ کیا جاوے سبحان اللہ
ع آفتاب آمد دلیل آفتاب - گر دلیلش خواہی از وے رو متاب آپ دیکھیں گے
کہ جس وقت یہہ رسالہ ازالہ اوہام شائع ہوگا تمام مخالفین کو شکست فاش ہوگی اب میں
بطور اختصار کے آپ کے سوالات کا جواب تحریر کرتا ہوں -

سوال اول حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام جو صاحب انجیل ہیں اونکا انجام

کیا ہوا آیا زندہ آسمان پر اوٹھائے گئے یا موت عادی سے اونکا انتقال ہوگیا اس باب
میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے بصراحت کیا ثابت ہوتا ہے۔

جواب سوال اول - کلام اعجاز نظام یعنی کلام اللہ الملک العلام نے اس
شبہ واقعہ کا بکلی رفع ودفع کردیا ہے - قال اللہ تعالےٰ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی
الآیہ دیکھو لفظ متوفی کو اول ارشاد فرمایا اور لفظ رافعک کو بعد اوسکے اور سب دلائل کو
بالفعل ملتوی رکھئے اسی سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو وفات اول ہوئی اور رفع بعد کو جیسا
کہ مقربین کے ارواح کو مقام علیین یا فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ہوا کرتا ہے - اگر
کوئی کہے کہ واؤ تو صرف جمع کیواسطے آتی ہے نہ ترتیب کیواسطے جیساکہ علم معانی وبیان میں
مذکور ہے تو جواب اوس کا یہہ ہے کہ سلمنا لیکن واؤ اس واسطے بھی تو نہیں آتی کہ تابع
یعنی معطوف جو موخر ہے اوس کو مقدم بناکر متبوع یعنی معطوف علیہ کردیا جاوے اور متبوع
جو مقدم ہے یعنی معطوف علیہ اوس کو تابع یعنے معطوف کردیا جاوے بلکہ علم معانی وغیرہ میں
تصریح کی گئی ہے کہ تابع اس حیثیت سے کہ تابع ہے مقدم اور متبوع نہیں ہوسکتا پھر اس
آیت کے معنے جو بعض مفسرین یہہ لکھتے ہیں انی رافعک الی ثم متوفیک یہہ کیونکر درست
ہوئے واؤ اگر صرف جمع کیواسطے آتی ہے تو حضرت مرزا صاحب کی مسلک کے بموجب
ٹھیک ہوگئی کہ وفات کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ مرفوع الی اللہ بھی ہوگئے یہہ معنی جو
بعض مفسرین لکھتے ہیں اوس میں تو واؤ جمع کے واسطے ہی نہیں رہتی بلکہ ہزار ول
سال کی تراخی لازم آتی ہے - پھر اگر زندہ آسمان پر اوٹھائے جاتے تو یوں ارشاد
ہوتا کہ یا عیسیٰ انی رافعک الی السماء بجسدک العنصری ثم متوفیک بعد نزولک علی
الارض ولیس ھذا من ذالک - اور یہہ امر تو سب پر واضح ہے کہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب
مرادی کے موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر مثل موتیوں کے منظوم اور منسلک کئے گئے
ہیں ایسی نظم سے کہ وہ بلاغت کی طرف اعلیٰ حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے اب جو بعض

مفسرین کلمات آیہ کو اولٹ پلٹ کر معنی مشہور اپنے خیال کے بموجب کرتے ہیں
بسبب پاس ادب کے ہیں اور کچھ تو نہیں لکھتا مگر یہہ ضرور رکھوں گا کہ یہہ ایک تاویل فاسد
اور بعید ہے جس کی طرف رجوع کرنا کچھ ضرور نہیں ہے مہربان من اس ہیچمدان نے رسالہ
اعلام الناس کے ساتھ یہہ اشتہار بھی دیا ہے کہ جو کوئی عالم صعود آسمانپر و نزول
عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے بجسم عنصری حدیث مرفوع صحیح صریح الدلالت یا اسی
قسم کی آیت سے ثابت کر دے تو فی حدیث و آیت بیس روپیہ حق اجرت دونگا
سوال ۔ دوم ۔ عیسیٰ بن مریم علیہم السلام جو انبیاء سابقین میں سے ہیں آخر
زمانہ میں دنیا میں تشریف لاویں گے یا نہیں اور اگر تشریف لاویں گے تو کس مقام پر
تشریف لاویں گے یہہ پیشین گوئی جو مسلمانوں میں جناب ممدوح کی نسبت مشہور ہے
حدیث صحیح سے حقیقتاً ثابت ہے یا نہیں اور اگر ثابت ہے تو آیا اوس سے مثیل و مشابہ
بطور استعارہ مراد ہے یا حقیقتاً عیسیٰ پیغمبر علیہ السلام مراد ہیں یا دونوں مراد ہیں ۔
جواب سوال دوم ۔ جبکہ آیت مذکورہ کی نظم سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ کی
وفات بطور معہود ہو چکی اور بحکم آیت قیل ادخل الجنۃ وغیرہ کے آپ جنت میں داخل
ہوئے تو اب بہشت میں سے نکلکر دنیا میں کیوں کر آویں گے قال اللہ تعالیٰ وما هم
منها بمخرجین اور یہہ ہم مسلمانوں کا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی اپنی نبوت سے معزول
نہیں ہوتا پس اگر حضرت عیسیٰ نبی ہوکر نازل ہوئے تو نعوذ باللہ ہمارے حضرت مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہے اور اگر نبوت سے معزول ہوکر آئے تو اس عقیدہ
مسلمہ کے خلاف ہوا پس احادیث صحیحہ میں جو بشارت نازل ہونے مسیح ابن مریم کی وارد
ہے اوس سے مراد مثیل مسیح ہے جو بطور مبالغہ مصرحہ علم بیان کے مشبہ کو مشبہ بہ بولا
گیا ہے یا استعارہ ۔ اور استعمال لفظ ابن مریم میں جو عوام و خواص کو استبعاد ہے
وہ بعد غور کے کچھ استبعاد نہیں ہے دیکھو قرآن مجید میں مسافر کو ابن السبیل متعدد

جگہ فرمایا گیا ہے کیا مسافر حقیقتاً راہ کا بیٹا ہوتا ہے یا عرب میں چاند کو ابن اللیل کہتے ہیں
تو کیا چاند رات کا بیٹا ہوتا ہے۔ ابن الارض نوعی از ترہا اور نبت الارض بھی نوعی از ترہ
بنات الدہر حوادث زمانہ۔ بنات اللیل احتلام یا حوادث۔ بنات الفلا شتران کہ پریشان
در بیابان گردند بنات المنایا تیر بنات الماء طائر آبی۔ بنات النعش ہفتو رنگ
وجاریۃ بنات اللحم دختر فربہ بنات الطریق راہہائے خورد کہ از راہ بزرگ جدا شود وغیرہ
لغات عرب کو دیکھو۔ اسی طرح حضرت مخبر صادق نے بسبب کمال مشابہت و مماثلت
کے اپنی امت کے مسیح کو مسیح بن مریم اگر نام رکھدیا تو کیا استبعاد ہے اور اگر معنے نزول
سے کسی کو شک پیدا ہو تو یہہ شبہہ بھی بسبب ناواقفی کے ہے ان آیات میں غور کیا جاوے
انزلنا الحدید فیہ باس شدید الآیۃ انزلنا الیکم لباسا الآیۃ قد انزل الیکم ذکرا رسولا یتلو علیکم
آیات مبینات اور دیکھو انزل الداء الذی انزل الدواء۔ لما نزلت بنو قریظہ۔ خرج من مکۃ ونزل
بیثرب وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج وغیرہ وغیرہ۔ مقام تشریف آوری مسیح امت
احادیث صحیحہ میں بہت مختلف آیا ہے کسی میں شرقی دمشق کہیں نزدیک منارہ
بیضا شرقی دمشق کسی میں مقام اردن کسی میں معسکر مسلمین وغیرہ وغیرہ چونکہ پیشین گوئیاں
مخبر صادق کی نسبت امور مستقبلہ کے ہیں لہذا پوری پوری ماہیت اور حقیقت اون کی
قبل از وقوع معلوم نہیں ہو سکتی شاید ایک ہی مسیح کیواسطے یہہ مقامات فرمائے ہوں
یا متعدد مسیحوں کے واسطے جیسا کچھ وقوع میں آوے البتہ وقوع اوس کا ضرور ہے
کیونکہ مخبر صادق نے خبر دی ہے البتہ لفظ منارہ کی نسبت اس قدر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو منارہ
دمشق میں شرقی جانب ہے اوس کو کسی بادشاہ وغیرہ نے ۷۴۱ھ ہجری میں تعمیر کیا ہے
یہہ کیا ضرور ہے کہ منارہ بیضا مندرجہ حدیث سے وہی منارہ مستحدثہ مراد ہو جو سنہ مذکور
میں شہر دمشق میں کسی بادشاہ وغیرہ نے بموجب اپنی فہم حدیث کے واسطے تصدیق
پیشین گوئی کے تعمیر کیا ہے کیونکہ فہم تو کسی کا بھی حجت شرعی نہیں ہے اگر ایسی بناء

مجعول و مستحدث کا مراد ہو نافقہ حدیث میں ضرور ہو تو چاروں مصلوں کا جو بیت اللہ
میں کسی نے تعمیر و احداث کئے ہیں مستند ہونا بھی کسی نہ کسی دلیل سے ثابت
ہو جاویگا۔ اصل یہہ ہے کہ اصلی معنی منارہ کے جاء نور اور جگہ روشنی کے ہیں۔
لغت عرب و رباء کیطرف مراجعت کیجاوے پس حدیث مسلم سے صرف اسقدر ثابت
ہوا کہ نزدیک ایک جاء نور اور سفید کے دمشق کے شرق کیطرف مسیح بن مریم آویں گے
یہہ پیشین گوئیاں جو نسبت امور مستقبلہ کے ہیں اس میں کیسی آراء واقیسہ کو کچھ دخل
نہیں صرف الفاظ وحی میں غور فرمانا چاہئیے۔ خیالات ما و شما پر استشہاد۔

سوال سوم - مسیح متعدد ہوں گے یا ایک اور اگر متعدد ہوں گے تو سب محق ہونگے
یا بعض محق ہوں اور بعض مبطل -

جواب نمبر سوم - مسیح کا اطلاق احادیث صحیحہ میں مسیح مبطل پر بھی آیا ہے اور
مسیح محق پر بھی جو مثیل عیسی بن مریم ہوگا وہ مسیح محق ہے والا مبطل اور یہہ بھی ایک
دلیل ہے تعدد مسیحوں کی اور علامت مسیح محق کی یہہ ہے کہ متبع کتاب و سنت
حاکم بالشریعۃ عادل متقی پرہیزگار ہوگا مقرب پروردگار واسطے اثبات حقیت
کتاب اللہ اور نبوت محمدیہ کے اور نیز دعوت اسلام کی آیات بینات اور براہین ساطعہ
رکھتا ہوگا موید بروح القدس ہوگا نشان آسمانی دکھا سکتا ہوگا اور مسیح مبطل کی علامت
اس کے برعکس ہے اور وہی دجال ہے -

سوال چہارم - آپنے اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ صحیحین میں اس مجدد الوقت
کا حلیہ موجود - نسب موجود - زمانہ موجود - ساری صفات اوس کی موجود الی قولہ - اسکا
مطلب بالتشریح قلمی فرمائیے -

جواب نمبر چہارم - حلیہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا گندمی رنگ - بال گھنگروالے
نہیں کندہوں کے قریب کانوں کی لو کے نیچے تک لٹکتے ہوئے صحیح بخاری میں لکھا ہے

ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما ترای من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر الخ اور اسی صحیح بخاری میں اس کے قریب ہی مسیح اول کا حلیہ یہہ لکھا ہے سرخ رنگ اور بال گھنگر والے چوڑا سینہ۔ فاما عیسی فاحمر جعد عریض الصدر۔ حضرت اقدس مرزا صاحب کا نسب ابناء فارس سے ہے صحیح مسلم وغیرہ میں یہہ نسب بہی موجود ہے لوکان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس اور اور صفات اوس کے اعلام الناس میں لکھے گئے ہیں اور زمانہ اوس کی بعثت کا اگر یہی زمانہ شرور و فتن کا نہوگا تو پہر اور کونسا زمانہ ہوگا۔ تمام متاخرین اکابر علماء امت مثل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ کو حضرت مسیح بن مریم کے نزول کے وقت میں کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی تھی کہ جس کی وجہ سے اون کی نزول میں کچھ بھی تاخیر خیال میں آوے یہہ علماء ایسے منتظر تھے کہ جیسے اسٹیشنوں پر لوگوں کو بعد بج جانے گھنٹے کے انتظار آمد ریلوے کا واسطے آمد کسی اپنے دوست کے ہوتا ہے کہ اب آئے وہ آئے یہہ آئے اگر اون کی نزول میں کوئی دقیقہ بھی باقی رہا ہوتا تو ہرگز یہہ اکابر علماء جو جامع علوم معقول و منقول تھے ایسا سریع النزول ہونا اون کا خیال نکرتے اور یہہ خیال اونکا کچھ تو مقتضائے احادیث و اخبار مخبر صادق کا تھا اور کچھ من جانب اللہ القا یا الہام تھا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کوئی ایسا واقعہ عظیم دنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے تو عادت اللہ جاری ہے کہ کبراء و عظما کے خیالات کو اوس واقعہ کے استقبال کے واسطے متوجہ فرما دیتا ہے۔* اور یہہ ندائے ہاتف غیبی بمنزلہ اوس گھنٹی کے ہو جاتی ہے جو وقت آمد ریلوے کے بجا کرتی ہے اور سعادت مندوں کو

* اسی عادت اللہ کے موافق اس زمانہ میں ہمارے حضرت مثیل مسیح کے دعوے سے پہلے بہت سے علماء و اتقیاء کو صحیح اور سچے رؤیا اور مکاشفات ہوئے۔ بلکہ بعض اہل اللہ نے تو اوس سے پورے تیس سال پہلے حضرت مرزا صاحب کے مولد و منشاء اور وہاں کے مقام ظہور و عوی رلدہیانہ کا نام اور خود ان کا اسم گرامی مفصل و مبین بطور پیشین گوئی بیان کردیا چنانچہ یہہ سب پیشین گوئیاں اور خواب و الہامات ازالہ اوہام میں درج ہو چکے ہیں۔ عبد الکریم۔

صرف اتنی ہی بات موجب تصدیق ہو جاتی ہے سہ ہر ندائے کہ ترا بالا کشید۔ آن ندا از
اواں کہ از بالا رسید۔ اب بعد بجنے گھنٹی کے ریلوے بھی آگئی اور وہ دوست بھی او تر آیا
اور بہت سے اللہ کے بندوں نے اوس کو پہچان بھی لیا تو معہذا اگر کوئی شخص اب بھی
مکذب رہے تو بجز اوس کے عناد و تعصب کے کیا کہا جاوے۔ اور اس پہچان کو ایک
سبب تصدیق منجملہ دیگر اسباب کے وہ ندا بھی ہوتی ہے جو ہمارے آقا و محسن و معتقد امجد و
علوم ظاہری حضرت نواب صاحب بہادر مرحوم و مغفور نے اپنی کتاب اقتراب الساعہ
میں بصفحہ ۱۶۵۔ باواز بلند دی ہے و ہو ہذا۔ "میں اپنی اولاد سے کہتا ہوں تم میں اگر
کوئی عیسیٰ علیہ السلام کو پاوے تو میرا سلام پہنچاوے اور جو وہ کہیں اسی صدی میں
آ گئے اور میں اوس وقت تک زندہ رہا تو پھر کچھ حاجت اس وکالت کی نہیں ہے ع
چلوں میں آپ ہی قاصد جواب کے بدلے۔ دوسری روایت انس میں نزدیک حاکم
کے یہہ لفظ آیا ہے قال رسول اللہ صلعم من ادرک منکم عیسی بن مریم فلیقرا منی السلام
تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریم کو پاوے وہ اون سے میرا سلام کہے یہہ خطاب ہے
ساری امت کو میں بھی ایک فرد اسی امت کا ہوں اگر میں نے اون کو پایا تو سب سے پہلے
میں ہی انشاء اللہ تعالیٰ سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچاؤں گا ورنہ میری
اولاد میں سے جو کوئی اون کو پاوے بڑی حرص سے اس سلام نبوت کو اون تک پہنچاوے
تاکہ پچھلا لشکر کتائب محمدیہ سے میں ہی ہوں یا میری اولاد ہو وے و باللہ التوفیق
سہ زمانہ ابن مریم کا اگر توفیق ہاتھ آوے۔ تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرت کا
انتہی"۔ موضع الحاجۃ اگر کوئی کہے کہ حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور نے جو ترتیب
قصہ نزول مسیح بن مریم کی اپنی کتاب اقتراب الساعہ میں لکھی ہے وہ کب حضرت اقدس
مرزا صاحب پر ٹھیکتی ہے تو جواب اوس کا یہہ ہے کہ قصہ نزول ابن مریم کی ترتیب جو کتب

اشاعہ لاشراط الساعہ وغیرہ میں یا کتب حدیث میں مرتب کی ہے وہ ترتیب توفیقی

نہیں ہے جو الہام و وحی سے ثابت ہو بلکہ محدثین و شارحین حدیث نے اپنے فہم کے موافق احادیث صادرہ و واردہ کو ترتیب دیا ہے اور بعدہ مصنفین رسائل مستقلہ نے اوسی ترتیب کو موافق مفصلاً و مبوباً قصہ نزول عیسیٰ بن مریم اپنی اپنی کتب میں بیان کیا ہے حتی کہ اردو کی کتابوں میں بھی وہی ترتیب عوام وخواص بلکہ جہلا میں مشتہر ہو گئی ہے یہانتک کہ حالت طفولیت سے وہی ترتیب تمام اذہان میں مرکوز ہو گئی ہے اور یہی ایک بڑا مانع قوی اصل قصہ الہامی کے فہم کا ہوا ہے جس سبب سے ہم اپنے مخالفین کو معذور سمجھتے ہیں۔ اور صرف بلفظ مخطی یاد کرتے ہیں لیکن محققین پر یہ بات واضح ہے کہ یہ ترتیب قصہ مفصلاً و مبوباً صرف محدثین نے محض اپنے فہم سے مرتب کیا ہے نہ وحی اور الہام سے اور فہم محدثین ایسے امور الہامیہ میں حجت نہیں ہو سکتا بلکہ فہم صحابی بھی حجت نہیں۔ یہانتک کہ عبارت الہامی میں فہم ملہم بھی پورا پورا حجت نہیں یہ مسئلہ اپنے محل پر ثابت کیا گیا ہے کہ انبیا سے بھی اجتہادیات میں خطا واقع ہو سکتی ہے اس کے شواہد بھی ہمارے رسالہ میں لکھے گئے ہیں پس اگر اصل قصہ نزول عیسیٰ بن مریم خلاف اُس ترتیب کے جو محدثین نے اپنے فہم سے قائم کی ہے واقع ہو تو اس پیشین گوئی کی صدق میں کوئی نقصان نہیں آئیگا بلکہ اس میں امتحان مخلصان اور منافقان متصور ہے جیسا کہ حکیم امت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے۔

سوال نمبر پنجم۔ آیات ذیل کا کیا مطلب ہے اور اون کی تفسیر میں علماء معتبر کا کیا قول ہے ١۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ ٢۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم الآیہ ٣۔ وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ الی قولہ

رہی یہہ بات کہ مولوی عبید اللہ وغیرہ کی تقلید نہیں کرنی چاہئے تو اس میں مرزا صاحب کی بھی خصوصیت نہیں رہتی اگر مرزا صاحب اپنا مسلک سب سے علیحدہ اختیار

کریں تو اُن کی تقلید بھی ناجائز ہے بڑا خدشہ یہہ ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات محکم
کیوں ٹھہرتے ہیں علماء سلف تو خطار الہامی کو ممتنع التقلید جانتے ہیں اگر یقینی بھی ہوں تو
خاص صاحب الہام کے لئے ہوں الی اخر کتابہ ۔

جواب نمبر پنجم ۔ تفسیر آیات کی تو لکھی جاچکی ہے البتہ دربارہ الہام و تقلید جوابدینا
باقی رہا اس کی بحث طول ہے اگر بسبب طول کے کچھ نہ کہا جاوے تو جو جوابات دیئے
گئے وہ سب ردی ہوجاویں گے اور اگر تفصیل سے لکھوں تو یہہ خط اوسکی گنجائش نہیں
رکھتا ہے لہذا بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ تشتے نمونہ خروار تحریر کرتا ہوں ۔ یہہ قاعدہ
متکلمین کا مشہور ہے اور کتب علم کلام میں مندرج کہ الہام و کشف اولیا کا کوئی ایسی شئے
نہیں جو اسباب علم و یقین سے ہو اور حجت شرعی گردانا جاوے جو غیر پر حجت ہوسکے
ادلہ شرعیہ صرف چار ہیں اگر الہام بھی حجت شرعی ہوتا تو ادلہ شرعیہ پانچ ہوتے نہ چار ۔ ما لہ وما
علیہ ۔ اس قاعدہ کا بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ یہہ قاعدہ اگرچہ بالتصریح کتاب و سنت میں کہیں
مذکور نہیں ہے آثار سلف میں پایا جاتا ہے مگر ایک عمدہ قاعدہ ہے کہ اوسکی عمدگی خیر بیان
میں نہیں آسکتی علماء ظاہر نے واسطے حفاظت شریعت حقہ محمدیہ کی وضع کیا ہے جزاہم
اللہ خیر الجزاء اس پر علماء کا اتفاق سا ہوگیا ہے اگرچہ اجماع نہیں ہے اس قاعدہ سے شریعت
حقہ محمدیہ عوام و خواص میں آجتک محفوظ چلی آتی ہے اور قیامت تک یہہ قاعدہ حافظ شریعت
حقہ محمدیہ کا رہیگا اور مسیحین دجالین بسبب اس قاعدہ کے مومنین حقہ کے دلوں میں انشاء اللہ
تعالےٰ کوئی شبہ اور شک پیدا نکر سکیں گے اور اگر یہہ قاعدہ تسلیم نہ کیا جاوے تو پھر ہر ایک مسیح
دجال و کذاب مسائل شرعیہ کتاب و سنت کو گذ مڈہ کر دے اور ہر شخص صوفی جاہل پیر پرست
و قبر پرست اپنی ہوا اور ہوس کی موافق احکام شرعیہ کو گھڑ لے اور حقیقت الحال یہہ ہے
کہ احکام شرعیہ وغیرہ میں ضرورت الہام و کشف کی باقی بھی نہیں رہی قال اللہ تعالیٰ الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ گویا کہ یہہ قاعدہ مذکورہ اسی

آیت سے مستنبط ہوا ہے یعنے احکام میں بسبب اکمال دین اور اتمام نعمت کے اب الہام کی ضرورت نہی باقی نہیں رہی تو اب الہام اولیاء اللہ کو اسباب علم سے قرار دینا کیا ضرور تہا علاوہ بیہ کہ درصورت اوس کے اسباب علم سے قرار دینے میں بالعوض نفع کے ضرر عوام زیادہ متصور ہے خصوصاً جبکہ الہام ہر شخص پر نازل بھی نہیں ہوتا کسی خاص بندے مقرب پر نازل ہوتا ہی اور اس پر بیہ علاوہ کہ ہر وقت بھی نازل نہیں ہوتا جب اوس کی ضرورت اشد ہوتی ہے تب نازل ہوتا ہے ان وجوہ اور اسباب اور مصالح سے علماء ظاہر نے الہام کو اسباب علم سے نہیں گردانا لاکن اس کا بیہ مطلب نہیں کہ الہام نفس الامر میں بھی اسباب علم سے نہیں یا اسرار اور معارف شرعیہ کے سمجھنے کے لئے الہام کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اور دوسرا مقدمہ کہ الہام حجت شرعی نہیں اس کے بھی یہی معنے ہیں کہ الہام کو بسبب اسباب مذکورہ اور مصالح مسطورہ کی حجت شرعی گرداننے کی کوئی ایسی حاجت نہیں ہے لیکن اس کا بیہ مطلب نہیں ہے کہ الہام فی الحقیقت اور فی نفس الامر بھی حجت شرعی نہیں بیہ اس قاعدہ کا مال ہے جو بیان ہوا۔ اب اس کا ماعلیہ بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ الہام کامل النور جب پر کسی ولی کو اصرار ہو وہ کیا چیز ہے وہی تو وحی ہے اور منجانب اللہ ہے جو انبیاء کو ہوتا ہے بسبب اصالت اور متبوع اور مقتدا ہونے انبیا علیہم السلام کے الہام انبیاء کا نام تو علما نے وحی رکھا ہے اور بسبب فرع اور تابع اور مقتدی ہونے اولیا کے اون کے وحی کا نام الہام رکھا ہے۔

دلیل اول ۔ دیکھو فرمایا اللہ تعالےٰ نے واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔

دلیل دوم ۔ فرمایا واوحیت الی الحواریین الآیہ والدہ حضرت موسیٰ اور حواریین عیسیٰ نبی نہیں تہے اون کے الہام کو وحی فرمایا گیا آخر خط تک۔ **فائدہ** سمجہنا چاہیے کہ معنے کشف کے کسی چیز کے منہ پر سے پردہ کا اوٹہا دینا اور کہول دینا ہے عیون المفردات میں لکہا ہے کشفت الثوب عن الوجہ وغیرہ یعنے اوٹہا دیا میں نے کپڑے کو مونہہ پر سے

یا موںہہ کے غیر پہ سے فرمایا اللہ تعالی نے فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید

یعنی پس کھولدیا ہمنے تجہسے پردہ تیرا پس نظر تیری آج کے دن تیز ہے مجمع البحار میں باب

تفاعل سے بحوالہ نہایہ لکہا ہے لو تکاشفتم ما تدافنتم ای لو علم بعضکم سر بعض لاستثقل

تشییع جنازتہ ودفنہ یعنی اگر تم پر منکشف ہو جاوے اور جان لے بعض تمہارا عیب پوشیدہ

بعض تمہارے کے البتہ گراں ہو جاوے جنازہ میت کے پیچہے چلنا اور دفن کرنا میت کا

اور معنی الہام کے دل میں نیکی کا ڈالدینا اور سکہا دینا اوس کا عرب کہتا ہے الہم اللہ خیراً

ای لقنہ ایاہ یعنی اللہ نے ڈال دی اوس کے دل میں خیر یعنی اوس کو خیر تلقین کر دی

مجمع البحار میں لکھا ہے الالہام ان یلقی اللہ فی النفس امراً یبعثہ علی الفعل او الترک وھو

نوع من الوحی یختص اللہ بہ من یشاء من عبادہ یعنے معنی الہام کے یہہ ہیں کہ اللہ تعالے

ڈالدے نفس میں ایک امر کو کہ باعث ہو وہ اس ملہم کو کسی چیز کے فعل پر یا ترک پر

اور وہ الہام[۱] ایک قسم ہے وحی کی خاص کرتا ہے اللہ تعالی ساتھ اوس کے کہ جس شخص کو

کہ چاہتا ہے بندوں اپنے سے انتہی۔ اور وسوسہ برعکس الہام کے ہے یعنی بری بات کا دل

میں ڈالدینا۔ عیون المفردات میں تفسیر الہام کی یوں لکہی ہے الالہام القاء الشئ فی الروع

ویختص ذلک بما کان من جہتہ اللہ او الملاء الاعلی قال فالہمہا فجورھا وتقوٰھا وذلک

نحو ما عبر عنہ بلمۃ الملک وبالنفث فی الروع کما قال علیہ السلام ان للملک لمۃ و

للشیطان لمۃ وکقولہ علیہ السلام ان روح القدس نفث فی روعی واصلہ من التہام الشئ

وھو ابتلاعہ والتہم الفصیل ما فی الضرع انتہی یعنے الہام ڈالدینا ایک شئے کا ہے

بیچ دل کے اور خاص ہے یہہ ساتھ اوس القا کے جو اللہ تعالی یا ملاء اعلی کی طرف سے ہو

فرمایا اللہ تعالی نے سکہلا دیا اوس کو طریق بدکاری اور پرہیزگاری اوس کی کا اور یہہ

الہام مثل اوس کے ہے جس کو فرشتہ کا چہونا اور دل میں پہونکدینا فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا

---

[۱] الہام وحی کے ایک قسم ہے ۱۲ منہ۔

آنحضرت علیہ السلام نے کہ ایک چہونا تو فرشتہ کا ہے اور ایک چہونا شیطان کا اور جیسا کہ
قول آنحضرت علیہ السلام کا بہ تحقیق روح القدس نے پہونکدیا میرے دل میں اور اصل الہام
کی یہہ ہے کہ اوس میں معنے نگل جانیکے پائے جاتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں نگل گیا بچا اونٹ
کا اوس چیز کو کہ پستان میں ہے انتہی یعنی گویا کہ الہام تمام وساوس اور اوہام کو نگل گیا
اور بعد الہام کے کوئی وہم اور وسوسہ باقی نرہا اب چند آیات متعلق الہام اور لکہی جاتی
ہیں۔

دلیل سوم فرمایا اللہ تعالیٰ نے قلنا یاذالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ
فیہم حسنا۔ یعنی کہا ہمنے اے ذالقرنین یا یہہ کہ عذاب کرے تو اون کو اور یا یہہ کہ پکڑے تو بیچ
اون کے بہلائی اس آیہ کریمہ میں البتہ تبارک و تعالیٰ نے ذوالقرنین کو ندا فرما کر جو یہہ حکم مندرجہ
آیت ارشاد فرمایا تو اس ندا میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ذوالقرنین نبی تہے اور
بعض کہتے ہیں کہ نبی وقت کی معرفت یہہ ندا فرمائی گئی لیکن یہہ دونوں تاویلیں درست اور
صحیح نہیں معلوم ہوتیں۔ تاویل اول تو اسواسطے صحیح اور درست نہیں کہ ذوالقرنین کا نبی
ہونا ثابت نہیں چنانچہ تفسیر فتح البیان میں حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً یہہ حدیث نقل کی ہے
لا ادری ذ القرنین کان نبیاً ام لا اخرجہ عبدالرزاق وابن المنذر والحاکم وصححہ وغیرہم و
عن علی بن ابی طالب قال لم یکن نبیاً ولا ملکا ولکن کان عبدا صالحا احب اللہ فاحبہ اللہ
ونصح للہ فنصحہ اللہ۔ الی آخرہ یعنی روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق اور ابن منذر اور
حاکم نے اور صحیح کہا اوس کو اور غیر اون کے نے بہی روایت کیا ہے اور حضرت علی بن ابی طالب
سے مروی ہے کہ ذوالقرنین نبی نہیں تہے اور نہ فرشتہ تہے اور لاکن وہ ایک بندہ صالح
تہے کہ اونہوں نے اللہ کو دوست رکہا تو اللہ تعالیٰ نے اون کو دوست رکہا یعنی وہ ولی اللہ
تہے اور اونہوں نے نصیحت کی اللہ کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اون کی خیر خواہی کی آخر عبارت
تک پس جبکہ نبی ہونا ذوالقرنین کا ثابت ہی نہیں پس یہہ تاویل درست نہوئی اور تاویل

دوم ظاہر قرآن مجید کے خلاف ہے اور صرف عن الظاہر جو بلا وجہ درست نہیں ہے پس تاویل دوسری
بھی درست نہوئی اسیواسطے جلالین میں جو اصح التفاسیر کو اختیار کرتا ہے لکھا ہے قلنا یا ذالقرنین
بالہام اور کمالین میں لکھا ہے قول المصنف بالہام رد لاستدلال من زعم انہ کان نبیا بانہ
خاطبہ بان المراد منہ الالہام آخر تک یعنی قول مصنف کا بالہام رد ہے اس شخص کا جس کے
زعم میں ذوالقرنین نبی تھے اور اوس شخص کا استدلال نبی ہونے پر صرف یہی ہے کہ اللہ تعالے
نے اون کو مخاطب کرکر خطاب فرمایا تو صاحب جلالین نے تفسیر آیہ میں اشارہ کیا طرف رد اس
شخص کے اس طور پر کہ یہہ خطاب بطور الہام کے ہے اور مراد اوس سے الہام ہے۔ پس ثابت
ہوا کہ یہہ خطاب اللہ تبارک وتعالی کا حضرت ذوالقرنین کو جنکا صالح اور ولی اللہ ہونا حضرت
علی کی روایت سے ثابت ہے بطور الہام کے تھا۔ اور دیگر خوارق عادات وکرامات ذوالقرنین
کو بھی اللہ تعالی نے قرآن شریف میں مذکور فرمایا ہے جس سے اون کا ولی اللہ ہونا ثابت ہے
اول۔ ہر چیز کا سامان مہیا فرمادیا قال اللہ تعالی واتیناہ من کل شئ سببا۔ اور دیا تھا
اوسکو ہمنے ہر چیز کا سامان۔

دوم طے ارض۔ قال اللہ تعالی حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدها تغرب فی عین حمئة۔ یعنے
یہانتک کہ جب پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کی پایا اوس کو ڈوبتا بیچ چشمے کیچڑ کے اور فرمایا حتی اذا
بلغ مطلع الشمس وجدها تطلع علی قوم لم نجعل لهم من دونها سترا یعنے یہانتک کہ جب
پہنچا جگہ نکلنے سورج کی پایا اوسکو کہ نکلتا ہے اوپر ایک قوم کے کہ نہیں کیا ہمنے واسطے اونکو
ورے اوس سے پردہ یہہ تو مغرب سے مشرق تک طے ارض کا ذکر ہوا اور مابین مغرب اور
مشرق کے طے ارض کا ذکر بھی یوں فرمایا حتی اذا بلغ بین السدین یعنے یہانتک کہ جب
پہنچا درمیان دو دیواروں کے چنانچہ تفسیر تبصیر الرحمن میں لکھا ہے ثم اتبع سببا یطوی الارض
عمابین المشرق والمغرب ولمقابلة اهلہ ودفع حیلهم۔

سوم۔ سد سکندری جو ابتک موجود ہے اور جس کا طول سو فرسخ اور اونچائی دو سو ذراع

اور عرض بقولے پچاس فرسخ ہے اور اس سد کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فما اسطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا لہ نقبا قال ھذا رحمۃ من ربی یعنے پس نہیں طاقت رکھتے یاجوج وماجوج کہ چڑھ آویں اوپر اوس کے اور نہیں طاقت رکھتے کہ سوراخ کریں اوس میں اور کہا ذوالقرنین نے کہ یہ صنعت دیوار کی رحمت پروردگار میرے سے ہے اور جس طرح وحی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذوالقرنین کو بطور الہام کے ثابت ہوئی ویسی ہی عرض معروض ذوالقرنین کی بجناب باری عز اسمہ قرآن شریف سے ثابت ہے چنانچہ قول ذوالقرنین کا اللہ تعالیٰ نے بجواب ہذا مذکور نقل فرمایا ہے قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا واما من آمن وعمل صالحا فلہ جزاء الحسنی وسنقول لہ من امرنا یسرا۔ یعنے کہا ذوالقرنین نے بجواب جناب باری عز اسمہ کی ایسے جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم اوس کو پھر پھیر جاوے گا طرف رب اپنے کی پس عذاب کریگا اوس کو عذاب بڑا اور ایسے جو شخص کہ ایمان لایا اور عمل کئے اچھے پس واسطے اوس کے بطور جزا کے ہے نیکی اور کہیں گے ہم کام اپنے سے آسانی۔

دلیل چہارم۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے فوجدا عبدا من عبادنا آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما یعنے پس پایا ان دونوں یعنے حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع نے جو رفیق موسی علیہ السلام کے تھے ایک بندے کو بندوں ہمارے سے یعنے خضر کو کہ دی تھی ہم نے اوس کو رحمت نزدیک اپنے سے اور سکھایا تھا ہم نے اوس کو اپنے پاس سے علم مفسرین نے حضرت خضر کی نبوت میں بھی اختلاف کیا ہے لیکن حضرت خضر کا نبی اعتقاد کرنا کئی وجہوں سے درست نہیں ہے۔ اول تو کسی جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اون کا نبی ہونا ذکر نہیں فرمایا اور نہ کہیں احادیث میں کہیں اون کا نبی ہونا مذکور ہے پس جب تک کہ کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہو تب تک کسی کی نبوت کا اعتقاد نہیں کیا جاسکتا۔ وجہ دوسری یہ ہے کہ اگر حضرت خضر نبی ہوتے تو وہ اپنی امت میں رہکر ہدایت اور ارشاد

امت میں مشغول ہوتے لیکن یہہ بات کسی روائیت سے ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت خضر نے
کسی امت کی ہدائیت ودعوت فرمائی ہو وجہ تیسری یہہ ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث صحاح
سے اون کی سکونت دریاؤں وغیرہ پر ثابت ہوتی ہے اور جنگلوں میں رہنا بھی پایا جاتا ہے
ایسی سکونت جنگلوں اور دریاؤں کی نبوت کے مخالف ہے کیونکہ نبی کا کام خلق اللہ کی ہدائیت
وارشاد ہے نہ جنگلوں اور دریاؤں میں رہنا پس صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر نبی نہیں
تھے ایک ولی تھے اولیاء اللہ میں سے جن کو اللہ تعالی نے علم لدنی عنائیت فرمایا تہا اسیکا نام
دوسرے لفظوں میں الہام ہے اور الہام بھی ایسا کہ قطعی اور یقینی کیونکہ خضر علیہ السلام نے
حضرت موسٰی کی مصاحبت میں وہ کام کئے جو ظاہرا خلاف شرع تھے کشتی کو توڑ ڈالا جس میں
ضرر ایک جماعت کا ظاہر میں تھا ایک معصوم بچہ کو قتل کر ڈالا - ایک غیر ضروری کام کو کسی
اجرت کے بغیر اپنے ذمہ لے لیا باوجود حاجت اجرت لینے کے - اگر الہام خضر ان امور
میں قطعی اور یقینی نہوتا بلکہ مظنون اور مشکوک ہوتا تو حضرت خضر کو کب جائز تہا کہ ایسے امور
خلاف شرع کا ارتکاب کرتے - اور نیز حضرت موسٰی کا آنا اون کی خدمت میں عبث ہو جاتا
علاوہ یہہ کہ قرآن مجید کے عرف میں علم اوسی چیز کا نام ہے جو قطعی اور یقینی ہو - اور وہ جو بعض
روایات میں حضرت خضر کا نبی ہونا آیا ہے چنانچہ ترہیب وترغیب منذری میں ایک
روائیت طویل بصفحہ ۴۷۶ اثبات نبوة حضرت خضر لکھی ہے وہ روائیت نہائیت ضعیف ہے
اول تو خود صاحب ترغیب وترہیب اوس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں وفیہ بعد دوسری
بصیغہ رُدی وہ حدیث بیان ہوئی ہے اور جو حدیث بصیغہ رُوی مجہول ترغیب وترہیب
میں بیان کی گئی ہے اوس کا حال خود مصنف نے اول کتاب میں لکھا ہے . واذا کان
فی الاسناد من قیل فیہ کذاب او وضاع او متہم او مجمع علی ترکہ او ضعفہ او ذاھب الحدیث
او ھالک او ساقط او لیس بشی او ضعیف جداً او لم ار فیہ توثیقا بحیث لا یتطرق الیہ
احتمال التحسین صدرتہ بلفظۃ روی الی آخرہ -

دلیل پنجم

ایضاً فرمایا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشراً سویاً قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیاً قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاماً زکیاً قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیاً قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امراً مقضیاً یعنے پس بھیجا ہمنے طرف اوس کی روح اپنی کو پس صورت پکڑی اوس نے واسطے اوس کے آدمی تندرست کی کہنے لگی تحقیق مین پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمن کے تجھسے اگر ہے تو پرہیزگار کہنے لگا سوا اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار تیرے کا تو کہ بخش جاؤں تجھکو لڑکا پاکیزہ کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھکو کسی آدمی نے اور نہیں ہیں بدکار کہا اسیطرح کہا پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے آسان ہے اور تو کہ کریں ہم اوس کو نشانی واسطے لوگوں کے اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے کام مقرر کیا ہوا فناداھا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریاً وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطباً جنیاً فکلی واشربی وقری عیناً فاما ترین من البشر احداً فقولی انی نذرت للرحمن صوماً فلن اکلم الیوم انسیاً پس پکارا اوس کو نیچے اوس کے سے یہہ کہ غم نکھا تحقیق کر دیا ہے پروردگار تیرے نے نیچے تیرے چشمہ اور ہلا طرف اپنی تنہ کھجور کو ڈالیگا اوپر تیرے کھجور تازی پس کہا اور پی اور ٹھنڈا رکھ آنکھوں کو پس اگر دیکھے تو آدمیوں میں سے کسی کو پس کہہ تحقیق مینے نذر کیا ہے واسطے رحمن کے روزہ پس ہرگز نہ بولوں گی آج کے دن کسی آدمی سے۔ یہہ وہ الہام الہی ہے جو اللہ تعالے نے حضرت مریم کو معرفت فرشتہ کی بھیجا۔ اور حضرت مریم بموجب مذہب صحیح کے نبیہ نہیں تھیں ولیہ تھیں۔ فتح البیان میں لکھا ہے والمتفق ان المنفی وحی الرسالۃ (لا مطلق الوحی) والوحی ھہنا انما ھو ببشارۃ الولد (لا بالرسالۃ) یعنے اسبات پر سب کا اتفاق ہے کہ اولیا کو وحی رسالت نہیں ہوتی نہ یہہ کہ مطلق وحی نہوتی ہو اور یہاں پر جو وحی ہوئی تو بشارۃ ولد کی وحی ہے نہ وحی رسالۃ کی۔ سورہ ال عمران میں بھی قصہ حضرت مریم کا بیان ہوا ہے۔

دلیل ششم - فرمایا اللہ تعالے نے واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفاک علی نساء العالمین یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین یعنے اور جسوقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ نے تجہکو پسند کیا اور ستہرا بنایا اور برگزیدہ کیا تجہکو اوپر تمام عالم کے لوگوں کی اے مریم فرمانبرداری کر واسطے پروردگار اپنے کے اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر ساتھہ رکوع کرنے والوں کے - تفسیر فتح الرحمن میں لکہا ہے والمعنی اذ قالت الملائکۃ مشافہۃ لہا بالکلام یعنے معنے یہہ ہیں جبکہ فرشتوں نے آمنا سامنے مریم سے یہہ کلام کیا - تفسیر تجسیر الرحمن میں لکہا ہے فیہ اشارۃ الی جواز تکلم الملائکۃ الولی ویفارق النبی فی دعوۃ النبوۃ یعنے اس میں اشارہ ہے طرف اوس کے کہ کلام کرنا فرشتوں کا ولی سے جائز ہے اور نبی ممتاز ہوتا ہے ولی سے دعوی نبوت میں بیضاوی میں لکہا ہے کلموہا شفاہا کرامۃ لہا یعنے کلام کیا فرشتوں نے حضرت مریم سے آمنا سامنے واسطے اون کی کرامت کے -

دلیل ہفتم ایضاً فرمایا اللہ تعالے نے اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی بن مریم یعنے جسوقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجہکو ساتہہ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اوس کا ہے مسیح عیسی بیٹا مریم کا - یہہ بشارت چہہ سات آیتوں تک جن کا آخیر ہذا صراط مستقیم ہے چلی گئی ہے - فتح الرحمن میں لکہا ہے القصہ این بشارت درحق عیسی علیہ السلام متحقق شد ویہود را بدین خود دعوت نمود الخ تک - آگے رہا حضرت مریم کا نبیہ ہونا سو وہ بالکل خلاف ہے بعض مفسرین جب دیکہتے ہیں کہ اللہ تعالے کا کلام والہام اولیاء پیشین کو ہوا تو بلا تامل قائل اون کی نبوت کے ہو جاتے ہیں حالانکہ الہام وکلام الہی درمیان انبیا اور اولیا کے مشترک ہے حضرت مریم کی نبوۃ مخالف ہے اس آیت کے فرمایا اللہ تعالی نے وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم اور نہیں بہیجے ہمنے پہلے تجہسے رسول مگر مرد کہ پہلے پہنچتے ہتے ہم طرف اون کی - یہہ آیت چند جگہ قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے پس قول نبوۃ حضرت مریم کا اس آیہ کے مخالف ہے -

دلیل ہشتم - ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذ اوحینا الی امک ما یوحیٰ ان اقذفیه فی التابوت فاقذفیه فی الیم فلیلقه الیم بالساحل یاخذہ عدو لی وعدو له - یعنی اور جس وقت کہ وحی ڈالی ہمنے طرف ماں تیری کی وہ چیز کہ وحی کیجاتی ہے یہہ کہ ڈالدے اوس کو بیچ صندوق کے پس ڈال دے اوس کو بیچ دریا کے پس چاہیئے کہ ڈال دے اوس کو دریا کنارے پر لے لیوے اوس کو دشمن میرا اور دشمن اوس کا - اوحینا کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے تفسیر بیضاوی فتح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہہ وحی یا تو بالہام تھی - یا خواب میں وحی کی گئی - یا فرشتہ کی معرفت نہ بطور نبوت کے جیسا کہ حضرت مریم کو ہوئی - یا انبیاء متقدمین کو یہہ وحی ہوئی تھی اور باخبار اون کے یہہ وحی والدہ موسیٰ کو پہنچی - اوّل - دوم - سوم صورت میں تو مطلوب حاصل ہے اور چوتھے پانچویں صورت خلاف ظاہر ہے اور صرف عن الظاہر بلا وجہ درست نہیں اسی واسطے جلالین نے صرف صورت الہام و منام کو اختیار کیا ہے اور کمالین میں نبی ہونے کو ام موسیٰ کے باطل کیا ہے چنانچہ لکھا ہے قوله مناماً او الهاماً فلا یلزم نبوة ام موسیٰ کما قیل ویحتمل ان یکون علی لسان ملک ولا یلزم ذالک نبوتها فان النبی من اوحی الیه باحکام الشریعة وبتبلیغها یعنے صاحب جلالین نے جو مناماً و الهاماً کے ساتھ اوحینا کو تفسیر کیا تو اس سے لازم نہیں آئے گی نبوت والدہ موسیٰ علیہ السلام کی جیسا کہ بعض کا قول ہے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ فرشتہ کی زبان سے یہہ وحی ہوئی ہو اور ایسی وحی بھی مستلزم نبوۃ والدہ موسیٰ کی نہیں کیونکہ نبی تو وہ شخص ہے جس کو احکام شریعت وحی کئے جاویں اور اون کی تبلیغ کا اوس کو حکم ہو - تیسیر الرحمٰن میں لکھا ہے اوحینا ای القینا بطریق الالهام - یعنے القا کیا ہمنے بطور الہام کے -

دلیل نہم - ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشریٰ فی الحیٰوة الدنیا وفی الاخرة لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک هو الفوز العظیم - خبردار ہو تحقیق دوست خدا کے نہیں ڈر اوپر اون کے اور نہ وہ غمگین ہونگے

جو لوگ کہ ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے واسطے اون کی ہے خوشخبری بیچ زندگانی
دنیا کے اور بیچ آخرت کے نہیں بدلنا کلام خدا کی کو یہی ہے مراد پانا بزرگ ۔ بشری میں مفسرین کا
اختلاف ہے بیضاوی میں لکھا ہے وهو ما بشر به المتقين في كتابه وعلى لسان نبيه وما يريهم
في الرؤيا الصالحة وما يسنح لهم من المكاشفات وبشرى الملائكة عند النزع یعنے بشری
وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے متقین کو اپنی کتاب میں اور احادیث نبویہ میں بشارت دی
ہے اور وہ یہی ہے جو اون کو رویا صالحہ میں دکھلا دیتا ہے اور وہ علوم جو اون کو مکاشفات سے ظاہر
ہوتے ہیں ۔ اور بشارت دینا فرشتوں کا اون کو وقت نزع کے ۔ جلالین وکمالین میں لکھا ہے
وفسرت اى البشرى في حديث رواه احمد والترمذى عن ابى الدرداء وصححه الحاكم بالرؤيا
الصالحة يراها الرجل المؤمن او ترى له یعنے تفسیر کی گئی ہے بشری کی ساتھ رویا صالحہ کے کہ دیکھتا
ہے اوس کو مرد مومن اپنے حق میں یا دکھلائی جاتی ہے وہ رویا واسطے اوس کے یعنے دیکھتا
ہے اوس کو مومن اپنے غیر کے حق میں اور اس حدیث کو روایت کیا ہے احمد اور ترمذی نے اور
صحیح کیا اس کو حاکم نے تفسیر فتح البیان میں بعد لکھنے ان سب معانی کے اور تخریج کرنے احادیث
متعلق رویا کے لکھا ہے کہ مراد بشری سے شامل بھی ہے دنیا میں اور کہا گیا ہے سوا اس کے
اور لفظ بشری کا ان سب معانی کو گنجایش رکھتا ہے ۔ یعنی لفظ بشری کا عام ہے تخصیص اوس کی
بلا مخصص کے درست نہیں پس مکاشفات اور رویا صالحہ والہام سب بشری میں داخل
ہیں جیسا کہ بیضاوی سے مفہوم ہوتا ہے اور حدیث میں جو تفسیر بشری کے ساتھ رویا صالحہ کے
کی گئی ہے وہ ایک فرد ہی بشری کے افراد سے جس سے تخصیص ثابت نہیں ہوتی ۔ اور اگر یہ تخصیص
بھی تسلیم کیا جاوے تو بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ رویا صالحہ بھی ایک صورت ہے سو الہام سے اخرج
احمد والبیہقی عن ابن عمر مرفوعا قال الرؤيا الصالحة يبشر بها المؤمن جزء من ستة واربعين
جزءا من النبوة فمن رأى ذلك فليخبر بها الحديث یعنے روایت کیا احمد اور بیہقی نے ابن عمر سے
بطور مرفوع کے فرمایا رویا صالحہ کہ جس کے ساتھ مومن بشارت دیا جاوے نبوۃ کی چھیالیس جزو

ہیں سے ایک جزو ہے یعنے چھیالیسواں حصہ نبوۃ کا ہے پس جو شخص ایسی رویا دیکھے تو
چاہیئے کہ بیان کرے اوس کو اور بہت سی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رویار صالحہ اجزار
نبوۃ میں سے ایک جزو ہے ۔ اب میں بحث الہام کو زیادہ طول نہیں دیتا آئندہ کسی حصہ
میں انشاء اللہ تعالے مفصل لکھوں گا یہاں پر صرف ان دلائل عشرہ پر اکتفا کیا گیا وتلک
عشرۃ کاملۃ ۔ مولانا صاحب آپ جو فرماتے ہیں (کہ کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ حضرت خضر
علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنے ایسی مکاشفات کا اشتہار دیا ہو) اوس کی نسبت یہہ
گذارش ہے کہ اول تو حضرت خضر ہی بمقابلہ حضرت موسیٰ جیسے نبی جلیل القدر کے اوس الہام
کو جو بظاہر بحسن مخالف عقل و نقل تھا علی الفور برملا عمل میں لائے اور اوسپر پھر یہہ علاوہ ہوا کہ
پروردگار جل و علا نے اوس کے قصہ مفصل کو اپنی کلام پاک میں درج فرما کر ایسا مشتہر کیا
کہ کوئی بستی اور کوئی قریہ اور رویہ اب باقی نرہا ہوگا جسمیں وہ الہامات برملا نہ پڑھے جاتے
ہوں اور پھر رسول کریم نے اپنی احادیث صحیحہ میں بھی اوس کا اعلان کیا اور تمام محدثین نے
اپنی کتب حدیث میں درج کر کر تمام دنیا میں مشتہر کیا ۔ اور مترجمین نے توجہ ہی کر دی کہ اردو
فارسی مختلف السنہ میں اوس کو شہرت دیدی اور حضرت مسیح الزمان نے تو کمال ہی درجہ
اشتہار دیا کہ تمام دنیا کے لوگوں کو بلکہ نئی دنیا کے لوگوں کو قرآن مجید مندرجہ اون الہامات
کیطرف دعوت کرنی شروع کر دی تو وہ الہامات خضر علیہ السلام بھلا کیوں کر مخفی رہ سکتے ہیں
اور سنئے تو آپنے بھی عنوان نمبر ۱ جلد ۱۲ کا انگلستان میں اسلام قایم کریا اور صفحہ ۳۲۴ وغیرہ
میں حکایتاً عن شیخ انگلستان کلیم اللہ آپ لکھتے ہیں کہ وہاں ایک ممبر کے اوپر ایک قرآن
رکھا ہوا ہے ایضاً حکایتاً عن شیخ کلیم اللہ اور جب میں انگلستان پہنچا تو پہلی کتاب جو میں نے
وہاں خریدی قرآن کا ایک انگریزی ترجمہ تھا وغیرہ وغیرہ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہہ
وہی قرآن مجید ہے جسمیں الہامات خضر مندرج ہیں یا کوئی اور قرآن ہے اگر وہی قرآن مشمولہ
الہامات خضر ہے تو پھر آپ یہہ کیا بطور معما فرماتے ہیں کہ کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ حضرت

خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنی ایسی مکاشفات کا اشتہار دیا ہو اِنّ ھٰذا الشیٔ
عجاب مولانا آپ کی اس نمبر پارہ میں جو تقریر ہے وہ ایسی ہے کہ اگر اوس کو لغز او چیستان
کہوں تو بھی بجا ہے اور اگر معما ربدرچاح لکہوں تو بھی زیبا ہے ۔ ہان مجھے خوب یاد آیا آپ ہی
تو اپنے رسالہ کو ہیچ معما تجویز فرما چکے ہیں (بہلا کس جگہ) وہاں پر جہاں آپنے لکہا ہے کہ حضرت
مسیح الزماں جیسے شخص بھی آپ کے رسالہ کو بغیر آپ کے سمجہائے ہوئے خود بخود نہیں سمجھ
سکتے اور فہم اوس کا صرف آپ ہی کو عطا ہوا ہے حیث قلت صاحب البیت ادریٰ
بمافیہ اور اوس کے سمجھنے کے لئے اس ہیچمدان نے بہی تجویز نکالی ہے کہ پیکٹ پوسٹ کے
ساتھ ملفوف ہوکر بذریعہ ڈاک آپ بہی روانہ ہوا کریں مولانا گستاخی معاف ہو یہہ باتیں میں
اپنی طرف سے نہیں کر رہا ہوں یا تو آپ کی کلام کے لوازم میں سے ہیں یا مفہوم ہیں ۔ اور
بعض منطوق بھی ہیں پہر میرا اس میں کیا قصور ہے نقل کفر کفر نباشد مثل مشہور ہے ؎
وہی کہوں گا جو ہوگا بجا سنو نہ سنو ۔ نہیں وہ میں کہ میری التماس بیجا ہو ۔ اور حضرت اقدس
مرزا صاحب کو کسی کے ماننے نہ ماننے کی کیا پروا ہے کلا یخافون لومۃ لائم اللہ کیواسطے
اون کی شان اور صفت ہے ۔

تتمہ بحث الہام ۔ ایہا الناس اگرچہ کلام میرا اس قول کے ذیل میں طویل ہوگیا مگر
اس جگہ ایک تہوڑی سی عرض ہے تتمہ بحث الہام اور سنلیجئے وہو ہذا ۔ اولاً الہام سے
آپ کو ثابت ہوا ہوگا ۔ کہ الہام بہت بڑا اسباب علم کا ہے کہ اوس سے بڑہکر کوئی اور
اسباب علم کا ہی ہی نہیں لیکن علماء ظاہر نے بسبب ایک مصلحت عامہ کے اوس کو اسباب
علم سے قرار نہیں دیا ۔ اور جبکہ اسباب علم سے ہے تو حجت شرعی بھی ہوا لیکن واسطے
مصلحت حفظ شریعت کے اور نیز اس سبب سے کہ ہر وقت اور ہر کسی پر نازل نہیں ہوتا
اور اگر نازل بہی ہوا تو لبسا اوقات کامل النور جو مصداق ہو تمہ یحکم اللہ آیاتہ کا نازل نہیں ہوتا
علماء ظاہر نے اوس کو حجت شرعی نہیں گردانا اب اگر کسی وقت خاص میں اوس کی ضرورت

آپڑے واسطے تائید وحقیت کتاب اللہ اور نبوۃ محمدیہ کے۔ اور بر عایت مصلحت عامہ اللہ
تعالی اپنے کسی بندہ خاص کو الہام کے ساتھ مشرف فرماوے تو یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ الہام اسباب
علم سے نہو اور حجت شرعی نگردانا جاوے۔ یہہ اس قاعدہ کا ما علیہ ہے جو مختصر بیان کیا گیا۔ اب یہی
یہہ بات کہ نتیجہ قاعدہ مذکورہ بھی نہ فوت ہو اور الہام اسباب علم سے اور حجت شرعی ہوجاوے
سو اوس کی نسبت یہہ گذارش ہے کہ جس شخص کو ہم متبع کتاب و سنت پاویں اور متقی و پرہیزگار اور
واسطے اثبات حقیت کتاب اللہ اور نبوۃ محمدیہ کے دعوی الہام بھی کرتا ہو اور اس دعوی کے ساتھ
کوئی آسمانی نشان بھی ہمکو دکھا دیوے تو بالضرورۃ الہام اوس کا ہم پر حجت ہوجاوے گا کیونکہ ایسا
الہام تو وہی علم لدنی ہے جس کو وحی کہا گیا ہے۔ علماء ظاہر نے تادباً اوس کا نام وحی نہیں رکھا
حدیث میں جو وارد ہے کہ لا نبی بعدی ہے نہ لا وحی بعدی اور یہہ الہام کامل النور ہرگز ہرگز جھوٹے
پر نازل نہیں ہوگا اور نہ اوس کی تائید آسمانی نشان سے کیجاویگی بلکہ وہ تو بالآخر ہلاک ہوگا۔ فرمایا
اللہ تعالی نے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ اور
فرمایا ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب الحاصل اوس الہام کامل النور کی پیروی سراسر
دلیل کی پیروی ہے نہ تقلید ناجائز فرمایا اللہ تعالے نے فبھدیھم اقتدہ ایضاً فرمایا اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور انعمت علیھم کی تفسیر خود اللہ تعالی نے فرمائی ہے
من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین پس ثابت ہوا کہ جس طرح پر تصدیق انبیا اور
اور اون کا اقتدا بسبب اصل و مقتدا ہونے کے واجب ہے اسیطرح پر صدیقین اور شہدا و صالحین
کا اقتدا بسبب تابع اور مقتدی ہونے اون کے ضروری ہے۔ استفتا بخدمت علماء دین
تصدیق انبیا علیہم السلام کی کیونکر حاصل ہوسکتی ہے۔ اگر یہی قاعدہ مذکورہ واسطے تصدیق کے
کافی ہے یعنے اگر اپنے دعوی نبوۃ پر آسمانی نشان دکھلا سکیں تو وہ نبی صادق ہیں و الا کاذب
تو واسطے تصدیق ولایت و الہام اولیا کے بھی کافی ہوگا کیونکہ مرتبہ ولایت مرتبہ نبوۃ سے ادنی
بدرجہا ہے اور اگر یہہ قاعدہ تصدیق ولایت کیواسطے کافی نہیں تو بضرور واسطے تصدیق نبوۃ

یستنبطونه کے کیوں کی گئی ہے ظواہر قرآن مجید کے علم میں سب اہل لسان برابر ہیں۔ اور پھر قول
ابو درداء کے کیا معنے ہیں لا یفقه الرجل حتی یجعل للقرآن وجوها اور اس قول ابن مسعود سے
کیا مراد ہے من اراد علم الاولین والآخرین فلیثور القرآن۔ اور اب ختم و درستی بناؤ کتاب براہین احمدیہ
کو دیکھیے تو ثبوت دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ اوس میں قرآن مجید سے ہی اخذ کئے گئے ہیں جس کے
بے نظیر ہونے کا آپ بھی اقرار کر چکے ہیں اور ہر مسلمان کے دل میں اوس کی محبت پیدا ہونے کیواسطے
آپ دعا بھی کر چکے ہیں اور میرے حق میں آپ کی دعا مستجاب بھی ہو چکی ہے۔ پس جو دلائل براہین
جو حضرت مسیح الزمان نے قرآن مجید سے استنباط لیے ہیں سلف صالحین سے کب منقول ہیں اور اگر آپکی
مراد نیچریت اور باطنیت سے یہہ ہے کہ مخالف نصوص صحیحہ اور قواعد عربیہ کے ہیں تو آپ مخالفت
بالتفصیل ثابت کیجیے جواب تفصیلی اوس کا دیا جاوے گا۔ اور پھر یہہ گذارش ہے کہ حضرت مسیح الزمان
جو معارف فرقانیہ اور اسرار قرآنیہ سوائے اون معانی کے جو ظواہر ہیں تحریر فرماتے ہیں اوس میں اکثر
جگہ تصریح فرما دیتے ہیں کہ ظاہری معنی تو وہی ہیں جو مشہور و معروف ہیں لیکن اشارہ ان اسرار معارف
کیطرف بھی ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں بصفحہ ۱۵۳ فرماتے ہیں اور اسیطرف ایک لطیف اشارہ ہے
خدا تعالی نے اپنی پاک کلام میں فرمایا ہے انا انزلناه فی لیلة القدر سو یہہ لیلة القدر اگرچہ مشہور معنوں
کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی
ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلة القدر کا ہی حکم رکھتی ہے آخر تک بلفظہ اب
بتلائیے اس میں کون سی نیچریت اور باطنیت ہے ریویو سابقہ میں آپ ایسے اسرار و معارف
کو تسلیم کر چکے ہیں اور اسی بناء پر کتاب کا بے نظیر ہونا آپ نے فرمایا ہے پھر اب کیوں معترض ہوتے ہیں
شرح عقائد وغیرہ میں لکھا ہے واما ما ذهب الیه بعض المحققین من ان النصوص مصروفة علی
ظواهرها ومع ذلك فیها اشارات خفیة الی دقائق تنکشف علی ارباب السلوك یمكن التطبیق
بینها وبین الظواهر المرادة فهو من كمال الایمان ومحض العرفان معہذا حضرت اقدس مسیح
نے رسائل میں کوئی نئی بات بھی نہیں لکھی بلکہ اس قسم کے حقائق و دقائق کتب مسلمہ تصوف میں

مذکور ہیں احیاء العلوم اور فصوص اور فتوحات وغیرہ کو دیکھو یہہ اعتراض آپ کا مبنی ہے اونپرقدرت کے کتب تصوف اہل حق ہے۔ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست۔ صدق اللہ فی الحدیث قال ما فرطنا فی الکتاب من شئی ایضاً قال ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔

قولہ صفحہ ۷۷۔ اب اس قسم کا اقبال واقرار آپ کے لئے مفید نہیں ہوسکتا الخ۔

اقول۔ اس کا جواب تفصیلی تو حصہ اول میں کسیقدر گذرچکا اور جب آپ ریویو میں بالتفصیل اعتراض کریں گے اوس وقت بھی جواب تفصیل مع الزیادۃ دیا جاوے گا بالفعل یہہ گذارش ہے کہ اگر آپنے اون روایات کو جن میں مقام نزول مسیح بن مریم مختلف آیا ہے سب کو ترک کردیا ہے اور صرف یہی روایت مشرق دمشق اختیار کی ہے اورحفظت شیئا وغابت عنک اشیاء کے مصداق بنے ہیں۔ تو معہذا اوہر سے یہہ گذارش ہے کہ اس میں آپ کو کیا تعجب ہے۔ قادیان ازروئے جغرافیہ دمشق کے مشرق کیجانب واقع ہے نقشہ اورجغرافیہ دیکھ لو قال مسیح الزمان ع از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار۔ چوں خود زمشرق است تجلی نیرم۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک نظر آپ کی بہت قاصر ہے جو صرف ایک روایت مشرق دمشق کی آپ تحریر فرماتے ہیں باقی روایات کی طرف نظر نہیں یا اون سے ذہول ہے جب روایات مختلفہ دربارہ مقام نزول کیطرف رجوع کروگے تب ہم آپ سے وجہ توفیق وتطبیق دریافت کریں گے پہر ہم آپ سے اوس وجہ جامع میں کلام کریں گے یا رہا تی صحبت باقی اوالباقی عند التلاقی۔

قولہ صفحہ ۷۷۔ میں سچ لکھتا ہوں جس قدر آپ کے اس بیان قال اللہ وقال الرسول سے لوگوں کو آپ پر بدگمانی ہوگئی ہے اور اون کے دلوں میں آپ کی عداوت کی آگ مشتعل ہوئی ہے اس قدر آپ کے اس مجرد دعوے سے کہ میں مسیح ہوں ہرگز نہوتی الخ

اقول پہر مولانا صاحب آپ کے دل میں مجرد اس دعوی مرزا صاحب سے کہ میں مسیح موعود ہوں وہ عداوت کی آگ کیوں مشتعل ہوئی یہہ اشتعال تو آپ کے دل میں اوس وقت

نوٹ ایک معطوب اللفسب نابع حیات نفسانیہ بالکل ظاہر پرست آدمی کو الٰہیات سے کیا نسبت۔ ایڈیٹر

-ہے پیدا ہوا ہے کہ آپنے جبرئیل - لیلۃ القدر - نزول قبض ارواح وغیرہ کے معنی جو توضیح المرام
میں لکھے ہیں دیکھے بھی نہیں ہیتے چنانچہ خط اول آپ کا شاہد ہے جو میرے نام ہی آپنے روانہ کیا تھا

قولہ صفحہ ۲۷۷ - یہہ تاویل نزول بھی صریح انکار حدیث نزول سے بدتر ہے الخ

اقول - نزول کے معنے جو حضرت مسیح الزمان نے لکھے ہیں وہ معنے تاویلی نہیں ہیں بلکہ معنے
نزول وہی ظاہر اور معروف عند اہل اللسان ہیں دیکھو کتب لغت موجود ہیں لفظ منزل جگہ اوترنے
مسافر کو ہی کہتے ہیں تحقیق اس کی مع شواہد گزر چکی ہے - اور سچ مچ کے مسیح جو آپ کے خیال میں ہیں
اون کا اوترنا بحیثیت کذائیہ جیالیہ دلائل نقلیہ و نیز عقلیہ سے خلاف ثابت ہو چکا نہ تو مسافرانہ طور پر
دمشق میں اوترنے سے سچ مچ کا کوئی مسیح ہوسکتا ہے اور نہ اور کسی تدبیر سے البتہ جو براہین کہ سچ مچ
کے مسیح کے نہ اوترنے پر قائم کی گئی ہیں آپ اون کو توڑ دیجیے اور پھر اپنے خیال کے بموجب مسیح
ابن مریم کو بوجود عنصری آسمان پر سے اوتار دیجیے اور ہم کو دکھا دیجیے تب سچ مچ کے مسیح کے اوترنے کا
نام لیجیے ود ونہ خرط القتاد ہ اور امتحان بغیر تو یہہ آپکا غلام قائل نہیں ہو قبلہ کبھی شیخ و شاب کا -

قولہ صفحہ ۲۷۷ - اس میں آپ اپنی اس تاویل دجال پر پردہ ڈال کر یہہ جتانا چاہتے ہیں کہ سچ مچ
کے دجال سے ہم کو انکار نہیں شائد کوئی ہو الخ

اقول - لفظ دجال میں بہی کوئی تاویل نہیں کی گئی ہے معنی لغوی جو اوس کے ہیں قوم بزرگ
یا با اقبال وغیرہ کی وہی مراد ہے - دیکھو کتب قاموس وغیرہ و شروح حدیث کو غایۃ الامر بعض
احادیث کا یہہ ہے کہ منجملہ دجاجلہ متعددہ کے ایک دجال اکبر بھی ہوگا لاکن صحابہ کا ہرگز اسبات
پر اجماع نہیں کہ دجال آخری زمانہ میں ہی پیدا ہوگا اور مسیح بن مریم اوس کے قتل کرنے
کے لئے آسمان سے بوجود عنصری اوترے گا بلکہ مختلف روایات پائے جاتے ہیں اور بعض
صحابہ کا مذہب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکے ہیں اور دجال بھی فوت ہو چکا
ہے ابہی تنگ نظر تمہاری کتب حدیث و لغت وغیرہ میں قاصر ہے زید عمر بکر کے غل غپاڑہ
سے ایسی باتیں جو موجب پردہ دری آپ کے علم کی ہیں کر رہے ہو جب احادیث مختلفہ

ﻭﺁﺛﺎﺭ ﻣﺘﺨﺎﻟﻔﮧ ﮐﯽ ﻃﺮﻑ ﺭﺟﻮﻉ ﮐﺮﺩ ﮔﮯ ﺗﺐ ﺣﻘﯿﻘﺖ ﺣﺎﻝ ﺩﺟﺎﻝ ﮐﯽ ﺗﻢ ﭘﺮ ﮐﮭﻞ ﺟﺎﻭﮮ ﮔﯽ* ﺍﺑﮭﯽ ﺗﻤﮭ
ﻣﺮﺗﺒﮧ ﺗﻘﻠﯿﺪ ﻣﯿﮟ ﭘﮍﮮ ﮨﻮ ﺟﺐ ﻣﻘﺎﻡ ﺗﺤﻘﯿﻖ ﺗﮏ ﭘﮩﻨﭽﻮ ﮔﮯ ﺍﯾﺴﯽ ﮔﻔﺘﮕﻮ ﻣﺒﺘﺪﯾﺎﻧﮧ ﭘﺮ ﺗﻢ ﮐﻮ ﺧﺠﺎﻟﺖ ﻭﻧﺪﺍﻣﺖ
ﮨﻮﮔﯽ ؎ ﺑﻮﺋﮯ ﮔﻞ ﺑﮭﯽ ﺗﻮ ﻧﮧ ﻻﺋﯽ ﺗﺎ ﻗﻔﺲ - ﭼﻞ ﮨﻮﺍ ﮨﻮ ﺍﮮ ﺻﺒﺎ ﺩﯾﮑﮭﺎ ﺗﺠﮭﮯ ﺟﺐ ﺗﻢ ﺩﺟﺎﻝ ﻭﻏﯿﺮﮦ
ﮐﯽ ﻧﺴﺒﺖ ﺭﯾﻮﯾﻮ ﻣﯿﮟ ﺗﻔﺼﯿﻠﯽ ﮔﻔﺘﮕﻮ ﮐﺮﻭ ﮔﮯ ﺗﺐ ﺍﺩﮨﺮ ﺳﮯ ﺑﮭﯽ ﺗﻔﺼﯿﻠﯽ ﮔﻔﺘﮕﻮ ﮐﯿﺠﺎﻭﮮ ﮔﯽ ﺍﻭﺭ ﺍﮔﺮ ﺁﭖ ﮐﻮ
ﺑﮩﺖ ﺍﺿﻄﺮﺍﺏ ﮨﻮ ﺗﻮ ﺣﺼﮧ ﺍﻭﻝ ﺍﻋﻼﻡ ﮐﻮ ﺩﯾﮑﮭﻮ ﺍﻭﺭ ﺟﻮ ﺍﻭﺱ ﻣﯿﮟ ﺑﺎﺑﺖ ﺩﺟﺎﻝ ﮐﭽﮭ ﺍﻧﺪﮐﮯ ﺗﺤﻘﯿﻖ ﮐﯽ ﮔﺌﯽ
ﮨﮯ ﺍﻭﺱ ﮐﻮ ﺩﻻﺋﻞ ﺳﮯ ﻣﺤﻘﻘﺎﻧﮧ ﻃﻮﺭ ﭘﺮ ﺗﻮﮌﻭ ﻭﺭﻧﮧ ﺍﯾﺴﯽ ﻧﮑﺘﮧ ﭼﯿﻨﯿﻮﮞ ﺳﮯ ﺁﭖ ﮐﯽ ﮐﯿﺎ ﮨﻮﺗﺎ ﮨﮯ ؎
ﻭﮐﻢ ﻣﻦ ﻋﺎﺋﺐ ﻗﻮﻻ ﺻﺤﯿﺤﺎ - ﻭﺁﻓﺘﮧ ﻣﻦ ﺍﻟﻔﮩﻢ ﺍﻟﺴﻘﯿﻢ -

ﻗﻮﻟﮧ - ﺍﺱ ﺳﮯ ﮨﻢ ﺍﺱ ﺣﺪﯾﺚ ﮐﮯ ﺟﺲ ﻣﯿﮟ ﺩﺟﺎﻝ ﮐﺎ ﺍﻭﺭ ﻣﺴﯿﺢ ﺑﻦ ﻣﺮﯾﻢ ﮐﮯ ﻧﺰﻭﻝ ﮐﺎ ﺫﮐﺮ ﮨﮯ
ﺍﻭﺭ ﺍﺳﯽ ﻣﺴﯿﺢ ﺑﻦ ﻣﺮﯾﻢ ﮐﮯ ﮨﺎﺗﮭ ﺳﮯ ﺩﺟﺎﻝ ﮐﮯ ﻣﺎﺭﮮ ﺟﺎﻧﯿﮑﺎ ﺫﮐﺮ ﮨﮯ - ﮐﺐ ﻣﺼﺪﻕ ﺑﻨﺘﮯ ﮨﯿﮟ ﺍﺱ ﮐﯽ
ﺗﻔﺼﯿﻞ ﺑﮭﯽ ﺭﯾﻮﯾﻮ ﻣﯿﮟ ﮨﻮﮔﯽ -

ﺍﻗﻮﻝ ﺟﺲ ﻃﺮﺡ ﺍﻣﺎﻡ ﺍﻟﺪﻧﯿﺎ ﻓﯽ ﺍﻟﺤﺪﯾﺚ ﺍﻣﺎﻡ ﺑﺨﺎﺭﯼ ﺟﻮ ﺍﻥ ﺍﺣﺎﺩﯾﺚ ﮐﻮ ﺍﭘﻨﯽ ﮐﺘﺎﺏ ﺟﺎﻣﻊ ﺻﺤﯿﺢ ﺑﺨﺎﺭﯼ
ﻣﯿﮟ ﻻﺋﮯ ﻣﻌﮩﺬﺍ ﺍﻥ ﺍﺣﺎﺩﯾﺚ ﮐﮯ ﻣﺼﺪﻕ ﺑﻦ ﺳﮑﺘﮯ ﮨﯿﮟ ﺍﻭﺳﯿﻄﺮﺡ ﺣﻀﺮﺕ ﻣﺴﯿﺢ ﺍﻟﺰﻣﺎﻥ ﺑﮭﯽ
ﺍﻥ ﺍﺣﺎﺩﯾﺚ ﮐﮯ ﻣﺼﺪﻕ ﮨﻮ ﺳﮑﺘﮯ ﮨﯿﮟ ﺍﻭﺭ ﭘﮭﺮ ﺑﮭﯽ ﮔﺰﺍﺭﺵ ﮨﮯ ﮐﮧ ﺍﻥ ﺍﺣﺎﺩﯾﺚ ﻣﯿﮟ ﺟﻮ ﺑﺎﮨﻢ ﺍﺧﺘﻼﻑ
ﺍﻭﺭ ﺗﻌﺎﺭﺽ ﮨﮯ ﺍﻭﻥ ﻣﯿﮟ ﮐﻮﺋﯽ ﻭﺟﮧ ﺗﻮﻓﯿﻖ ﻭﺗﻄﺒﯿﻖ ﮐﯽ ﺑﮭﯽ ﺁﭖ ﭘﯿﺪﺍ ﮐﺮﯾﮟ ﮔﮯ ﯾﺎ ﻧﮩﯿﮟ [illegible]
ﺍﮨﻤﺎﻝ ﻭﺗﺮﮎ ﺍﺣﺎﺩﯾﺚ ﮐﺜﯿﺮﮦ ﮐﺎ ﻻﺯﻡ ﺁﺋﮯ ﮔﺎ ﺍﻭﺭ ﻣﺼﺮﻋﮧ ﻣﺬﮐﻮﺭﮦ ﮐﮯ ﺁﭖ ﻣﺼﺪﺍﻕ ﭨﮭﮩﺮﯾﮟ ﮔﮯ ؎ ﺣﻔﻈﺖ
ﺷﯿﺌﺎ ﻭﻏﺎﺑﺖ ﻋﻨﮏ ﺍﺷﯿﺎﺀ ﺍﻭﻝ ﻭﮦ ﻭﺟﮧ ﺗﻮﻓﯿﻖ ﮐﯽ ﺑﯿﺎﻥ ﻓﺮﻣﺎﺋﯽ ﺟﺎﻭﮮ ﮨﻢ ﺗﺴﻠﯿﻢ ﮐﺮﯾﻨﮕﮯ
ﮐﯿﻮﻧﮑﮧ ﮨﻤﮑﻮ ﻭﮦ ﻭﺟﮧ ﺟﺎﻣﻊ ﻣﻀﺮ ﻧﮧ ﮨﻮﮔﯽ ﺍﻭﺭ ﺁﭖ ﮐﻮ ﻣﻔﯿﺪ ﻧﮧ ﮨﻮﮔﯽ ﺍﺱ ﮐﯽ ﺗﻔﺼﯿﻞ ﺑﮭﯽ ﮨﻢ ﺁﭖ ﮐﮯ ﺭﯾﻮﯾﻮ ﮐﮯ ﺟﻮﺍﺏ
ﻣﯿﮟ ﺍﻧﺸﺎﺀ ﺍﻟﻠﮧ ﺗﻌﺎﻟﮯٰ ﮐﺮﯾﮟ ﮔﮯ -

ﻗﻮﻟﮧ ﺻﻔﺤﮧ ۳۷۷ - ﺍﺱ ﻧﻔﯽ ﮐﻮ ﻧﺎﻇﺮﯾﻦ ﺧﯿﺎﻝ ﻣﯿﮟ ﺭﮐﮭﯿﮟ - ﺍﺱ ﻧﻔﯽ ﮐﮯ ﺳﺎﺗﮭ ﺁﭖ ﮐﺴﯽ ﺍﺛﺒﺎﺕ
ﺳﮯ ﺟﻮ ﺣﺪﯾﺚ ﻣﺴﯿﺢ ﮐﯽ ﻧﺴﺒﺖ ﻇﺎﮨﺮ ﮐﺮﯾﮟ ﻣﺜﺒﺖ ﻭﻣﺼﺪﺍﻕ ﻧﮩﯿﮟ ﮨﻮ ﺳﮑﺘﮯ ﺍﻟﺦ

---

* ﮨﻤﺎﺭﮮ ﺣﻀﺮﺕ ﻣﺮﺷﺪ ﻧﮯ ﺣﺎﻝ ﮐﮯ ﻣﺒﺎﺣﺜﮧ ﻣﻨﻌﻘﺪﮦ ﻟﺪﮬﯿﺎﻧﮧ ﻭﺭﺳﺎﻟﮧ ﺍﺯﺍﻟﮧ ﺍﻭﮨﺎﻡ ﻣﯿﮟ ﻣﻔﺼﻞ ﺍﯾﺴﯽ ﺗﺸﻔﯽ ﺑﺨﺶ ﺑﺤﺚ ﮐﯽ ﮨﮯ ﻧﺎﻇﺮﯾﻦ ﻭﮨﺎﮞ ﺩﯾﮑﮭﯿﮟ - ﺍﯾﮉﯾﭩﺮ -

قول خیال میں رکھو یا نہ رکھو ہم تینوں حواشی کا رد لکھ چکے ہیں۔

قولہ صفحہ ۳۷۷۔ احادیث کا زور آپکو ہمارے ریویو سے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

اقول۔ آپ کے خیال نزول مسیح کیواسطے کسی حدیث میں زور نہیں صرف آپ کے خیالات کا زور ہے کہ بوجود عنصری آسمان پر سے منارہ شرقی دمشق کے اوپر اوتریں گے ریویو کی جواب میں اس کا رد تفصیلی طور پر ہوگا۔

قولہ صفحہ ۳۷۷۔ اس لفظ سے آپنے ہندؤں اور عیسائیوں کے اس دعوی کو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ مدد دی اور اہل اسلام کے اُن بیانات کی طرف توجہ نکی کہ اسلام اپنی صداقت سے پھیلا ہے۔

اقول یہہ آپ کے مسلک کے بموجب کہا گیا ہے ورنہ ہمارے نزدیک تو بموجب اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے اس مسیح موعود کی ایک عمدہ صفت یہہ ہے کہ یضع الحرب او یضع الجزیۃ اور یہہ عرض ہے کہ اسلام کی اپنی صداقت کے پھیلنے میں اور سیفی طاقت کے موجود ہونے میں کیا تناقض ہے کیا آپ کے نزدیک زمانہ آنحضرت علیہ السلام و خلفاء راشدین وغیرہ میں سیفی طاقت بہی نہی اسلام میں اپنی صداقت ذاتی نہیں تہی۔ اور حضرت مسیح الزمان کا تو کام ہی یہی ہے کہ اسلام کو صرف اپنی صداقت ذاتی سے تمام دنیا میں پہیلا دیں نہ سیفی طاقت سے۔ مولنا میں حیران ہوں کہ ایسی نزاع لفظی اور بیجا نکتہ چینیوں سے آپ کی کیا غرض ہے۔ یہہ اعتراضہا بیجا تو حسب تنازع فیہا سے کچھ بہی علاقہ نہیں رکہتے صرف کاغذ کا سیاہ کرنا اور اپنے نامہ اعمال کا تباہ کرنا ہے مگر میں انشاء اللہ تعالیٰ بحکم الوزر علی البادی کے اس کے جواب ترکی بہ ترکی میں ماجور ہونگا نہ موزور۔

قولہ صفحہ ۳۷۷ میں نے سمجہانے کا وعدہ نہیں کیا صرف یہہ وعدہ کیا ہے کہ میرے مان لینے کے بعد وہ آپ پر معترض نہ ہونگے اور معاضہ نکریں گے۔

اقول۔ ناظرین اس نکتہ چینی فضول کو بہی ملاحظہ فرماویں۔ مولنا صاحب نے اپنے خط میں یہہ وعدہ کیا ہے کہ میں مولوی عبد الجبار صاحب اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب کو خاموش اور غیر معارض اور غیر معترض کر دونگا انشاء اللہ تعالیٰ فقط اب میں دریافت کرتا ہوں کہ بغیر سمجہانے آپ انکو

کیونکر خاموش و غیر معارض اور غیر معترض کردیویں گے آیا اون پر کوئی جادو کیا جاویگا یا کوئی منتر پڑھا جاویگا ظاہر ہے کہ آپ ساحر اور راقی تو نہیں ہیں پس آپ اونکو کچھ فہمائش ہی کریں گے اور سمجھاویں گے پہر یہہ نکتہ چینی بیجا آپ کیوں کرتے ہیں کہ ہمنے سمجھانے کا وعدہ تو نہیں کیا۔

کوئی مخالف اور منکر جو معارض اور معترض ہو بغیر سمجھائے اور سمجھے کیونکر خاموش غیر معترض اور غیر معارض ہو سکتا ہے۔ ناظرین کو ایسے اعتراضوں اور نکتہ چینیوں سے بخوبی ثابت ہو گیا ہوگا کہ مولویصاحب کو تحقیق مسئلہ متنازعہ فیہا ہرگز منظور نہیں ہے۔ اس طول لاطائل سے صرف یہہ علت غائی معلوم ہوتی ہے کہ ناظرین کو گورکھ دہندے میں پھنسا دیا جاوے تا کہ رسالہ اون کا ایک مدت دراز تک بہت اشتیاق سے خریدا جاوے۔ لیکن ایسی نزاع لفظی اور بیجا نکتہ چینیوں سے ہم کو کچھ پروا نہیں ؎ کچھ کام نہیں پیچ و خم زلف دوتا سے ۔ کہا یا کہ ہیں سیکڑوں اب میری بلا سے ۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۔ لفظ فقط کا ہم مطلب نہیں سمجھتے کہ کیا ہے الخ

اقول ۔ ہرگز کسیطرح ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح کا دوبارہ جسمانی طور سے آسمان سے اوترنا حضرت مرزا صاحب نے الہام سے لکہا ہے تفصیل اس کی مع الدلیل عنقریب آتی ہے فانتظرہ ۔

قولہ صفحہ ۱۸۳۔ یہہ حدیث صحیح بخاری میں بصفحہ ۵۵۱ منقول ہے الی قولہ گر اس حدیث سے آپ کے سابق اعتقاد نزول جسمانی مسیح علیہ السلام کو کوئی تعلق نہیں ہے [illegible] تاویل سے نہ تہا بلکہ نصوص صحیحہ سے ۔

اقول ۔ اول آپ یہہ ثابت کیجئے کہ حضرت مسیح الزمان نے کس جگہ پر اس اعتقاد کو نصوص صحیحہ سے ثابت کیا ہے اور کہاں لکھا ہے کہ یہہ اعتقاد نصوص صحیحہ سے ثابت ہے یہہ آپکا محض افترا ہے اور پہر میں یہہ دریافت کرتا ہوں کہ وہ نصوص صحیحہ آپ کے نزدیک الہامی ہیں یا غیر الہامی اگر غیر الہامی ہیں تو وہ نصوص ۔ نصوص مانحن فیہ سے ہی نہیں ۔ اور اگر الہامی ہیں تو یہہ اعتقاد مبنی بر تاویل ہوا کیونکہ کسی حدیث صحیح مرفوع میں منطوقاً یہہ نہیں وارد ہوا کہ حضرت عیسیٰ بجسمہ العنصری آسمان سے بحیثیت کذائی جو مشہور ہے نازل ہونگے پس اعتقاد مشہور کا ثبوت

احادیث متنازعہ فیہا سے تباویل ہوا جو بالآخر خلاف واقع نکلا معہذا اس میں کسی پر اعتراض بھی وارد
نہیں جیسا کہ اول وہلہ میں خیال یمامہ کیطرف گیا مگر بالآخر معلوم ہوا کہ مصداق اوس کا وہ نہیں تہا بلکہ مصداق
اوس کا مدینہ نکلا اسی تعلق سے حضرت مسیح الزمان نے اس حدیث کیطرف اشارہ فرمایا اور ارشاد کیا
کہ خود ملہم لوگ بغیر سمجہائے نہیں سمجھتے اور فہم عبارات الہامی میں خود ملہمین سے خطا واقع ہو سکتی
ہے اگر یہ بھی احادیث متنازعہ فیہا کا مطلب جیسا کہ مشہور تھا ویسا ہی سمجھا اور بالآخر وہ مطلب خلاف
نفس الامر نکلا تو اوس میں کوئی استبعاد نہیں ہے ۔ **قولہ** صفحہ ۲۸۱ ۔ سیاق عبارت صفحہ ۴۹۹
براہین احمدیہ او ۔ اوس کا ایک فقرہ اس بیان سامی کے الہامی ہونے پر شاہد ہے الخ
اقول نہ سیاق شاہد ہے اور نہ سیاق آئندہ ثابت کیا جاوے گا کہ یہ محض آپ کی رائے کی خطا
ہے جو ہمیشہ آپکی رائے کو لازم ہے ع دیلا ذمت الخطاء بکل داہی ۔ لعمری انت اذکی الاذکیاء
قولہ صفحہ ۲۸۱ ۔ تواضع ۔ صبر تہذیب اور نرمی کا ایک نمونہ یہی پرائیویٹ اور دوستانہ مراسلت ہے
جس میں آخر آپ ایسے گہبرا گئے ہیں کہ اپنے مخاطب کے خیال اور استدلال کی نسبت لہو ولعب کے
الفاظ استعمال کر گئے ہیں الخ **اقول** ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت اقدس نے اپنے خط نمبر ۲
میں آپکے خیال و استدلال کی نسبت ہرگز ہرگز لفظ لہو ولعب استعمال نہیں کیا اگر اوس خط کی عبارت
پر نظر ثانی ہی کر لی ہوتی تب ہی یہ نکتہ چینی کی ہوتی یا آپ ایسے عالم ہیں کہ کسیکی عبارت اور کلام کا
مطلب جو آپ [illegible] کی توڑ دے لیویں ہمنے تو سنا تھا
یہہ سنا ہے کہ علم تابع معلوم کا ہوتا ہے نہ تابع عالم کا البتہ حکم تابع حاکم کا ہوتا ہے پہر آپ کیسے عالم ہیں کہ علم
تابع اپنی خواہش اور ہوا کا کرتے ہیں نہ تابع معلوم کا ۔ مجکو اندیشہ ہے کہ اس ناچیز کی تحریرات پر بھی بلا تدبر
اور تعمق کے کہیں ایسے ہی اعتراضوں کے بوچہاڑ نکلا کر دسے غنچہ کو ل ڈالتے ہو چکی ہیں ۔ مجھکو ڈر ہے کہ
یوں ہی دل میں کہیں مل ڈالو ۔ اب عبارت حضرت مسیح الزمان کے روبرو ناظرین کے پیش کیجاتی ہے
اور ناظرین سے طالب انصاف ہے کہ اس عبارت ذیل سے حضرت اقدس نے اپنے الہامات کو مخاطب
کے نزدیک لہو ولعب ٹہرایا ہے یا مخاطب کے استدلال و خیال کو اپنے نزدیک لہو ولعب کہا ہے

وہی ہذا - آپ کا خط آج کی ڈاک میں مجھکو ملا اور اوس کے پڑھنے سے مجھکو بہت ہی افسوس ہوا کہ آپ
مکالمات الٰہیہ (یعنے میرے الہامات) کے امر کو لہو ولعب میں داخل کرنا چاہتے ہیں - ناظرین اوسکے
غور فرماویں کہ مولوی صاحب کی یہہ نکتہ چینی کیسی بیجا ہے - اور حضرت اقدس کے خطوط سے جو تواضع
صبر تہذیب - نرمی خاکساری - خداشناسی - اور روحانیت ہوا دیبا الله کے عنایات خاصہ سے
ہے وہ بہی ناظرین کو معلوم ہو گئی ہوگی اور اوس کا عکس ضد بھی جو مولوی صاحب کے خطوط سے
ثابت ہے وہ بہی مخفی نرہا ہو گا کیونکہ یعرف الاشیاء باضدادہا مقولہ مشہور ہے - یہہ تو حال ت
مراسلت حال کا آگے رہی وہ مراسلت جو ۱۸۸۵ء میں ہوئی ہے سو وہ بھی بجنسہ آپکی خط میرے
پاس موجود ہے جس کی نقل یعنے حسب الطلب آپ کے پاس بھیجدی ہے انشاء الله تعالے کسیوقت
میں عند الضرورت وہ بھی پبلک کے روبرو پیش کیجاوے گی اوس وقت ظاہر ہو گا کہ آپ کے
خطوط اور حضرت مسیح الزمان کے خطوط میں وہی فرق ہے جو سحر و اعجاز
میں یا طلسم فرنگ و انفاس مسیحی میں ہے مقابل آپ کی آنکھوں کے آہو ہو نہیں سکتا -
انہیں کے آگے جادوگر سے جادو ہو نہیں سکتا - **قولہ** صفحہ ۲۸۲ حاشیہ مرزا صاحب کا حوصلہ تہوڑا
ہے آپ گفتگو سے گھبرا جاتے ہیں الخ **اقول** - مولوی صاحب مرا یاد و تنزا فراموش حضرت مرزا صاحب
کا حوصلہ تو وہی ہے جس کو آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی
وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی
ہے اور آپنے یہہ مدح و ثنا حضرت اقدس مرزا صاحب کے بعد اپنے تجربہ کامل کی لکھی ہے یا د کرو
عبارت صفحہ ۱۷۶ جلد ۷ نمبر ۶ - اشاعۃ السنہ کیونکہ البتہ آنحضرت کو امور لایعنی اور لغویات سے بالضرور
اعراض و احتراز ہے والذین ہم عن اللغو معرضون - ومن حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ ورنہ
بمقابلہ تائید روح القدس کے آپکے وساوس اور تشکیک کی حقیقت ہی کیا ہے کہ ہے پاس اپنے
اوس رخ پر نور سے چراغ - اپنے یاہ نوز کہاتہ ہیں دور سے چراغ کہ یحول حول دار العالمین کیا
تو المجیج - بیست الله ستر کا - یحیی نسیم دمی صبا الزمان وکمے کاقم بلغی من سخط ہلکا -

قولہ صفحہ ۲۱۳ - مگر اس جلسہ کا اہتمام ہم اپنے ذمہ نہیں لے سکتے یہہ اہتمام وہ اپنے ذمہ لیویں الخ

اقول - باوجودیکہ حضرت اقدس نے اپنے خط مورخہ ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء میں جو آپ کے نام لکھا ہے یہہ سب اہتمام اپنے ذمہ لے لیا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالٰے امن قائم رکھنے کے لئے انتظام کرا دوں گا الی آخرہ لیکن پھر بھی آپنے حیلا وبہانہ ہی کیا اور مناظرہ پر آمادہ نہوئے کبھی تو یہہ عذر کیا کہ اول آپ رسالہ ازالہ اوہام میرے پاس بھیج دیجئے اوس کو دیکھ لوں اور آپ کے دلائل کا اندازہ کر سکوں اور کبھی یہہ عذر کیا کہ قبل از مباحثہ چند اصول کی تمہید کر لوں اور آپسے اونکو تسلیم کرا لوں - مولوی صاحب جبکہ آپنے دلائل رسالہ ازالہ اوہام کے مضمون کو اندازہ و قیاس کر لیا تھا چنانچہ یہہ امر پہلے خطوط سے آپ کے ثابت ہے پھر اب یہہ آڑ کس واسطے کی کہ بدون دیکھنے رسالہ ازالہ اوہام کی بحث ہی نہیں کر سکتے اور اصول موضوعہ اپنے آپ حضرت اقدس مرزا صاحب کو کیا تسلیم کرائیں گے حضرت مرزا صاحب وہی شخص ہیں جن کا نظیر حسب اقرار آپکے پہلے علما اور اولیاء میں بہت ہی کم پایا گیا ہے اور فی الحقیقت آپنے یہہ بہت سچ لکھا ہے کیونکہ جو مناسبت اور تعلق قرآن مجید کے عجائبات اسرار اور معارف کے ساتھ حضرت اقدس کو ہے وہ اولین میں سے کم کسی کو ہوئی ہوگی حضرت عمر کے مقولہ حسبنا کتاب اللہ کو اسی مسیح الزمان نے صادق کر دکھایا ہے۔ اور ما فرطنا فی الکتاب من شیء کی تفسیر اسی مجدد الوقت نے تمام دنیا میں شائع کی ہے اور کتاب اللہ کو مصداق لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کا اسی ہادی اور مہدی نے ہر ادنی و اعلی کے روبرو کر دکھایا ہے ؎ متورکن دلم را یا الٰہی از کتاب اللہ - بفیض آن امام قادیانی عارف و آگاہ اسی حجت اللہ نے تفسیر بے نظیر سورہ فاتحہ کی درج کتاب براہین احمدیہ کر کر منادی و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ کو تمام دنیا میں مشتہر کیا ہے جو معارف و اسرار مصداق ما لا عین رأت ولا اذن سمعت حضرت اقدس نے بتائید روح القدس اس سورہ فاتحہ کی بیان فرمائی ہیں کوئی صاحب عالم بتلائیں کہ وہ کس تفسیر میں بجنسہ بیان آئی ہیں ؎ فنی کل لفظ منہ روض من المنی وفی کل سطر منہ عقد من الدر باب مدینۃ العلم نے باوجود علم کے بوجہ کسی حکمت کے اون کو تحریر نفرمایا اور آنحضرت

کے حصے میں چھوڑ کر یوں جتلایا کہ وشست لا و فرت سبعین بیوامن. تفسیر فاتحہ الکتاب ۔ کفی بالله شہیدا وہ دقائق وحقائق ایسے ہیں کہ سویدا قلوب اہل انصاف میں بیٹھ جاتے ہیں اور قلب دشمن اون کو اخذ ہی کئے لیتا ہے صدق رسوله الکریم الحکمة ضالة المومن الی اخرہ اور کما قال ۵ نکالوں کس طرح سینہ سے اپنے تیر جاناں کو ۔ نہ پیکاں دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکاں کو ۵ عذل العواذل حول قلب التائہ ۔ وھوی الاحبة منه فی سودائه ۔

قوله صفحہ ۳۸ خفیہ مذاکرہ کا کون خواستگار ہوا ہے الخ ۔ **اقول** خفیہ مباحثہ کے آپ خواستگار ہوئے ہیں اسی سطر میں آپ لکھتے ہیں کہ اس پرائیویٹ گفتگو میں جو میں قبل از انعقاد جلسہ عام چاہتا ہوں اور آگے لکھتے ہیں مجھے گفتگو کرنے کو جلسہ عام پر موقوف رکھیں وہ وقت آتا نظر نہیں آتا ۔ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ وہ جلسہ عام وقت میں آتا ہوا کیوں نہیں نظر آتا یہی تو کہ آپ اور آپ کے ہم مشرب اوس جلسہ عام کا وقوع میں آنا نہیں چاہتے ۔ **قوله** صفحہ ۳۸ پرائیویٹ گفتگو کا اب میں خواستگار نہیں رہا الخ **اقول** پہر اب کیوں ان الزامات کے اول دیکھ لینے کی انتظار کر بحث سے رک رہے ہو **قوله** صفحہ ۳۸۲ ۔ اسکے شروع میں جو الفاظ لہو ولعب استعمال کئے گئے ہیں وہ بڑے مبہم ہیں الخ **اقول** جواب اس کا گذر چکا لفظ لہو ولعب حضرت اقدس نے ہرگز ہرگز آپ کی استدلال کی نسبت کہا ہی نہیں کما مر انفا ۔

قوله صفحہ ۳۸۲ (۲) براہین احمدیہ کے مضمون نزول جسمانی مسیح کو آپ ایک غلط خیال جانتے تھے تو آپنے ایک خط میں یہہ کیوں لکھا تھا الی قوله جب سے یہ تحکیم براہین احمدیہ اور ریویو براہین احمدیہ کیطرف آپ کو بلایا گیا تھا الخ **اقول** سد فاتہ وہ علی حال تکون بہا ۔ تلون کما تلون فی اثوابہا ۔

القول براہین احمدیہ کے مضمون نزول جسمانی مسیح کو حضرت اقدس مرزا صاحب وقت تحریر اوس کی کے حسب خیال مشہور ایسا ہی خیال فرماتے تھے جیسا کہ حدیث مذہب دہلی میں مذکور ہو چکا اور یہہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے مگر یہہ تو فرمائے کہ یہہ تو براہین احمدیہ کو واسطے فیصلہ اس نزاع کے بڑے زور شور سے آپنے حکم قرار دیا تھا اب اوس تحکیم سے بالکل پہر گئے اسکی

کیا وجہہ ہے اہل انصاف توسمجھہ گئے ہیں کہ جب آپنے دیکھا کہ یہہ دعوی حضرت اقدس کا وہی دعوی ہے جس کو اشاعۃ السنہ میں متعدد جگہ تصدیق کرچکا ہوں امکانی طور پر نہیں بلکہ فعلی طور پر اب اگر براہین کو حکم قرار دیتا ہوں تو وہی مثل صادق ہوتی جاتی ہے ؎ یکے بر سر شاخ وبن مے برید خداوند بستاں نگہ کرد و دید. بگفتا گرایں مرد بد مے کند. نہ بامن کہ بانفس خود میکند۔ اب میں ناظرین کو ثابت کر دیکہاتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کا یہہ دعوی وہی دعوی ہے جس کو مولوی صاحب تصدیق کرچکے ہیں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ عبارات اشاعۃ السنہ ناظرین کے روبرو پیش کیجاتی ہیں بصفحہ ۲۳ نمبر ششم جلد ہفتم مولوی صاحب نے یہہ الہام حضرت اقدس کا معہ ترجمہ نقل کیا ہے (۱) یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ اے عیسی میں تجہے فوت کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹہانے والا اور تیرے پیرو نکو تیرے منکروں سے قیامت تک اونچا رکہنے والا انتہی موافق اس الہام کے حضرت مرزا صاحب کے متبعین قیامت تک مخالفین پر فائق رہیں گے ظاہر ہے کہ یہہ شان سوا مسیح موعود کے اور کسی ولی کی نہیں ہوسکتی مولوی صاحب نے اس الہام پر کوئی جرح قدح نہیں کیا اگر یہہ دعوی مولوی صاحب کو مسلم مجملاً نہوتا تو جرح قدح کرنے سے سکوت کب جائز تہا کیونکہ ریویو لکہنے والے کا فرض منصب ہے کہ جو نقائص اور جرح قدح ہو اوس کو بیان کردے ؎ دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن. بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی۔ اور پہر یہہ عرض ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا مثیل مسیح ہونا یہاں پر آپنے مسلم رکہا ہے اور انکار نہیں کیا اور اب میں یہہ لکہتا ہوں کہ جبکہ وفات پاجانا حضرت عیسی کا بکتاب اللہ واصح الکتب بعد کتاب اللہ ثابت ہے تو یہہ فرمائیے کہ مصداق اون احادیث کا جن میں ذکر نزول مسیح بن مریم ہے بجز مثیل مسیح کے اور کون ہوسکتا ہے۔ اور صفحہ ۱۸۰ میں نمبر ششم جلد ہفتم لکہا ہے دیکہو اشتہار طولانی جماعت معاونین کتاب مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جسمیں لفظ فتح و نصرت موجود ہیں اور بعض مولف یہہ شعر منقول ہے ؎ سب مریضوں کی ہی تمہیں پہ نگاہ. تم مسیحا بنو خدا کے لئے انتہی۔ اس عبارت میں مسیحا بننا حضرت مرزا صاحب کا مولوی صاحب نے مسلم رکہا ہے اور کوئی اعتراض

یا جو خارج اس کے بحث کیا اگر مسلم ہوتا یا خرق و مقامات ہوتا تو بیانات اوس کا ضروری تہا قابل ثبوت ہوتے السکوت فی معرض البیان بیان اور صفحہ ۱۹۱ ازالہ اوہام میں لکہا ہے اور مولف کو بلفظ یا عیسیٰ خطاب کرنے سے یہہ مراد نہیں ہے کہ مولف درحقیقت وہی مسیح موعود ہے جس کا اہل اسلام و عیسائیوں دونوں کو انتظار ہے بلکہ اس سے مراد یہہ ہے کہ مولف حضرت مسیح علیہ السلام سے مشابہ اور بعض اوصاف میں مماثل ہے مولوی صاحب ان کی جسمانی اور ریاست ملکی کے اوصاف میں بلکہ صرف روحانی اور تعلیمی صفت میں۔ بہانپہ مولوی صاحب کو حضرت مرزا صاحب کے مثیل مسیح ہونے کا اقرار ہے اور یہی ہمارا مدعا ہے۔ ہاں مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے سے انکار ہے سو اوس وقت میں مرزا صاحب کا خیال بہی بموجب خیال عام مسلمانوں کے بہی تہا۔ اب کہ کتاب سنت و نیز الہام سے یہہ امر ثابت ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم وفات پا چکے ہیں اور دوبارہ جسمانی طور پر اس دنیا میں نہ آویں گے پس اندریںصورت سوا مثیل مسیح کے اور کون مصداق ان احادیث کا ہو سکتا ہے جنمیں مسیح کا آنا دنیا میں مذکور ہے۔ اگر آپ کو وفات مسیح میں کچھ شک و تردد ہو تو اوس کی بابت مناظرہ کر لیجئے لیکن مثیل مسیح ہونا حضرت اقدس کا آپ مکرر سہ کرر تصدیق تسلیم کر چکے ہیں اور اسی قول کے حاشیہ میں آپ لکہتے ہیں یہہ تشبیہ بعینہ ان تشبیہوں کی مانند ہے جو عیسائیوں کے اعتقاد میں عہد عتیق و جدید میں حضرت مسیح کے حق میں ابراہیم سے (پیدائش ۱۷-۵) آدم سے (روم ۵-۱۴) اسحاق سے (پیدا ۲۲- اور ۲) پناہ کے شہر سے (گنتی ۳۵-۶) پہلے پہل سے (خروج ۲۹) پیتل کے حوض سے (خر ۳۰-۱۸) بزغالہ سے (احبار ۱۶-۲۰) وغیرہ وغیرہ سے وارد ہیں جن سے کوئی مسلمان یا عیسائی یہہ سمجہہ نہیں سکتا کہ مسیح درحقیقت آدم یا ابراہیم یا پیتل کا حوض یا بزغالہ وغیرہ ہے انتہی۔ مدعا ہمارا صرف یہی ہے کہ مثیل مسیح ہونا حضرت مرزا صاحب کا آپ تسلیم کر چکے ہیں رہا وفات پاجانا حضرت عیسیٰ بن مریم کا اوس کو اب تحقیق کر لیجئے تاکہ آپ کو ثابت ہو جاوے کہ حضرت اقدس مسیح موعود بہی ہیں۔ اور حاشیہ میں بصفحہ ۳۹۴ جو مولانا صاحب نکتہ چینی کرتے ہیں کہ بجائے نمبر ۱ کے نمبر ۲ چاہئے اس نکتہ چینی کا حال بہی ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ محض بیجا ہے نمبر ۲

یہی مدعا ثابت ہوتا ہے اور نمبر ۲ سے یہی ثابت ہے اور صفحہ ۱۹۰ و ۱۹۱ جلد ششم بیان اسی مماثلت میں
آپ لکھتے ہیں. ایسا اتحاد امام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلعم سے شیخ محی الدین ابن عربی
کے مکاشفہ میں منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۲۲۳ میں آپنے فرمایا ہے کہ نہایت درجہ
کا اتصال یہہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ چیز ہو جاوے جسمیں وہ ظاہر ہو اور خود نظر آوے جیسا کہ مینے خواب
میں آنحضرت کو دیکھا کہ آپنے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے میں غائب
ہوگیا بجز ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر نہ آیا۔ نواب صاحب بہوپال نے کتاب اتحاف
النبلا میں اس کی تائید میں ایک عربی رباعی نقل کی ہے جس کا مطلب یہہ ہے کہ ہمارے بدگو (رقیب)
نے شب کو ہمارے پاس ہمارے معشوق کے آنیکا گمان کیا تو ہم میں جدائی ڈالنے میں کوشش
کرنے لگا پس مینے اپنے معشوق کو گلے سے لگالیا پہر وہ (رقیب) آیا تو اوس نے بجز مجہہ ایک کے کسیکو
نہ دیکھا پہر یہہ شعر فارسی نقل کیا ہے ؎ جذبہ شوق بحدیست میان من و تو۔ کہ رقیب آمد و نشناخت
نشان من و تو۔ اس کے بعد یہہ جملہ دعائیہ لکہا ہے رزقنا اللہ من ہذا الاتحاد فی الدنیا والاخرۃ
یعنے خدا تعالے ہم کو بہی ایسا ہی اتحاد دنیا و آخرت میں نصیب کرے اس اتحاد پر بعض اس وقت
کے لوگوں نے کچہ اعتراض بہی کئے ہیں ہمنے ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۸۷۹ء کے نمبر ۱۳ و ۱۴ میں اونکے
کافی جواب دئیے ہیں ناظرین اون نمبروں کو دیکہیں انتہی بلفظہ یہاں پر تو آپ نے کمال ہی کیا
ہے مماثلت [illegible] مسیح بن مریم کے آپ دلیل
عقلی ونقلی سے ثابت کرتے ہیں جس سے ایک وجہہ وجیہ حذف کرنے لفظ مثیل یا دیگر ادات
تشبیہ کی احادیث متضمن نزول مسیح بن مریم میں ثابت ہوگئی ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا
خواہد ۔ خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است اور صفحہ ۱۹۲ میں آپ لکھتے ہیں [illegible] و صفحہ ۵۵۵
پیشین گوئی [illegible] جسمیں مولف کو بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کیا گیا ہے نقل کرکے اوس کا ترجمہ ان الفاظ
سے کیا۔ اے عیسیٰ میں تجہکو کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اوٹہاؤنگا اور
تیرے تابعین کو اونپر جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو حجت

اور برہان اور برکات کی۔ وہ سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فایق رکھوں گا پہلوں میں سے ایک
گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بہی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسی کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے مولوی
صاحب نے اس جگہ بھی الہام مع ترجمہ نقل کرکر کوئی جرح نہیں کیا اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا
عالم ملکوت ولاہوت میں مسیح ہونا مسلم رکھا ہے اور ظاہر ہے کہ مراد اوس سے مثیل مسیح ہونا ہی
اگر مسلم نہ ہوتا تو جرح کرنا آپ کا فرض منصب تہا کیونکہ آپ اوس پر ریویو لکھ رہے ہیں۔ اور صفحہ ۲۱۹
وغیرہ میں تو آپ نے اور کمال کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف مثیل عیسی ہی قرار دیا بلکہ مثیل
محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنے مہدی و مثیل ابراہیم و مثیل آدم علی نبینا وعلیہم السلام ہونا بھی تصدیق
و تسلیم کر لیا ہے عبارت اوس کی بہت طویل ہے ناظرین خود اوس کو ملاحظہ فرمالیں۔ اور صفحہ
۱۵۵ میں آپ لکھتے ہیں۔ اور آیت نمبر ۹ قرآن میں تو وہ لفظ یا عیسی سے حضرت مسیح علیہ السلام
سے خطاب مراد خداوندی سمجھتے ہیں اور رفع سے اون کا جسم کے ساتھ آسمان کیطرف اوٹھایا
جانا جیسا کہ عام[*] مسلمانوں کا خیال ہے اور جب انہی الفاظ سے خدا تعالے نے اون کو مخاطب
فرمایا تو ان الفاظ میں نہ آیت قرآن میں وہ لفظ عیسی سے اپنے آپ کو اس مناسبت روحانی
کی نظر سے جو اون میں اور حضرت مسیح میں پائی جاتی ہے اور وہ بصفحہ ۱۹۰ رسالہ نمبر ۲ بیان
ہو چکی ہے مراد خداوندی سمجھتے ہیں اور رفع سے نجح ذہ براہین [illegible] کی [illegible] بی ہو
کے الفاظ سے نمبر ۶ میں بخوبی ہو چکی ہے انتہی۔ واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ براہین احمدیہ میں بصفحہ
۵۰۸[*] حضرت مرزا صاحب موعود ہونے کا دعوے بھی جتلا کر چکے ہیں اور مولوی صاحب نے اوس
دعوے کا رد نہیں کیا بلکہ تسلیم کر لیا ہے اگرچہ امکانی طور پر ہی سہی۔ ایک عبارت مع ترجمہ الہام
نقل کی جاتی ہے ناظرین اوس کو غور سے ملاحظہ فرماویں۔ وہو ہذا۔

---

[*] یہہ فقرہ بہی قابل التفات ہے۔ ۱۲ منہ

[*] اس سے بہی ثابت ہوا کہ نکتہ چینی مولوی صاحب کی مندرجہ حاشیہ نمبر ۸ صفحہ ۳۸۸ محض غلط ہے مولوی صاحب
کو اپنی لکھی ہوئی بات جو نہایت ہی قریب زمانہ میں لکھی ہے یاد نہیں رہی ۱۲ منہ

یعنے ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اوتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورت حقہ اوترا ہے خدا اور اوس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تہا یہ آخری فقرات اسبات کی طرف اشارہ ہیں کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا تعالےٰ نے اپنی کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیہ میں ہے

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله

انتہی۔ اور اگرچہ آپ تکمیل براہین احمدیہ سے دست بردار ہو گئے لیکن یہہ ہیچمداں آپ سے سال اشاعۃ السنہ کبھی دوبارہ مثیل مسیح ہونے حضرت مرزا صاحب کے حکم مانتا ہے آگے رہا وفات پا جانا حضرت عیسٰی بن مریم کا جس پر تقیہ بحث متفرع ہے سو وہ کتاب اللہ اور نیز اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ آگے رہی یہہ بحث کہ حمل محمول کا موضوع پر مولوی صاحب کی کلام میں بالامکان ہے یا بالفعل اس میں ہم کلام کو طول نہیں دیتے کیونکہ اس وقت ہم کو مولوی صاحب سے صرف حمل بالامکان کو ہی ثابت اور تسلیم کرانا مقصود ہے وبس یار باقی صحبت باقی۔

قوله (صفحہ ۳۸۵) آپ اس گفتگو کے لئے انعقاد مجمع عام کو شرط ٹہراتے ہیں جس سے گفتگو میں التوا ہو جاتا ہے الی آخرہ **اقول** انعقاد مجمع عام کے فوائد پہلے مذکور ہو اور اس مجمع عام کی علت غائی آپکے گریز کی بھی معلوم ہو چکی۔ اور پہر یہہ عرض ہے کہ وہ دو حرفی بات آپنے کیوں نہ لکھہ بھیجی جو اس طول لاطائل میں آپ بھی مبتلا ہوئے اور اپنے تمام معتقدین کو بھی اس گورکھ دہندے میں پہنسایا اور یہہ بھی وعدہ کیا کہ وقتاً فوقتاً مشتہر کیا جاویگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ مولانا آپ نے یہہ فرمایا وقتاً فوقتاً مشتہر ہونے میں ہی تو مطلوب اصلی حاصل ہوتا ہے ۔ آیا ہزار پیچ سے بکجہ

طویل ہیں مضمون زلف یار مقرر دراز تھا **قولہ** صفحہ ۳۸۵ (۴) آپ اعتقاد نزول جسمانی مسیح کو جو زمانہ تالیف براہین میں آپ رکھتے تھے اور اس کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں ظاہر کر چکے ہیں آنحضرت کے اس فعل کی جو باقتداء سنن مشہورہ انبیاء بنی اسرائیل آپنے کیا پہر بحکم وحی اوس کو چھوڑ دیا یا اس خیال کی جو کسی الہام کے معنے سمجھنے میں آپ کے دل میں گذرا پہر وہ غلط ثابت ہوا۔ نظیر ٹہراتے ہیں اور یہہ غور نہیں فرماتے کہ وہ اعتقاد احادیث صحیحہ اور اون کے معانی قطعیہ اتفاقیہ سے آپ کے دل میں مستحکم تھا جس کو آپنے کمال وضاحت سے بیان کیا اور اب اوس کا خلاف ایک ایسے خیال سے کیا جس کا ان احادیث پر عرض کرنا بصورت اختلاف اس خیال کو غلط سمجھنا آپ کو واجب تھا الخ

اقول پہلے ثابت ہو چکا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کسی کتاب مصنفہ اپنی میں اعتقاد یا خیال نزول مسیح بن مریم بجسم عنصری آسمان سے بحیثیت کذائیہ کو احادیث صحیحہ اور اون کے معانی قطعیہ اتفاقیہ سے نہیں لکہا اور نہ اس بارہ میں کسی جگہ کوئی ثبوت دیا۔ اور جبکہ وہ خود تصریح فرماتے ہیں اور اشتہار دیتے ہیں کہ براہین کی مذکورہ بالا عبارتیں تو صرف اس ظاہری عقیدہ کے رو سے ہیں جو سرسری اور عام طور پر اس زمانہ کے مسلمان مانتے ہیں فقط۔ تو پہر کوئی منصف کہہ سکتا ہے کہ وہ اعتقاد حضرت اقدس مرزا صاحب کے دل میں احادیث صحیحہ قطعیہ سے مستحکم تھا۔ اب جبکہ بدلائل کتاب اللہ و اصح الکتب بعد کتاب اللہ اوس خیال کا خلاف نفس الامر ہونا ثابت ہو چکا تو یہہ الہام متنازعہ فیہ کیونکر غلط سمجہا جاویگا اور اوس کا یقین و اذعان حضرت مرزا صاحب کو کیونکر حاصل نہو گا کیونکہ آپ خود نمبر ۱۱ جلد ہفتم صفحہ ۳۲۷ میں لکھتے ہیں۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ حصول یقین اور امر ہے اور شرعا اوس کا جواز اور امر۔ کتاب اللہ و شریعت پر عرض الہام سے صرف اس یقین کا جواز شرعی ثابت ہوتا ہے نفس یقین تو نفس الہام سے ثابت ہو جاتا ہے اس یقین کے حصول کے لئے تو اس کو کتاب اللہ پر عرض کرنا اور اوس کا عدم تخالف ثابت کرنا ہرگز ضروری نہیں یہہ عرض تحقیق عدم تخالف تو صرف اس یقین کو شرعا جائز بنانے کے لئے ہے وبس۔ اس کی نظیر وہ سونے کا ٹکڑا ہے جس کو ایک شخص نے کسی کان سے پایا ہے

یا وہ موتی یکتا جو دریا میں غوطہ لگانے سے اس کے ہاتھ میں آیا ہے اس سونے یا موتی کے
کے حصول کا تو اوس کو کامل یقین ہوتا ہے جس میں وہ کسی ثبوت و شہادت کا طالب نہیں رہتا مع ہذا
وہ اس سرزمین کے بادشاہ سے سونا یا موتی دکھاکر پوچھتا ہے کہ اسی کام میں لانے کی آپ مجھے اجازت
دیتے ہیں اور میں اس فعل میں آپ کی اطاعت سے خارج اور آزاد تو متصور نہونگا اس عرض اور
طلب اجازت کے وقت کوئی اس شخص کی نسبت یہہ نہیں کہہ سکتا کہ اس شخص کو اس سونے
یا موتی کے حصول کی نسبت یقین نہیں ہے یقین ہوتا تو وہ اوسی بادشاہ کو کیوں دکھاتا اور اوس
سے اوس کے صرف کرنے کی اجازت کیوں مانگتا - اس نظیر کو پڑھکر امید ہے کہ کسیکو (بشرطیکہ وہ
فہم و انصاف سے کچھ بہرہ رکھتا ہو) اس میں شک نرہیگا کہ اولیاء اللہ کو یقین تو نفس الہام سے ہوجاتا
ہے شریعت پر اوس کا عرض کرنا اور اوس کی عدم مخالفت ثابت کرنا اس یقین کو صرف شرعی بنا تا ہے
اس کی حقیقت و اصلیت کو نہیں بدلتا اور نہ بڑہاتا ہے اصلیت حکم عرض الہام سے اس کی
ظنیت نکالنے والوں کی منشاء غلطی کا بیان - جو لوگ الہام کو کتاب اللہ پر عرض کرنے کے حکم
سے اس کا ظنی ہونا نکالتے ہیں وہ یہہ خیال کرتے ہیں کہ الہام غیر نبی میں وسوسہ شیطانی کا احتمال
ہے تب ہی ملہم اوس کو کتاب اللہ پر عرض کرکے یہہ دیکھتا ہے کہ وہ مخالف کتاب اللہ اور وسوسہ شیطانی
تو نہیں اس میں یہہ احتمال نہوتا تو اوس کو کتاب اللہ پر عرض کرکے اس کا مخالف کتاب اللہ نہونا
کیوں دیکھتا - اور اس خیال سے شاید وہ ہمارے پیش کردہ نظیر کا نظیر الہام ہونا تسلیم نکریں اور
الہام غیر نبی کو اوس سونے کی نظیر قرار دیں جو کسی راستہ سے کوئی پاوے - اور اوس کے سونے یا پیتل ہونے
میں متردد ہوکر صراف سے پوچھے کہ یہہ پیتل تو نہیں ہے مگر یہہ اون کی غلطی ہے ہمارے اصول پر
اس الہام میں (جس کو ہمنے قطعی کہا ہے) گو شروع میں قبل استحکام و استقرار الہام وسوسہ کا
احتمال ہے اور اوس وقت اس کو ظنی کہا جاسکتا ہے مگر جب اوس کا قیام و استقرار ہوجاتا ہے تب
ملہم کے دل میں اس کا یقین کوٹ کوٹ کے بہرا جاتا ہے اور اوس میں وسوسہ شیطانی کا احتمال نہیں
رہتا اور نہ اس وقت اوس کو ظنی کہا جاسکتا ہے اوس وقت اوس کا عرض کتاب اللہ پر

محض ادب و تعظیم و اظہار متابعت شریعت کے لئے برتا ہے نہ اس خیال و احتمال سے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف تو نہیں ہے اس حالت میں وہ کتاب اللہ کے مخالف ہو ہی نہیں سکتا لہذا وہ اُس سونے کی نظیر نہیں بن سکتا جبکو کسی نے راستہ سے پایا ہو اور اوس کے سونے اور خالص ہونے میں اسکو تردد ہوا اور اس تردد کے سبب وہ دانوں کو وہ کتا پھرتا ہو اس حالت میں تو وہ اسی خالص سونے کی وجہ کان سے لیا گیا ہو یا اوس دریتیم کی جو دریا میں غوطہ لگانے سے ہاتھ آیا ہو نظیر ہے جن کے سونے اور موتی ہونے میں یا بدہ کو کوئی شک نہیں ہوتا اور بادشاہ وقت سے وہ اُس کے کام میں لانے کی اجازت صرف اسکی بادشاہی کے ادب کے خیال سے حاصل کرتا ہو انتہی بلفظہ

قولہ - صفحہ ۲۸۵ - اور اگر آپ وہ اعتقاد آپ کے نزدیک سنن مشہورہ نبی اسرائیل یا الہام کی غلط تاویل کے نظیر ہو گیا تھا تو آپ پر اس امر کا اظہار واجب تھا اور اس مضمون کا اشتہار مین فرض کہ براہین کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں جو ہمنے حضرت مسیح علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ آنا اور جسمانی نزول فرمانا بیان کیا ہے وہ مطلب الہام کو غلط سمجھنے یا اوس وقت کے گمراہ مسلمانوں کی تقلید سے تھا الخ

اقول - اظہار اور کسے کہتے ہیں حضرت اقدس کے خطوط وغیرہ میں اظہار و اشتہار سب موجود ہے علاوہ بریں حضرت عیسیٰ کی وفات پا جانے اور دوبارہ نہ آنے کا اشتہار دیا جو فتح اسلام و توضیح مرام میں مندرج ہے اُس خیال کا تخطیہ کرتا ہے - اور غلام احمد بن غلام مرتضیٰ کا عیسیٰ ابن مریم ہونا جس کا ثبوت پہلے گذر چکا آپ خود تسلیم کر چکے ہیں کما مر اور یہہ بھی ثابت ہو چکا کہ دعویٰ مثیل مسیح ہونے حضرت اقدس کا براہین احمدیہ میں مذکور ہے بلکہ موعود ہونا بھی مجملاً مذکور ہوا ہے اور وہی رسائل فتح اسلام و توضیح مرام میں مع زیادت بیان موجود ہے اور وفات پانا حضرت عیسیٰ کا اور دوبارہ نہ آنا اس کا دنیا میں بجسم عنصری مبرہن بکتاب و سنت و الہام حقہ کے ہی ان دو امروں کو ناسخ منسوخ قرار دینا ایک کمال درجہ کا مغالطہ ہے جس سے ادنیٰ منصف ذی لب احتراز واجب سمجھتا ہے چہ جائیکہ آپ جیسے فاضل مولوی صاحب ابھی وقت ہے یا تو اپنے حال کے عقیدہ مخالف عقیدہ سابقہ کی غلطی کا اشتہار دیجیے ورنہ لوگ آپ کو ریویو لینے جانچ سابق مندرجہ

اشاعۃ السنہ سے پورا الزام دیں گے اور آپ کی تحریر آپ پر حجت ہو جاوے گی ؎ تیری اوصاف بالا سے جو اپنا بول بالا ہے کسیکی بات اپنی بات پر اونچی نہیں ہوتی **قولہ** (صفحہ ۸۶ سطر ۵) روحانی طور پر آپ کے مثیل یا مسیح ہونے (جس کا بیان صفحہ ۴۹۸ وغیرہ میں براہین احمدیہ کے ہے) کے امکان پر میرا سکوت کیا اس کا صریح[1] اقرار اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۷ میں بصفحہ ۱۹۰ موجود ہے مگر اس سکوت یا اقرار سے آپ نے جدید دعوے کو کیا فائدہ پہنچا ہے پہر آپ کس خیال سے بار بار میری کلام کا حوالہ دیتے ہیں ۱ھ **اقول** جبکہ روحانی طور پر حضرت اقدس مرزا صاحب کے مسیح یا مثیل ہونے کا آپ اقرار کر چکے ہیں تو ہم سوا اس اقرار کے اور کسی الہام کی تصدیق پر آپ کو مجبور نہیں کرتے صرف یہہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم کا بوجود عنصری آسمان پر اٹھایا جانا کتاب اللہ یا سنت صحیحہ صریحۃ الدلالت سے ثابت کر دیجئے جس کے آپ مدعی ہیں اور اگر آپ یہہ ثابت نہ کر سکے اور ہنہیے وفات پاجانا حضرت مسیح بن مریم کا کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے ثابت کرو یا تو پہر آپ ہی فرمائیے کہ سوائے مثیل مسیح کے اون احادیث کا مصداق جنمیں مسیح بن مریم کا آنا مذکور ہے کون ہو گا خصوصاً اوس حالت میں کہ مثیل موعود ہونے کی تصدیق آپ کر چکے ہیں مسلمنا کہ تصدیق نہیں کی تسلیم کر چکے ہو مسلمنا کہ تسلیم ہی نہی آپ نے ریویو میں اوس پر سکوت کیا ہے والسکوت فی معرض البیان قاعدہ مسلمہ مشہور ہے اور حاشیہ نمبر میں جو کچہ آپ کو نظر نہیں آیا وہ سب کچہ پہلے نظر آچکا ہے اور اس کے دلائل کتاب و سنت سے آپ کے رسالہ ریویو میں مندرج ہیں اب اگر کسی غرض نفسانی سے نظر نہیں آتا تو پہر اون دلائل پر نظر ثانی کر و اور اپنے ریویو کا ریویو لکہو اور اس شعر کو پڑہتے جاؤ ؎ چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد۔ صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد - آپ کی اس تحریر حال اور ریویو سابقہ میں زمین اور آسمان

---

[1] ناظرین اس اقرار کے اقرار کو یاد رکھیں کہ بہت جگہ کار آمد ہے -

[2] کیونکہ ریویو میں حسب اقرار خود ایک شئے کے امکان کے قائل ہیں اور اس جگہ ادسی شئے کے امتناع کے قائل ہیں وشتان بینہما فقط منہ

کا فرق نظر آرہا ہے **قولہ** ۔ صفحہ ۳۸۶ جس حالت میں آپ خود اسکی تکذیب کر چکے ہیں الخ

اقول خیال مرزا صاحب کا یا خیال عام مسلمانوں کا ہرگز ہرگز الہام حقہ کی تکذیب نہیں کر سکتا۔

قولہ ۔ صفحہ ۳۸۷ ۔ اس عبارت کی سیاق سے اور اوس کے ان الفاظ سے کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے ۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آپنے اس مقام پر کہا ہے وہ الہام سے کہا ہے صرف بھو دیوں (بزعم جناب مسلمانوں) کی تقلید سے نہیں کہا بنا رعلیہ یہہ جدید الہام اس الہام قدیم کے مخالف ہے الخ **اقول** ۔ دیکھتے ہیں ہم تیرے نئے ظلم و ستم ۔ یہہ ولتی تیری وفا پیارے نرالی تھیں ۔ مولانا سابق میں جبکہ آپ خود بصفحہ ۲۵۸ مسیح کا جسم کے ساتھ اوٹھایا جانا یا نزول اصطلاح پر عام مسلمانوں کا خیال فرما چکے ہیں اور حضرت اقدس مرزا صاحب نے جا بجا خطوط وغیرہ میں تصریح فرمادی کہ یہہ مسئلہ الہامی نہیں ہے بلکہ خیالی ہے اور اسی خیال مشہور کے سبب براہین میں درج ہوا پھر اب اوس کو الہامی قرار دینا کیسا بیجا اور بیمحل ہے اور لفظ (ظاہر کیا گیا) سے جو آپ کا تشبث و استدلال ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جملہ ناظرین کو اندھا نہیں اور اپنے آپ کو بینا دیکھنا تصور فرما رہے ہیں بھلا میں دریافت کرتا ہوں کہ حضرت مسیح الزماں نے کس امر کی نسبت لفظ (ظاہر کیا گیا) کا استعمال فرمایا ہے آیا مسیح کے دوبارہ جسمانی طور پر دنیا میں آنے کو یا اپنے روحانی طور پر مسیح کے مثیل ہونے کو بشق اول ضرور تھا کہ یہہ عبارت (لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے) اول ہی میں ان دونوں کی ہوتی ورنہ آپ کا یہہ استدلال ایسا ہے جیسا کہ یہہ شعر مشہور ہے ۔ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ۔ اور بشق ثانی باوجود موجود ہونے لفظ لاکن کے آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مسیح کا دوبارہ جسمانی طور پر دنیا میں آنا بھی اسی عبارت (ظاہر کیا گیا) کے تحت میں داخل ہے اور الہام ہے بینوا توجروا ۔ **قولہ** ۔ صفحہ ۳۸۷ ۔ مگر شائد اس میں آپ یہہ عذر کریں کہ الہام کی عبارت ایک حد تک ختم ہو چکی ہے اور اوس کی آخری عبارت جسمیں مسیح کے جسمانی مصداق ہونے کا بیان ہے غیر الہامی ہے الخ **اقول** یہہ کیسا خبط مستولی

اول عبارت جو قبل لفظ (ظاہر کیا گیا) کے ہے کسیطور پر الہامی نہیں ہے بلکہ غیر الہامی ہے اور
آخری عبارت جو تحت او ر ذیل میں (لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے) کی ہے وہ الہامی ہو سکتی
ہے - اور الہام جدید آپ کو کوئی تسلیم نہیں کراتا آپ صرف مثیل مسیح ہونا حضرت اقدس کا
مسلم رکہئے ا. روفات پا جانا حضرت مسیح بن مریم کا اور دوبارہ نہ آنا اون کا بجسد عنصری جیسا کہ
عام لوگوں کا خیال ہے ہم کتاب اللہ و اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے تسلیم کرا دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ
پہر اندریںصورت اول احادیث کا جنمیں نزول ابن مریم مذکور ہے سوائے مثیل مسیح اور کون ہو سکتا
ہے کما قال مل دا - اور خیال مشہور کا خلاف نفس الامر ہونا حضرت اقدس کیطرف سے مشتہر ہو چکا
اور اشتہار کے کیا معنے ہیں آگے رہا لفظ یعنے جو مرزا صاحب کی عبارت میں مذکور ہے سو وہ
اپنی رائے سے تفسیر کے واسطے ہے نہ بیان نفس الہام کیواسطے - یعنے کے تحت میں داخل کرکر
اوس کو آپ کہیں الہام نہ قرار دیجئے گا **قولہ** صفحہ ۳۸۷ (۶) مولوی نورالدین صاحب
کے خط کی نسبت آپنے اب تک رائے ظاہر نہیں کی میں پہر اس کا مطالبہ کرتا ہوں -

اقول - ایسے امور کی بحث مکرر سہ کرر فضول و لایعنی ہے حضرت اقدس مرزا صاحب
ایسے ابحاث فضول کو مکرر سہ کرر اپنی تحریرات میں کیوں درج فرماویں گے - اور دعوے
مثیل مسیح ہونے میں کوئی جدت نہیں وہی دعوے قدیم ہے فقط[1] **قولہ** صفحہ ۳۸۸ -
(۴) اس خط میں ہمارے خط نمبری ۱۲۰ کی کسی بات کا جواب نہیں صرف اسی پرانے دعوے کا
اعادہ ہے کہ پرائیویٹ گفتگو میں کچھ فائدہ نہیں لہذا ہم جلسہ عام میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں الخ
اقول - آپ کے خط نمبری ۱۲۰ کا جواب مفصلاً لکہا گیا اور اس جواب آخری میں آپنے
کوئی ایسی بات نہیں لکہی جو قابل جواب ہو لہذا آپ کی تحریر آپ کی خدمت میں بہ تغیر یسیر الیہ

[1] مولوی صاحب نے ہر ایک خط کے آخر میں اپنا تخلص ناصح مشفق تحریر فرمایا ہے اور مصداق لمن الناصحین کے ہو سکتے ہیں باوجود فرائض منصب ناصحین کے ہیں وہ نہیں سے ایک خوض کی ہی او نہیں کیا یہ امر ناظرین پر ثابت ہو گیا ہوگا میں اسی ناصح کے واسطے اور کچھ تو عرض نہیں کرتا صرف اس شعر کے لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں ؎ حضرت ناصح جو آویں دیدہ و دل فرش راہ - کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دے کہ سمجھاویں گے کیا فقط ۱۲-

کیجاتی ہے سہ آنچہ ماں گفتیم وفعل ماندا۔ باز مے آید ندا الاصدا۔ اس تحریر کے اشاعہ اور
اشتہار سے آپنے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات کو حسب اقرار خود قطع کر دیا ہے نہ حضرت
اقدس مرزا صاحب نے سہ مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں تم میں دو وصف
ہیں بد خوبی ہو خود کام بھی ہو۔ اور مخاصمانہ مباحثہ کی بنا کو آپنے قائم و مستحکم کر دیا معہذا
ہم آپ سے دوستانہ و برادرانہ بحث اپنی جانب سے ترک نہیں کرتے اور پرائیویٹ ملاقات
بھی چاہتے ہیں کیونکہ ایسے مسائل کے اختلاف کذائی میں یہہ بدمنش نتائج حسب اقرار مندرجہ
اشاعہ ہرگز جائز نہیں اگر آپ مخاصمانہ مباحثہ کے لئے حاضر و مستعد ہیں تو ہم منصفانہ مناظرہ عام
کے لئے جس دن اور جس مقام میں مباحثہ کرنا چاہیں ہم حاضر ہیں سہ ہماں میداں ہماں چوگاں
ہماں گو۔ انعقاد مجلس عام کا انتظام حضرت اقدس کے ہی ذمہ ہے اگرچہ بنظر انصاف آپکے
ذمہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ سب سے پہلے آپ ہی مخالف اور راد اور مکذب حضرت مسیح الزمان کے
بنے ہیں اور بعد تقرر تاریخ و مقام جلسہ انتظام حاضر ہونا آپ کے ذمہ ہے خواہ آپ کہیں ہوں
کیونکہ آپ کے حاضر ہونے میں بڑی دقت وہی جو آپکو پیدا ہوتی صرف صرف راہ اور خرچ
سفر ہی تھی بقول شخصے سہ گر جاں طلبی مضائقہ نیست۔ ور زر طلبی سخن درین است۔ سو
اوس کی نسبت حضرت مسیح الزمان قبل ہو چکے ہیں جب کو آپنے بڑی خوشی سے لکھا کہ سفر کا
خرچ دیا تو آپ مان ہی چکے ہیں مولانا وہاں پر اس صرف قلیل کی کیا پرواہ ہے جو آپ کی زاد راہ
میں ہوگا ہزارہا روپیہ ایسے ہی مصارف میں صرف ہو رہا ہے جس کے آپ بھی معتقد ہیں سہ قرار در
کف آزادگاں نگیرد مال۔ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ماہ
اپریل میں آپ کا عزم سفر تھا اس غرض سے کہ کچھ ہندوستان سے روپیہ تحصیل کیا جاوے
اسی مباحثہ کے شوق سے آپ نے اس عزم کو فسخ کیا ہے کیونکہ یہہ مباحثہ آپ کی مطلوب کیواسطے

؎ عبارت زیر خط بجنسہ مولوی صاحب کی ہے جو اونہیں پر عاید ہوتی ہے ناظرین بنظر انصاف ملاحظہ فرماویں اور
لطف اس معارضہ بالقلب کا اوٹھاویں ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

بمنزلہ ایک تمہید کے پیشکار تحصیل زر ہوگیا ہے ۔ مگر جلسہ عام مناظرہ کو آپ نے ماہ اپریل میں بھی ٹلایا۔
جیساکہ ۸ مارچ کو پہر کل ماہ مارچ کو بھی ٹلایا اور کچھہ ایفاء و اہتمام نکیا اور پہر بعد ٹے جملہ عذرات کے آپ نے
ازالہ اوہام کے دیکھہ لینے کی آڑ کر لی حسب ارشاد و ہدایت حضرت مسیح الزمان کے پہلے ہی سے آپنے
ایسا کچھہ کیا ہوتا بہر حال مثل مشہور ہے کہ ؎ ہرچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابی بسیار۔
اب اتنی قبح البتہ پیدا ہوگئی کہ لوگ آپکو گریز کی طرف منسوب کریں گے اور صاف کہیں گے کہ آپ جلسہ
پرائیویٹ کے حیلہ و بہانہ سے مباحثہ کو ٹلاتے ہیں یہہ اصل مدعا کا جواب ہے ہمارا جواب۔ سب و شتم و
طعن و طنز جو آپ کے خطوط سابقہ موسومہ احقر وغیرہ میں نسبت حضرت مرزا صاحب کے مندرج
ہے اور نیز ان خطوط موسومہ حضرت مسیح الزمان میں موجود ہے سو ہماری طرف سے یہہ ہے اور آیندہ
بہی ہمیشہ یہی رہیگا ؎ بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر
خارا۔ اگرچہ اس عہد و پیمان کو آپ نے مدت سے نقض کردیا ہے مگر ہم انشا اللہ تعالیٰ اس کا نقض
نکریں گے ۔ یہہ بدگوئی ایسی مسیح ثانی ملہم کی نسبت جسکو آپ تصدیق کرچکے ہیں کب سزاوار ہے
اور روحانی اشخاص مصدقہ کی نسبت آپ کو ایسے ہی اخلاق سے پیش آنا چاہئے۔
خصوصاً ایسے شخص منکسر اور متواضع کے مقابلہ میں جو آپ کو اون الفاظ سے یاد کرے
جو خط نمبری ۳ - اور باقی خطوط کے فقرات زیر نشان میں مندرج ہیں آپ اون کو مکرر
ملاحظہ فرماویں اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر انصاف سے کہیں کہ آپ کے الفاظ مندرجہ
خطوط موسومہ احقر وغیرہ جو نسبت حضرت مسیح الزمان کے ہیں آپ کے اقرارات[1] کی نسبت
کیا کچھہ ہیں مرا یاد و ترا فراموش - ہان اسی غرض سے آپ نے ان فقرات پر نوٹ لگائے
ہیتے آپنے ہمپر احسان کیا کہ اپنے نوٹون کی طرف ناظرین کو توجہ کرنے کا جلد موقع دیا اور اپنے
حاشیہ نمبر ا صفحہ ۲۸۳ کو بخوبی تکذیب کیا - ان الفاظ کی تحریر سے آپنے ایک احسان ہمپر یہہ کیا کہ
شستہ یا قبل سے جو آپ کے دل میں سوءظنی کے بخارات اوٹھہ رہے تھے اور وہ کسی معقول وجہ

[1] جو مندرجہ خط نمبری ۲ مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۸۹۱ء میں ۱۲ منہ

پر بیلنے نہ تھے اسیوجہ سے آپ اون کے اظہار میں تامل فرماتے تھے وہ سب خوابطہ ظنی ہمیر ظاہر ہوگئی
اور جو ہمکو آپ کے ساتھ حسن ظن اتقا و اتباع کا تہا او سکو خیرباد کہلایا اور جو امکانی تصدیق ریویو براہین احمدیہ
میں ہوچکی ہے وہ اب بہی قدیمہ الہامات کی نسبت جن کا نام آپنے جدیدہ الہامات رکھا ہے ایسی رائے
خلاف کتاب وسنت ظاہر کرنے سے مانع ہے کیونکہ وہ تصدیق فعلی نہیں امکانی ہی ہی ہی مبرہن بہ
کتاب وسنت ہے اور کتاب وسنت صحیحہ بحکم انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اب تک
موجود و محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہیں گے گو آپ نے بموجب اوس الہام کے جو حضرت
اقدس کو ہوا ہے وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا اوس کو اوٹھا دیا لہذا ہم کو ان
بدگوئی کے مقابلہ میں شکریہ واجب ہے اور اوس کی جوابدہی ترکی بترکی جو کی گئی ہے وہ صرف
اس غرض سے کہ آئندہ کو آپکا زور کبر او غرور علمی جاتا رہے اور حضرت اقدس مسیح الزمان نے
آپ کے جواب تفصیلی کیطرف اس لئے التفات نہیں فرمایا کہ ایسے جواب کے لیے اور بہت لوگ ہیں
اور مصرع ؎ کلوخ انداز را پاداش سنگ است پر عمل کرنیکو مستعد — بہتر ہے کہ آپ اس عادت اور
عقیدہ کو جو بعد زمانہ تالیف ریویو براہین احمدیہ کی نسبت حضرت مسیح الزمان کے اختیار کیا ہے چھوڑ
دیں ورنہ آپ کو یاد رہے کہ ؎ آستان یار سے اوٹھنے کا قصد آتش نکر چھوڑ کر اس در کو سر دیوار
سے ٹکرائیگا — اور اس شعر کو بہی ہمیشہ پیش نظر رکھا کریں ؎ وہن خویش بدشنام میالا صائب
زین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد — اور اشتہار ۲۶ مارچ میں جو الفاظ علم کی پردہ دری اور
حیا و ایمان کے مخالف) لکہے گئے ہیں وہ تو نہایت تہذیب سے استعمال کئے گئے ہیں ثبوت اس کا
یہہ ہے کہ آپنے اون کی تاویل بمالا یرضی بہ قائلہ اپنی طرف سے کر کر مخالف تہذیب قرار دیئے
ہیں اگر نفس الفاظ مندرجہ اشتہار خلاف تہذیب ہوتے تو اون کو دوسرے الفاظ سے بدلکر
تاویل کرنے کی آپ کو کیا حاجت ہوتی ظاہر ہے کہ کسی فعل کو خلاف حیا و ایمان کے لکہنا اور بات
ہے اور سراسر تہذیب ہے اور کسی شخص خاص کو بے ایمان یا بے حیا کہنا چیز دیگر ہے جو خلاف

ؔ کیونکہ جو شے سلسلہ ممکنات میں حسب ارشاد صاحب داخل ہے وہ تو سلسلہ متحققات میں کبہی نہ داخل ہوسکتی ہو کملہ ۱۲

تہذیب ہے آپ ان دونوں عبارتوں کو عرفاً سادی کیونکر کہہ سکتے ہیں باقی آئندہ۔ اب ہم اس
حصہ دوم اعلام کو اونہیں الفاظ کے ساتھ بتغیر یسیر ختم کرتے ہیں جن کے ساتھ آپنے ریویو
براہین احمدیہ کو ختم کیا تھا وہو ہذا۔ یعنی اس کتاب براہین احمدیہ کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی
اس کتاب کو بچشم انصاف پڑہنے اور ہمارے ریویو کو دیکھنے والوں کی نظروں میں مخفی نہیگی
لہذا بحکم ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کافہ اہل اسلام پر (اہل حدیث ہوں خواہ حنفی
شیعہ ہوں خواہ سنی وغیرہ) یعنے خواہ مولوی محمد حسین صاحب ہوں اس کتاب کی اور اوسکی
مولف کی نصرت اور اوس کے مصارف طبع کی اعانت واجب ہے اور تارک واجب سے
مولوی صاحب وغیرہ بالضرور گنہ گار ہوں گے۔ کیونکہ مولف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی
عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر
روئے زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے
اور اوس کی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات
و خوارق مراد رکھتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کرلے پھر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہہ حق
نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گہر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنی قیمت دیکر خرید کریں اور
اسپر یہہ شعر پڑہیں ~ جاں دادم جاں خریدم بحمد اللہ کہ بس ارزاں خریدم۔ اب ہم اس ریویو
کو دعا پر ختم کرتے ہیں۔ اے خدا اپنے طالبوں کی رہنما اونپر اُن کی ذات سے اون کے ماباپ
سے تمام جہان کے مشفقوں سے زیادہ رحم فرما تو اس کتاب اور اُس کے مولف کی محبت لوگوں کے
دلوں میں خصوصاً مولوی محمد حسین صاحب کے دل میں ڈال دے اور اوس کی برکات سے
اون کو مالامال کردے اور کسی اپنے صالح بندے کی طفیل اس خاکسار شرمسار گنہگار کو بھی اپنے فیوض و
انعامات اور اس کتاب کے اخص برکات سے فیض یاب کر آمین ولا بمغض من کاس الکرام نصیب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ثمت

ـــــــــــــــ

[1] عبارت زیر خط اس اشتہار کی ہے باقی جملہ عبارت مولوی صاحب کی ہے ۱۲ منہ

اشتہار بخدمت علماء امصار و دیار

اس عاجز ہیچمدان نے اکثر کتب متداولہ حدیث میں جستجو و تفحص کیا کہ یہہ خیال ہم اہل اسلام کا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کا صعود اولی آسمان پر اور دوبارہ نزول آسمان سے یہہ دونوں بوجود عنصری ہیں کسی حدیث صحیح مرفوع متصل صریح الدلالت میں موجود ہو لیکن میری تفحص میں کوئی ایسی حدیث نہیں ملی اور قرآن مجید میں جو رفع ہے وہ بعد وفات کے مذکور ہے جیسا کہ سب مقدسوں کے واسطے ہوتا ہے نہ رفع الی السماء بجسد عنصری۔ لہذا اگر کوئی اہل علم محدث ہوں یا مفسر اس خیال کو حدیث کذائی موصوف الذکر سے نصاً ثابت کر دیویں تو فی حدیث یہہ ہیچمدان انکی خدمت میں بیس روپیہ حق المحنت پیش کریگا کیونکہ اعتقادیات کیواسطے ادنی درجہ ایسی دلیل کا ہونا نہایت ضروری ہے اور یہہ میرا اقرار صحیح و قانونی تصور فرمایا جاوے فقط

المشتہر خاکسار محمد احسن امروہوی نزیل بہوپال

مناجات

یا ربِّ اِن عَظُمَت ذُنُوبِی کَثرَۃً ۔۔۔ فَلَقَد عَلِمتُ بِاَنَّ عَفوَکَ اَعظَمُ

اِن کَانَ لَا یَرجُوکَ اِلَّا مُحسِنٌ ۔۔۔ فَمَنِ الَّذِی یَدعُو وَ یَرجُو المُجرِمُ

اَدعُوکَ رَبِّ کَمَا اَمَرتَ تَضَرُّعاً ۔۔۔ فَاِذَا رَدَدتَ یَدِی فَمَن ذَا یَرحَمُ

مَا لِی اِلَیکَ وَسِیلَۃٌ اِلَّا النَّبِی

وَ غُلَامُ اَحمَدَ ثُمَّ اِنِّی مُسلِمُ

سلہ اس شعر اسناد میں تغیر یسیر کی گئی ہے ۱۲ منہ ؎ یعنی ہر کسے کہ غلام احمد باشد اں ہم وسیلہ من ہست ۱۲ منہ

عذر

چونکہ[*] آپ اپنی سوءظنی پر مدت سے نازاں ہیں اور اسی سوءظنی کی بنا پر الفاظ غیر مناسب و ناملائم و خلاف تہذیب بخطوط موسومہ احقر سابقہ میں بھی لکھ چکے ہیں جنپر میننے صبر کیا ہے اور کچھ جواب نہیں دیا۔ اور نیز حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے مقابل میں بھی آپنے یہی شرط پیش کی تھی حکیم صاحب ممدوح نے بھی بسبب اپنے حلم کے اس کا جواب شافی بہ ترکی بترکی نہیں دیا لہذا اس قدیم دوست نے آپ کے خط حال کے جواب میں واسطے آپکی تنبیہ کے کسیقدر طول دیا ہے آپ ملول [illegible] کہ سوءظنی اور استعمال الفاظ نامناسب کا ترک فرما دیں فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم (۱) فی البخاری قولہ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن الآیۃ حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا [illegible] عباد اللہ اخوانا۔ ایضاً قال صلی اللہ علیہ وسلم حب الدنیا راس کل خطیئۃ رواہ البیہقی۔ ان میرے پرانے مرزا صاحب [illegible] [illegible]۔ لیکن حال میں آیت جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا کے مصداق حضرت مولوی محمد حسین صاحب السلام علیکم وعلی من لدیکم۔ آپ کا نامہ نامی بذریعہ

---

[*] [illegible] پہنچوں میں مولوی [illegible] حسین صاحب بھوپال میں تشریف لائے اور [illegible] نے [illegible] خط لکھا تھا [illegible] [illegible] کے باعث [illegible] تھا جب خط [illegible] اس کا جواب لکھکر [illegible] کو تھا معلوم ہوا کہ مولوی صاحب [illegible] کو [illegible] کا دل ہی پا تھا اور [illegible] کرتے ہے بھوپال سے چلے گئے اسلئے مناسب معلوم ہوا [illegible] جواب مولوی صاحب کے مضمون خط کا حال بھی ناظرین پر کھل جائیگا۔ [illegible]

مناظرہ وگفتگو دربارہ حضرت مرزا صاحب و متضمن دیگر امور نیچدان کے پاس پہنچا مشکور و شاکر کیا وآور ہی
فرمایا۔ بعض ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور نسبت بعض کی عذر کرتا ہوں یعنی امانت آپ کی خطوط
چہار عدد بجنسہ مرسل ہیں۔ اور قیمت اشاعۃ السنہ مبلغ سہ روپیہ کلدار پیش کش کرتا ہوں اوسکو
تو ضرور بالضرور آپ قبول ہی فرماویں گے کیونکہ جملہ اصول و فروع کا وہی لب لباب ہے ؎ فاضلے
کو ہمہ در فکر فروع است و اصول۔ گاہ اندیشہ معقول کند گہ منقول ٭ ایں ہمہ از پے آنست کہ در میخواہد
مردمانرا ہمہ خوانند بخدا و برسول (۲) ماشاء اللہ آپ کا ضبط جوش اور حوصلہ عالی تو عالمگیر
مشتہر ہوگیا ہے پھر اب مکرر آپ اوس کو جہانگیر کیوں مشتہر کرنا چاہتے ہیں کہ تحصیل حاصل ہے
اور پھر اس احقر سے پرائیویٹ طور پر اوس کی اثبات و نفی کی کوئی ضرورت نہیں میں اس کا
پابند ہوں من حسن اسلام المرأ ترکہ ما لا یعنیہ (۳) جو اغلاط آپ کے اس ہیچمدان
کی رائے میں نیک نیتی سے معلوم ہوئی ہیں حصہ اول و دوم اعلام الناس میں تحریر کر چکا ہوں۔
حصہ اول آپ کی خدمت میں پہنچ چکا عنقریب حصہ دوم بھی انشاء اللہ تعالے پہنچے گا ذرہ صبر
فرمائیے ان اللہ مع الصابرین پھر اب مجھکو مکرر آپ کے اغلاط کو اظہار کی کوئی ضرورت
نہیں معلوم ہوتی [illegible] فرماتے ہیں۔ اور اگر آپ کو صبر نہیں ہے تو یا حصہ اول
کا جواب تحریر فرمائیے یا اوس کے مضامین مندرجہ کی تصدیق [illegible]
نزاع لفظی کی بحث اوسمیں نہ داخل کیجئے ورنہ یہہ آپ کی درخواست مناظرہ بغیر جواب دئے
ہوئے اعلام الناس کے عکس القضیہ ہے غائت وجہ یہہ کہ بمنزلہ عکس النقیض کی ہو لیکن
عکس مستوی تو نہیں ہے (۴) حکیم نورالدین صاحب اور حضرت مرزا صاحب سلمہما
جو مباحثہ آپکا ہوا اوس میں آپ نے کون کون سے آداب مناظرہ کو استعمال کیا ہے جسکی
امید یہہ احقر آپ کے مناظرہ اور گفتگو میں کرے من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ
مقولہ مشہورہ ہے لہذا الحکم الیاس احدی الراحتین اس ناچیز کو آپکی ذات بابرکات سے
ایسی راحت حاصل ہوگئی ہے کہ میں آپ سے بسبب آپ کے اون مباحثوں کے جو ذیل میں

معروض ہوتے ہیں ملاقات نہیں کرنا چاہتا اور گفتگو بالمشافہہ یا مناظرہ تقریری کا تو ذکر
ہی کیا ہے (۵) ضبط و حوصلہ کی تفسیر میں جو آپ نے تحریر فرمایا کہ (میرے بیان میں آپ کوئی
لفظ نامناسب پیر قادیانی کے حق میں سنیں تو اوسپر صبر کریں) اور اوس کو معلل کیا اس علت
سے کہ جیسے آپ اون کے غائیت درجہ کے معتقد ہیں میں نہائیت درجہ کا بدگمان ہوں لہذا جیسا
آپ کو اون کی تعظیم کے اظہار کا حق ہے مجھے اظہار سوء ظنی کا حق ہے) الخ فیہ نظر اما اولاً انکہ
ہدایات قرآن مجید ایسے سوءظن اور الفاظ نامناسب کے استعمال سے ناہی و مانع ہیں اگر آپکو
یاد نرہے ہوں تو سنئے قال اللہ تعالٰے وقولوا للناس حسنا۔ ایضاً قال اللہ تعالٰے
لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسھم خیرا۔ ولا تلمزوا انفسکم
ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب
فاولئک ھم الظالمون۔ ایضاً قال اللہ تعالٰی یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً
من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم
ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم وغیرذٰلک
من الآیات الکثیرۃ۔ ثانیاً انکہ ابواب الادب کتب احادیث کے استعمال کرنے الفاظ
نامناسب اور سوءظن سے خصوصاً ایسے سوءظن سے جیسا کہ آپکو ہو اشد مانع ہیں اگر نسیاً منسیاً
ہو گئے ہوں تو سنئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من اصل الایمان
الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام۔ ایضاً قال
کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ ودمہ التقوی ھھنا بحسب امرء من الشر
ان یحقر اخاہ المسلم۔ ایضاً قال علیکم بالرفق وایاک والعنف والفحش۔ ایضاً قال بحسب المرء
[illegible] وغیر ذلک من الاحادیث الکثیرۃ۔ ثالثاً انکہ ھذا دیدن کل الانبیاء و
داب رسولنا خاتم النبیین علی نبینا وعلیھم السلام وداب الخلفاء الراشدین
المھدیین ھم من الصحابۃ والتابعین والفقہاء المجتہدین والعلماء الصالحین

وھذا دین محمد الوقت سلمہ اللہ تعالیٰ فلم تخرق ھذا لاجماع الذی کان علیہ النبیون
والمرسلون والصدیقون والشہداء والصالحون رضی اللہ عنہم اجمعین اللہم اہدنا
الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
امین - رابعاً آنکہ یہہ استحقاق استعمال سب وشتم یا الفاظ نامناسب کا جو بناء علی سوء الظن
آپنے حاصل کیا ہے خصوصاً تحقیق مسائل دین میں اس کا نتیجہ بجز جدال ومراء وتباغض اور
تحاسد منہی عنہا کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا پس ایسے مناظرہ محض عبث اور لغو ہے اور علت
غائی اوسکی کچھ بھی نہیں السیئ اذا خلا عن مقصود ولغی قضیہ مشہورہ مسلمہ ہے خامساً آنکہ
اگر کوئی صاحب سوء ظن اتفق کے جو آپ کی نسبت سوء ظنی رکھتا ہو مثلاً آپکو دجاجلہ کذابین سے
شمار کرے اور بر ملا اور بالمشافہہ آپکو ان الفاظ نا ملائم ونامناسب سے یاد کرے تو کیا آپ خوش
ہوں گے چونکہ آپ بشر ہیں ملک نہیں بالضرور ناخوش ہوں گے بلکہ ایسے صاحب کے کہانے
قیام وطعام بھی آپکو گوارا نہو گا مسجد میں رہنا منظور ہو گا مگر اون صاحب کے مکان میں نہ ہوںگے
ذرا تکنہ حالی اسکا شاہد ہے بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ اور یہی سنا ہے کہ ایسے ہی الفاظ
نامناسب سے مولانا محمد بشیر صاحب کا کسی مسئلہ میں آپنے دل دکھایا اور اونہوں نے صبر
فرمایا لیکن ہم جیسے لوگوں سے اسقدر صبر کب ہو سکتا ہے اور اگر آپ کہیں کہ یہہ استحقاق صرف مجھکو
ہی حاصل ہے دوسرے صاحب کو نہیں تو اسے میرے مہربان دوست قدیم یہہ ترجیح بلا
مرجح ہے جو کسی بالغ عاقل کے نزدیک درست نہیں - ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند
حاصل ترجمہ حدیث ہے پھر آپ جیسے فاضل عاقل کیونکر ایسی بات کہہ سکتے ہیں - اچھا یہی کیا
دیکھئے میں نے ایک اشتہار میں دیکھا تھا کہ مباحثہ لدھیانہ میں جو درمیان آپکے اور حضرت مرزا صاحب
سلمہ کے واقع ہوا اوس جلسہ میں آپ اپنے ازواج عفیفہ مستورہ کے طلاق دینے پر مستعد و آمادہ ہو گئے تھے
اسوجہ سے کہ آپکے نزدیک حضرت مرزا صاحب نے کوئی حوالہ غلط دیا تھا یہہ روایت صحیح ہے یا غلط ہے اگر
اس روایت کو آپکی نسبت بسبب آپکے دلیر ہونے کے خلاف شرع نہ سمجھوں کیونکہ آپ تحقیق مسائل

میں بیچاری مستورات آپکی ازواج نے کیا قصور کیا ہے جو انکی ہتک حرمت آپ جیسے ریفارمر کے عمل
میں آوے بہرحال یہہ روایت صحیح ہو یا غلط اشتہارات میں شائع ہو چکی ہے مولانا اگر کوئی آپکا مخالف
نہیں محب قدیم نعوذ باللہ آپکی ازواج طاہرہ کی نسبت کچھ سوء ظنی رکھتا ہو تو آیا اوسکو بھی اس آپکی قاعدہ مخترعہ
اور اصل موضوعہ کی بنا پر الفاظ نامناسب کے استعمال کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر وہ شخص کم بخت
خدانخواستہ اپنی اس سوء ظنی کی تائید میں اس قضیہ طلاق مشتہرہ کو سند میں لاوے تو پھر اوسکی جوابدہی
آپ پر بہت مشکل ہوگی مولانا کیا آپ اوس سے خوش ہونگے کلا ثم کلا اور اگر آپ اس شخص کم بخت
کی نسبت بھی یہی فرماویں کہ اے کم بخت مجھ کو یہہ استحقاق حاصل ہے تجھکو حاصل نہیں تو مولانا گستاخی
معاف اوس کی کم بختی اور آپکی خوش بختی تو کسی کے خیال میں نہ آویگی سب لوگ یہی کہیں گے کہ ترجیح
بلا مرجح ہے اے میرے قدیم دوست یہہ استحقاق جدید جو آپنے حاصل کیا ہے مثل ام الخبائث کے ام المفاسد
ہے آپکے واسطے بہتر یہی ہے کہ اس استحقاق سے آپ دست بردار ہو جئے اور ایسے خیالات سے توبہ کیجئے
مشاہدہ سا انکہ تمام نظم ونسق ملکی او رتدبیر منزلی آپکی اس استحقاق سے درہم برہم ہو جاویگا اور امن وامان
ملک میں ہرگز نہ رہیگا کیونکہ جب ہر شخص کو اپنی اپنی سوء ظنی سے ایسے ایسے استحقاق حاصل ہوں گے تو
ملک میں بجز جنگ وجدل اور فتنہ وفساد کے اور کیا ہوگا بہتر ہے کہ آئندہ کو آپ اپنے اس استحقاق کے
درپے اثبات نہ ہو جئے ورنہ گورنمنٹ انگلش اور نیز گورنمنٹ ریاستہائے اسلامی وغیر اسلامی آپکے
دشمن ہو جاوینگے اور پھر آپکو ہندوستان اور ریاستہائے ہندوستان میں آمد ورفت بھی مشکل ہوگی
اور آپ بڑے بڑے مفاسد میں مبتلا ہوں گے ؎ ہمارا کام سمجھانا تھا یارو۔ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو
وما علینا الا البلاغ۔ مولانا اپنے اوسی زمانہ کو یاد کرو کہ جسوقت میں نسبت ترمیم وتبدیل بعض
الفاظ کتاب تحفۃ الہند کے (جو آپ کے نزدیک غیر ملائم تھے حالانکہ ہنود کے مقتداؤں اور پیشواؤں کی
نسبت موافق شرع لکھے گئے تھے) آپ کوشش کر رہے تھے اُس حال اور اس حال میں آپکو کسقدر
تضاد ہے یہہ آپ کا تلون بالوان مختلفہ وتشکل باشکال متبادلہ اس شعر کو یاد دلاتا ہے ؎ فما تکون
علی حال تکون بہا کما تلون فی اثوابہا الغول۔ اگرچہ آپکی اس سوء ظنی کے رفع کیواسطے

اور عدم استعمال الفاظ نا ملائم کے لئے جو کچھ میں نے لکھا وہ اہل انصاف کیواسطے کافی۔ وانی بشنا گر بعض
تقریر حضرت مجدد الوقت کی بھی اس سو ظنی کے بارہ میں لکھنا مناسب سمجھتا ہوں وھو ھذا نیک ظنی
انسان میں ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا نہ ہو تب تک اس قوت کو استعمال
میں لانا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے اور اگر کوئی شخص بلا وجہ اوس قوت کا برتنا چھوڑ کر بدظنی کرنے کی
عادت پکڑے تو ایسا انسان سودائی یا وہمی یا مجنون یا مسلوب الحواس کہلاتا ہے مثلاً جیسے کوئی بازار
کی شیرینی یا روٹی وغیرہ کو اس وہم سے کھانا چھوڑ دے کہ کہیں حلوائیوں یا نان بائیوں وغیرہ نے
اون چیزوں میں زہر نہ ملا رکھی ہو یا سفر کی حالت میں ہر ایک راستہ بتلانے والے پر شک کرے کہ شاید
یہ مجھے دھوکا ہی دیتا ہو یا حجامت کرانے کے وقت میں حجام سے ڈرے کہ کہیں استرہ مار کر مجھے قتل ہی کر دے
یہ سب خیال مقدمات جنون اور دیوانگی کے ہیں اور جب کوئی دیوانہ ہونے لگتا ہے تو پہلے ایسے ہی
خیالات فاسدہ ولیں اوٹھا کرتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ پکا سودائی ہو جاتا ہے پس اس سے ثابت ہے کہ
بغیر معقول وجوہ رکھنے کے بدظنی کرنا ایک شعبہ دیوانگی کا ہے کہ جس سے عاقل آدمی ضرور ہے کہ پرہیز کرے
اور خدا نے قوت نیک ظنی کی جو انسان کی فطرت میں ڈال دی تو اوس میں یہ حکمت ہے کہ بنی آدم
میں راست گوئی اور راست روی بھی ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک انسان کسی قاسرت
مجبور نہ ہو وہ جھوٹ بولنا چاہتا ہے اور نہ کسی اور طرح کی بدی کا ارتکاب جائز رکھتا ہے اور اگر نیک ظنی کی
قوت انسان کو عطا نہ کیجاتی تو وہ تمام فوائد جو راست گوئی اور راست روی کی قوت کے ذریعہ سے ایک
سے دوسرے کو پہنچتے ہیں اور جن پر تمام مہمات تمدن اور معاشرت اور تدابیر منزلی اور ملکی موقوف ہیں ضائع
ہو جاتے اور نفوس انسانی جمیع منافع سے جو قوت مذکورہ کے استعمال پر مترتب ہوتے ہیں محروم رہ جاتے
مثلاً یہ نیک ظنی کی ہی برکت ہے کہ چھوٹے بچے بآسانی بولنا اور باتیں کرنا سیکھ لیتے ہیں اور ماں باپ
کو ماں باپ کر کے جانتے ہیں اگر بدظنی کرتے تو کچھ بھی نہ سیکھتے اور دل میں کہتے کہ شاید ان سکھلانے والوں کی
کچھ اپنی ہی غرض ہوگی اور آخر اس بدظنی سے گونگے ہی رہ جاتے اور والدین کے والدین ہونے میں بھی
شک ہی رہتا۔ مولانا اپنے اوس وقت کو بھی یاد کرو کہ جس وقت میں آپ نے حضرت مرزا سلمہ اللہ تعالی کی نسبت

بڑے زور شور سے یہہ اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ ہماری رائے میں یہہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت
کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آجتنک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں
لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور اوس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی
و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے مفیاً
ذالک یا تو یہہ غایت درجہ کی حسن ظنی و یا یہہ نہایت درجہ کی سوء ظنی سے ببیں تفاوت راہ از کجاست
تا بکجا و نشتم باني وصفك سے واكبر من اغراه نشوة جهله. بانكاره من يدعى العلم عن كذب
يميل الى الطاغوت طورا و تارة - الى الرفض ثم الحجر الكفر كالصب + و يتبع طورا او قتا
مقلد - ويحسب التيصاري مرتو ناصر الصلب + نزيا بزي الكفر يشري به الهدى
و يبغي رضي الكفار في سخط الرب + وما هاجه شيء سوى حسد له - و ذلك داء
لا يعالج بالطب + اذا بهت المرتاب عند احتجاجه - تبادر للبهتان واللغو
والشغب + ولم يدر ان الله ينصر عبده - على الجاهل المرتاب والمبطل الخب
ومن يخذل المبعوث يخذل ربه - و يجعله في خلقه عالي الكعب - والسلام
خیر ختام مورخہ نہم ستمبر ۱۸۹۱ء

آپکا ناصح مشفق پرانا دوست اور معاون

محمد احسن امروہوی نزیل بھوپال

مکرر یہہ کہ اگر آپ ضمانت بہ تعداد پنجاہ روپیہ تاوان دینے کے در صورت استعمال الفاظ نا ملائم کے
مصدقہ مولانا محمد بشیر صاحب یا کسی دوسرے معزز کے داخل کریں تو تمام الجھہ یہہ ہیچمدان آپکو گفتگو
اور مناظرہ میں سب طرح کی آزادی دیتا ہے یعنے تقریراً و تحریراً جس طرح پر آپ چاہیں اور جس مسئلہ
میں منظور ہو آپ مجھ سے گفتگو اور مناظرہ کرلیں کیونکہ اصل اصل مناظرہ اور مباحثہ تو ایک بہت بڑا
آلہ تحقیق علوم اور تفہیم مسائل غیر معلوم کا ہے اسی سے ترقی علم معلوم ہوتی ہے مثل مشہور ہے
کہ ملک بے سیاست اور مال بے تجارت اور علم بے بحث بالکل ہیچکارہ ہے اور انسان نے

جب علم وفن میں ترقی کی ہے اوسکا مرقاۃ یہی مناظرہ اور مباحثہ ہے اولا صحابہ کرام کے مباحثات پر نظر ڈالو کیسی کیسی احادیث اور تفاسیر بلکہ آیات قرآن مجید کی تحقیقات اوس سے ہوگئی - اور پھر نظر ثانی ڈالو تمام مناظرات مجتہدین اور فقہا ومحدثین پر کہ کیا کیا دقائق اسلام اور حقائق سنن خیر الانام اور معارف واسرار کلام اللہ العلام اوس سے حل ہوئی ہیں مگر وہ مناظرات مشروط ایسی شرائط کے ساتھ نہیں تھے جسکو آپ اول الشرائط قرار دیتے ہیں ایسا مناظرہ تو سباع اور کلاب میں ہوا کرتا ہے قصابوں کی دوکان پر آپنے لاحظہ فرمایا ہوگا اگر آپکو ایسے ہی مناظرہ کا شوق ہے تو یا کسی جنگل میں واسطے شکار کے جاکر دنگل کیجیے ورنہ کسی قصاب کی دوکان پر تشریف لیجائیے - یہہ شرح ہے آپکے ضبط اور حوصلہ عالی جنابکی جناب کو بسبب حلم اور بردباری کے حکیم نور الدین صاحب سلمہ نے قلم انداز کر دیا تھا والسلام خیر ختام -

مورخہ تاریخ وسنہ صادر

محمد احسن امروہی نزیل بھوپال